

مہنامہ جلی دیوبند



Islamic News Paper Agency

CLOTH BAZAR, RAJCHUR.
(C. RLY.)

ایڈریٹر: عالم عثمانی (فاضل دیوبند)
62 NP.

پیغمبر اور وہ سکی زندگی تھی صورت میں

آزادی کی نئی وسیعیں [مصنف: ارون ڈی کنٹم آزادی کے تصویر میں ختنی بندگی]

آئیز ریس ہوئی ہیں ان کی معلومات افراد کہانی، کرچین سائنس
سانینٹر کے ایڈیٹر اور ان ڈی نیٹ کی زبانی۔ جموروی سماج کے جدید تر
رجحانات کا دلائل انگریز تحریر، عہداً مامت ۱۷ صفحہ۔ صرف اپنے
تھانے

ادب میں ترقی اپنائی کیونکہ ادب و صفات کی امداد کیا
کھلیکھلتا ہے۔ ایک برد پر۔

پھر کے دیوتا چھاؤپ بیتاں جاذب توجہ حیرت انگ امک روپیہ

امنیت سیوچورا اسی
مصنف: جارج آرڈل -
مترجم: سید سهل و اسٹفی -

شہرہندوستانی سڑا دخربی صنفت جاسچ آرڈل کادھ
شہرہ آفاق ناواراجس نئے پورپ میں تھلکڈ الدیا تھا۔ اُردو کایہ
خوبصورت ایڈیشن آرٹ پریکری آٹھ تصویروں سے مزین ہے
ضخیما مردت ۱۰۰ صفحات۔ قیمت ڈھانی روپیہ

چین کے سلطان مگر ٹوپی سلطان کیا ہوئے؟ انھیں زمین
چین کے سلطان کیا ہوئے؟ اسماں کھالیکا؟ کسوں زم کی

آدم خورمی کاد ستاوینزی تذکره - صرف چار آنے هم
کون - صحیح تعلیم نظر و دلایل مسئله

سویٹ نظامی چھوپیاں ایک سنجیدہ اور میعادی گنہ بے۔ ۲۲۳

قیمت صرف ایک روپیہ

ارادی کا ادب بیس جب معاولاں، انسانوں اور
منظومات کا تجھوں شخص یک تعمیری
دعا، کنخواہ، حوالہ اور قسم تھے۔

معاصرہ کے تحت پچھا پایا ہے۔ یہ مت جلد میں روپیے۔
لینن افقلاب روس کے باقی لینن کی مستندسوانح۔

سوسیتی روس کی حقیقت دو حصے - دو روپے -

کیمیونزم کی پہلی کتاب جس میں کیمیونزم سے متعلق سیکڑوں سوالات کے مکالمہ

نیز جو ایات درج ہیں۔ قسمت ایک روپیہ۔
۱۰۶ نہ مصنف۔ اور مقصہ کو تسلی۔

سلسلت یکم و نوزدهم مترجم: حمید علیش

نادل جس کا ترجمہ اردو کے چاہب طرز ادیت خاں بگیان میں
نئے کامے سے۔ ایک دسمبر ملکہ کو کہا تھا: آج ہم شہزادی اتنا ہیں

۷۹۶ سیفیت قرآنی مکالمہ

غمان بطور [چین میں سلانوں پر کیا گذری؟ ایک
فلم - یونیورسٹی سوسائٹی

اور بانگھی بہتارہا آنڈوں کے پرائیٹ میں چین کی ایک جماعت
کے لئے اپنے تعلق قائم کر رکھے۔

مکیونز مارکس ان [مکیونز کو ایشیانی نقطہ نظر سے بھیجتے ہیں] میں ایک دوسری

دست اوزیزی گواں سے مرتن ہے۔ قیمت ڈھانی روپے۔

علمی سیاست میں جمہوریت مصطفیٰ نیسری پر اس کنٹاکٹ کے سابق وزیر خارجہ

اور اکادمی بھائے سابق صدر وزیر اعظم پر میرزاں کے جو عالمانہ مقالوں کا جمیع۔ مدن الاقوامی میساست میں جھوپریت کیا اور

اور تمپوری انسولوں کی کار فرائی کے امکانات کا سر جال تجربہ موجود ہے، لہذا سیاستکاروں نے اس رسمیات کو بھی کیلئے اس

محضرسی کتاب کامپیوٹر الدار خارجی قید ہے، صفحات ملائک صفحات
قیمت صرف آٹھ آنے

آزادی کی طرف

دلچسپ اور عبرت ناگ - تین روپے۔

۵

آغاز سخن

عامر عثمانی

تجلی کی ڈاکٹ ۱۹

عامر عثمانی

۳۹

کیا ہم مسلمان ہیں؟

شمس توید عثمانی

دھوپ اور سائے ۲۵

اخذ و اقتداء

۵۱

مسجد سے بچانے تک

طواب ابن العرب مکتبی

خط اور جواب خط ۵۹

۶۳

مختلا خط

پاکستانی حضرات:- نیچے لکھے ہوئے پتہ منی آرڈر
بھیکر وہ رسید ہمیں بھیج دیں جو منی آرڈر کرتے
وقت ڈاگناز سے ملتی ہے۔

۲۲۸۰

مکتبہ عثمانیہ - میدتا بازار
پیر الہی سخن کالونی - کراچی (پاکستانی)

دیوبند شمارہ نمبر ۵
ماہنامہ جلد نمبر ۱۵

ہر انگریزی ہمینے کے پہلے سبقتے میثاق ہوتا ہے
سالانہ قیمت سات روپے۔ فی پرچم ۷۲ پیسے
غیر ممالک سے سالانہ قیمت ۸ اشنک شیکل پر میل آرڈر
پوشل آرڈر پر کچھ نہ کھتے بالکل سادہ رکھتے

اگر اس دائرے
میں سچ خزان

کے تو تم بھی کوئی کر

اس پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ
قیمت تھیں یادی پی کی اجازت دیں۔ اگر آمدہ خریداری
جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں خاموشی کی صورت
میں اگل پرچم وہی سے سمجھا جائے گا جسے دصول کرنا آپ کا
اخلاقی فرض ہو گا دادی پی سات روپے باستھن پیسے کا
ہو گا، منی آرڈر بھی کیا پرچم کی خرچ سخنچ جائیں گے۔
۔۔۔ پاکستانی حضورات ۔۔۔

ہمارے پاکستانی پتہ پرچم دھیج کر رہی منی آرڈر اور
اپنام اور مکمل پتہ ہمیں بھیجاں رہے اسال جاری ہو جائیگا۔

ترسل زد اور خط و کتابت کا پتہ

دفتر تجلی - دیوبند - ضلع سہارپور (دیوبند)

عامر عثمانی

فاضل دیوبند

پریس دیوبند

مکتبہ عثمانیہ - میدتا بازار
پیر الہی سخن کالونی - کراچی (پاکستانی)
سے شائع کیا

آغاز سخن

وہی غلاف کعبہ!

جماعتِ اسلامی کی مخالفت میں تحریر و تضییک کی جو روشن، جو اسٹائل، جو پنج و انداز انھوں نے مستقل اینارکھلے اس سے یہ ہر گز ظاہر نہیں ہوتا کہ تحریر نہ فہم اور اخلاق عالیہ کا جو تریں سین وہ بڑی آن بان سے دوسروں کو دیتے ہیں وہ خود ان کے اپنے حلن سے بھی یقین اترتا ہے۔

جارحانہ سورہ طعن، ایشھا ہوالہ و لجر، کڑوے الفاظ، اذ عار و خوت، کامبہمہ اور عزاد کلکناری۔ یہ ہیں وہ خصوصیات جو ہر وہ شخص ان کے طنز و طعن میں دیکھ سکت ہے جسے مولانا مودودی سے اللہ واسطہ کا بیرینہ ہے۔ امانت ان کی ایک ایک سطر سے اُبنتی ہے حالانکہ اناہیت ہی دعائے ہے جو بھی تقویٰ اور صفائی باطن کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔

یہ تحرید ہم نے ہمارے کے لئے اٹھائی کہ خیر سے تازہ میثاق میں بھی غلاف تحریر کی بحث زیب قرطاس ہرئی ہے۔ کیسے نہ ہوتی۔ مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی پر منگ باری کا کوئی موقوعہ ہاتھ آئے اور مولانا اسلامی جو کچھ جائیں یہ ناچکیں ہے۔ پچھلے دینیوں میں میثاق نہیں تکلیف کا تو اپنے بعض رسائل کو مرا سلسلہ بھجو کریں مقدس فرضیہ انجام دیا۔ اب میثاق تکلا تو اس میں جو صفتیات پر معارف کے تائے پائے پھیلائے ہیں حالانکہ پھیلے ترجمان القرآن میں مولانا مودودی نفس داعر کے متعدد تلقینیات پیش کر رکھے ہیں ان کے بعد کسی بھی تین و نقشہ اور خوش ادفات انسان کے لئے اس موضوع پر مزید جھک مارنیکی تجھائش

"تذکرہ نفس" کے جلیل القدر مصنفوں میں ایں جس اصلاحی میثاق نام کا ایک اہنامہ نکالتے ہیں۔ یہ اگرچہ اکثر و بیشتر تعطیل و تاخیر ہی کا شکار رہتا ہے، لیکن جب بھی اس کے نکلنے کی نوبت آئے اس میں جماعتِ اسلامی اور مولانا مودودی کے لئے طنز و طعن اور سب ستم کے پچھے ضرور مل جلتے ہیں۔ إِذَا مَا شاء اللَّهُ -

دلیے تو مولانا اصلاحی متعبد کتابوں کے مصنفوں ہیں، لیکن خاص طور پر "تذکرہ نفس" کی یاد ہمیں اس لئے آئی گئی وہ مظلوم کتاب ہے جسے خود اتنے مصنفوں کیخلاف اجتماع حکمت اور اچھیاں لیتے ہم نے اکثر منا ہے۔ دافعیہ ہے کہ زبان و علم سے پندو و عظیم کے موتو بھیرنا امر لطالعت بھاگت کے دریا بہانا زیادہ مشکل کام نہیں ہے لیکن شکل کام یہ ہے کہ اُدی خدا اپنے گریبان میں منفرد الارس حقیقت کا اور اک کرسکے کو وعظ و خطا بت اور لفاظی و سخن طرازی کی ایک ٹن مقدار سے تقویٰ اور تذکرہ نفس کی ایک ٹولی مقدار بھی حاصل نہیں ہوتی۔ یہ جنگ گرانہماں اگر خانی زبان و علم کے درخیزوں میں لکھا کر قوہ تمام اسلامت احمد ہی نہ لائے جنھوں نے اپنے ایک ایک سانش کو کردار عمل کے ساتھ میں ڈھال کر یہ ثابت کیا تھا کہ باطن کی اصلاح صابن کے حصیں پبلیک بنانے کا نام نہیں بلکہ کردار کی آگ میں پہنچنے اور نفس امارہ کو ایڑیوں سے رکھنے کا نام ہے۔

مولانا اصلاحی کے علم و فضل اور زبان و قلم کی تقدیم سے کون نامہ ادا شکار کر سکتا ہے، لیکن مولانا مودودی اور

آدمی قبضے کے جذبے سے نہیں رفع استعمال کے جعلی تفاصیل سے دوڑتا ہے۔ وہی شوق حوزہ عرب مکہ کو تابع نہیں، امرورا، الحجراء، اہرام مصر، عجائب گھر اور کسی بھی نادر و ممتاز شاہکار کی طرف ہنکار کر لے جاتا ہے اسی کی کار فرمائی یہاں بھی تھی اور اس بحث میں بطور معارض قسروں کے جائزوں پیش کرنا ایسی بھی الیتے شیرے کی شمال دنیا جس میں جسیں دشائید ملائیں کوشش نہ ہو کم بھی کی دلیل ہے۔ اس نکتہ و خصی کو ہم میں کے آغاز تکنیں ہیں مکمل سطح جیزوں کو تو شاید علمی نوع کی چیز نظر آتے یعنی ہم بلا مخالف کہہ سکتے ہیں کہ اس کی علمی جیشیت بے لگام جذبات کی امیریت نے خود حرج کر دی ہے۔ اہل حدیث دوستوں کے بارے میں ہمیں صرف خفاکہ وہ بال سے باہر یک تراکتوں کو بھیجنے اور زیادا گھرائی میں جانے کی اہمیت ہی ہمیں رکھتے ہیں ایسا سبق اس سوال میں انھیں معذور تصور کرنا چاہیئے جن کی کشادی دینت اپنے ضيق کی تصرف نہ کاری، امیر معاویہؓ کی دورانی شیخ اور عمران دادیؓ کی فراست کی مقتضی ہو۔

لیکن مولانا اصلاحی ایسے نہیں تھے۔ ان میں ذکاوت بھی ہے اور علم بھی۔ تفہیم بھی ہے اور تنور بھی۔ الگیہ باقی مغلوبیت اور تحت الشعور میں جڑ پکڑا پہاڑ کروز عم ان کے دامن کے سوراں پر سینٹ نرچڑھا دینا تو ان کے لئے یہ بھندا شوار نہیں تھا کہ غلاف کعبہ کے ہنگامہ دیدار کا تعلق غلاف کی شعاراتی جیشیت سے نہیں تھا بلکہ ان محوس و مرئی اوصاف سے تھا جن کی طرف توڑیں ہی نہیں۔ یہ انتیہت نہیں تو اور کیا ہے۔ اسے نجوت اور خود نہیں کہتے تو پھر کیا کہتے ہیں۔ ہم آج بھی عرضیں کے تمام اساطیریں دامتہ کو خاطب کر کے بیان کر دیں عرض کرستے ہیں کہیں ہے۔ خود ہمیں بھی اس میں کلام کرتے تو اسے جھاک مارنا دیکھتے ہیں اسی میں قلعہ الاعوج کہتے ہیں جو حضرت مجدد الدین شافعی اپنے مکتبت میں شاہ سلطیں شہزادیت تقویۃ الایمان میں اور مولانا شمس الدین تھانیؓ نے فتح المدهم میں اختیار کیا ہے خود مولانا مددؓ، عیین بھی ہیں مونقد رہا ہے جیسا کہ فاران کے نوجوانوں میں شائع شدہ ان کے مقابلے میں ظاہر ہے میکن آج اگر اخونگی بدعت کا مذہب و مساجع پر امکن ای وغایہ کر لیا چکر تو یہ دسی ہی بحث طلب بات ہے جو رکے بارہیں مغلیں اور مسلموں کی کتابیں میں قیہہ تکہہ کا پیشہ نفرہ دہرا جاتا ہے۔ شرح جن

نہیں رہ گئی تھی۔ میکن جس قوم کی کمشی بحث طلبات کے لگرد ہوں میں چکر گھار بھی ہو اس کی سب سے بڑی بحثی بھی تو یہ تھی ہے کہ اس کے ذی صہلہ جیت افراد کو بیل الفضولی کی چاٹ لگتے جاتی ہے اور وہ اندر سے ڈھونی کی طرح گھوٹے ہو جاتے ہیں۔ ڈھونی بجا بہت زور سے ہے مگر اس کا پیشہ جاہل تھے تو ہر اس کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

چھٹے صفحات میں مولانا اصلاحی نے وہ کچھ کہا ہے وہ سطح جیزوں کو تو شاید علمی نوع کی چیز نظر آتے یعنی ہم بلا مخالف کہہ سکتے ہیں کہ اس کی علمی جیشیت بے لگام جذبات کی امیریت نے خود حرج کر دی ہے۔ اہل حدیث دوستوں کے بارے میں ہمیں صرف خفاکہ وہ بال سے باہر یک تراکتوں کو بھیجنے اور زیادا گھرائی میں جانے کی اہمیت ہی ہمیں رکھتے ہیں ایسا سبق اس سوال میں انھیں معذور تصور کرنا چاہیئے جن کی کشادی دینت اپنے ضيق کی تصرف نہ کاری، امیر معاویہؓ کی دورانی شیخ اور عمران دادیؓ کی فراست کی مقتضی ہو۔

لیکن مولانا اصلاحی ایسے نہیں تھے۔ ان میں ذکاوت بھی ہے اور علم بھی۔ تفہیم بھی ہے اور تنور بھی۔ الگیہ باقی مغلوبیت اور تحت الشعور میں جڑ پکڑا پہاڑ کروز عم ان کے دامن کے سوراں پر سینٹ نرچڑھا دینا تو ان کے لئے یہ بھندا شوار نہیں تھا کہ غلاف کعبہ کے ہنگامہ دیدار کا تعلق غلاف کی شعاراتی جیشیت سے نہیں تھا بلکہ ان محوس و مرئی اوصاف سے تھا جن کی طرف

لطف دیے تھے بدعت کے متعلق مولا نامود دریست اپنے اس مقام میں جو پہنچا ہے وہ جھاٹا نہیں ہے اور اس پر کوئی کلام کرتے تو اسے جھاک مارنا نہیں کہیں ہے۔ خود ہمیں بھی اس میں کلام ہے۔ ہم قسم بدعت کے باب میں دیکھتے ہیں جو حضرت مجدد الدین شافعی اپنے مکتبت میں شاہ سلطیں شہزادیت تقویۃ الایمان میں اور مولانا شمس الدین تھانیؓ نے فتح المدهم میں اختیار کیا ہے خود مولانا مددؓ، عیین بھی ہیں مونقد رہا ہے جیسا کہ فاران کے نوجوانوں میں شائع شدہ ان کے مقابلے میں ظاہر ہے میکن آج اگر اخونگی بدعت کا مذہب و مساجع پر امکن ای وغایہ کر لیا چکر تو یہ دسی ہی بحث طلب بات ہے جو رکے بارہیں مغلیں اور مسلموں کی کتابیں میں قیہہ تکہہ کا پیشہ نفرہ دہرا جاتا ہے۔ شرح جن

تیس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟
اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قابل اس شے کو خرابی
بالکل یا پاک تو نہیں بھتنا لبڑی بخوبی کہتا ہے کہ کوئی قابل ذمہ
خوب ایس میں نہیں ہے۔
ایک مثال:-

زید و عمر و چھ سو روپی کر رہے ہیں۔ لکر دریافت کرتا ہے
— کیوں جناب کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ — زید جواب دیتا
ہے ”کوئی خاص بات نہیں!“

اب کیا آپ اس جواب کا یہ طلب لیں گے کہ سب سے
سے کوئی بات ہی نہیں ہو رہی تھی؟ ظاہر ہے یہ مطلب نہیں
لیا جائے گا بلکہ جواب کا حامل یہ ہو گا کہ باقی تو ضرور ہو رہی
تھیں مگر وہ ایسی نہیں تھیں کہ خصوصیت سے قابل ذکر ہوں گے
اس طرح کے فقرے میں فقط ”خاص“ کا استعمال کسی شے کے
وجود ہی سے انکار کئے نہیں ہوتا بلکہ اس کے مقابلہ پر اور
اہم ہونے سے انکار کئے ہوتا ہے۔

روزمرہ کے اس علوم قاعدے کو ذہن نشین کر لیتے کے
بعد آپ اور اکیجیئے کہ مولانا اصلحی کا مطلب کیا تھا۔
انہوں نے ”دینی صدر“ پر خاص کا لفظ داخل کیا ہے۔ مفہوم
یہی تو بتا ہے کہ جس یادگار کو اللہ کے رسول نے قائم رکھنا
لئے تھا اس میں معتقد تھم کا دینی صدر قوبہ شک نہیں تھا
گھر کسی دلکشی درستے اور دلگھی کا دینی صدر ہر حال موجود
تھا۔ علم سے کم ایک شخص و پسندیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یہ صاف طور پر تھی مرتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دامن افسوس پر تھی۔ اُڑا کا ہے۔ میں مظلوم ہو رہا ہو
مودودی نے اپنے مضمون میں اس امر واقعہ کا ذکر کیا تھا کہ
کھنڈ غافل پڑھانے کے روایج کو رسول اللہ علیہ وسلم نے
باتی رکھا ہے۔ اس کی مشروعیت میں اختلاف کا سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا۔ مولانا اصلحی اس کا رد فرماتے ہوئے اس
چیل کو بالکل سے بیمار بدلاتے ہیں کہ غلاف شعائر اللہ میں سے
۔ ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اسے شعائر اللہ میں داخل
کرنے پر عذت ہے۔

ان سی اوصاف سے تھا جو آدمی کے ذوق استجواب کو ہوا
دیتے ہیں۔ پھر بدعت و مستہ کی بحث اٹھانا چہ ممکنی دارد؟
کیا بالکل تمیر بھی کہو گے کہ تیس لئے بختی ہے کہ وہ دل می
کی جامع سبیع، آنگرے کا تاج محل، اعتماد الدلّه کا مقبرہ دیکھنے
گیا تھا؟!

بدعت۔ بدعت ایک رہ ہے جو مسئلہ کی
نزارتوں کا اور اک اک کے بغیر لگائی جا رہی ہے اور حد یہ ہے کہ
غلاف کعبہ کے ہنگامے سے جو تعزیز مولانا مودودی او جماعت
اسلامی کا ان نقدگروں نے اپنے ذہنوں سے تعمیف کیے
اعتراف و تردید کا طوفان اٹھا لیا ہے اس پر اصرارہ بردا
جاری رہے گا خواہ مولانا مودودی تھی ہی صراحت سے
اس کی ترمید کرنے رہیں۔ یہ ملہوت ہے تو دنیا داری کے
کہتے ہیں اور یہ انصاف ہے تو ظلم کس چیز یا کام ہے؟

تیسیہ ہم آپ کو نذر کیے نفس کے عالی مقام اصنیف کے
صرف ایک ہی قدرے کے آئینہ میں دھلائیں کہ ان کے نفس
مزگی کا کیا حالم ہے۔ فرماتے ہیں:-

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس سبقوں ہے
اس سے بھی بھی واضح ہے کہ غلام کعید کو آپ نے
حضرت ابراہیم یا حضرت سلمیعؑ کی سنت پر تھیت
سے اختیار نہیں نہرایا بلکہ راز قبل ازاں امام کی
ایک لالیسی یادگاری پیشہ سے باز رکھنا پسند
فرمایا جس میں کسی خاص دینی صدر کا کوئی پیشہ نہیں
مکھا۔“

سچھے آپ کیا بات ہوتی؟
شاید نہیں سچھے۔ دماغ کو ذرا اور ی طرح یکسر کی تھی اور
اور پھر دیکھئے کہ جس قدرے پر ہم نے خط لکھنے والے ہیں اس میں کسی
کا ذرا ہر ہے۔

اگر آپ اور وہ بانی داشتاء پر عبور نہیں رکھتے تو کسی
صاحب فن سے دریافت کیجئے لگ جب ہم یوں کہتے ہیں:-
”فناں جزیر میں کوئی خاص خواہ نہیں۔“

ایسے نہ ہو سیاہی مل لیں لیکن تسلیم اور اعتراف نہ کرنے سے
حالت تو نہیں بدلا کرتے۔ انسان کے ذہن والوں فقہی جذبات
کا بیر و میشور در حمل وہی الفاظ و عبارات ہو اگرستے ہیں جو
لاشوری طور پر بے ساختہ زبان فلم سے نکل جائیں جس طرح
شرابی شئے میں، تپ زدہ ہڈیاں میں اور سویں الٹپڑا بھٹکتے
ہیں بل ارادہ اپنادل زبان پر لے آتا ہے اسی طرح بے اختیار
نکلنے والے الفاظ میں آدمی کا باطن سکھا ہوا ہوتا ہے۔

مولانا اصلوی شعوری طور پر تو یہ کہنے کی حراثت بھی نہیں
کر سکتے کہ غلاف کعبہ کی جس رسم کو حضور نے بناوشاں سے
نواز اس میں حسن و جمال کا شامبہ تک نہیں تھا بلکہ کسی نہ
کسی درجی قیامت پاٹی جاتی تھی، لیکن جا الفاظ اُنکے
فلم کو ہر قسم سے نکلے ہیں وہ بہر حال اسی ذہنیت کے آئندۂ
ہیں کہ مولانا مودودی کی تخلیط میں غلاف کعبہ کو جتنا بھی
حضرت پیر را بجا سے ہٹیرا دو۔ ایک طرف کہا گیا کہ غلاف کعبہ
شیرہ ہے ہی نہیں اسے شماڑ اللہ کی نیروت ہیں لکھنا
بجائے خود بیدعت ہے۔ دوسرا طرف فرمایا گیا کہ اس میں
کسی خاص دینی ضرر کا پہلو نہیں ہے۔ یعنی دینی ضرر قیمت
مکرعتد ہیں۔ ہم تو چھتے ہیں لیا ہی طور طریق "تذکرہ نفس"
کے مظہر پر واگرتے ہیں؟ حریف کے تیکھے تالی بجا دھچاہے
اپنی بیتلیں سنکلی ہم جائیں!

بذریں حصہ وہ ہے جو اپنی کہنے اور دوسروں کی ختنے
مولانا مودودی بار بار کہے ہوا ہیں کہ غلاف کعبہ کا
ذریعہ ہنگامہ کوئی ایسا ہنگامہ نہیں تھا جس کی اچھے
یا قریبے مقصود سے میں نے یا مری اجماعت نے خود پڑھ کر
کیا ہو۔ ہم نے شرکت تو صرف اس وقت کی جب مشدت
کے پیدا کرده حالات کے تحت عموم نے اس ہنگامے کا
تار خود ہی چھڑ دیا اور ناٹکن ہو گیا اُن کے طوفانی جذبے
پر ہم روک لگا تھیں۔ اس وقت ہم نے شرکت کی اور
اس مقصود کی کہ بس ہنگامے کو چاروناچار ہنزا ہی ہے اُنکے
بیل بے تہار کو حتی الوضع غلط رکھوں یہ جانے سے بچائیں
اور پھر پڑنے والے طوفان کو کم سے کم غیر ضرر رسان

سچ پوچھیے تو موصوف کی بھی بات بھی ہے، لیکن جھوٹیے
اے۔ دیکھنا خط کشیدہ فقرے کی زبردی جڑوں کامی میولانا
اصلاحی کے لئے یہ تو ممکن نہیں تھا کہ تابع کو حصلہ سکیں، لیکن
چونکہ مولانا مودودی کا در بہر حال کرنا تھا اسدا غلاف کعبہ کی
جنونی دینی بھنگی تھی قران سے مکن تھی کر لکرے اور پھر خلافت
میں یہ بھی نہیں دیکھا کیا ان کے چھینٹے کس دا منہڑ کے پہنچ
کے ہیں۔ چونکہ حضور نے غلاف کعبہ کی دیرینہ رسم کو قائم رکھتا
پسند فرمایا ہے ایہ تو حکم کر کیے کہ اجاسکا حلال اس رسم میں دینی
ضرر اور قیامت دشاعتماد ہے لیکن یہ بہر حال کہہ گردے کہ
ہاں کوئی خاص دینی ضرر اس میں نہیں ہے۔ کیا یہاں ہم حلقوں
تذکرہ قرآن کے بلکہ بانگ نامہ کو قرآن کی ایک آیت یاد
دلائیں؟

فَلَوْلَا وَرَأَتْكَ لَأَنْوَهُ صَوْنَتْ
حَتَّىٰ يُعْلَمُ مُؤْلِفُ فِيمَا أَنْتَ
يُنْهَمُ مُثْمَرٌ لَأَنْ يَجْدُدُ وَ
فِي الْفِصِّمَهُ حَرَاجًا وَهَمَّا
فَضَيْقَتْ وَسَدَمَهُ وَاسْلَهَمَا
(السَّكُونُ)

ساخت اسے مان لیں۔

حضور نے غلاف کعبہ کی رسم کو قائم رہنے دیا۔ اپنے عمل
جانشی میں کہ یہ قائم رہنے دینا ہی بجائے خود اس کے مزاد فہمے
کو حضور کے نزدیک یہ رسم قیامت سے مبتدا اور سخاں استجباب
کی سرایہ دار تھی۔ جب حضور نے اسے باقی رکھنے کا فیصلہ فرمایا
اوپر نے چوہ سو سال کی اسلامی تاریخ اس فیصلے پر اعتماد کے
تعامل اور داومت کا اعلان کر دیا ہے تو ان لوگوں کے
تذکرہ نفس ہیں بلکہ ایمان ہی کے باس میں کیا راستے قائم کی
جائے گی جو اس فیصلے کو خوش دلی سے ہیں بلکہ با دل ناخواستہ
استکراہ کے ساتھ قبول کر دے ہیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ مولانا اصلاحی اور ان کے ہمتوں بھی پیر
سلم کریں گے کہ مسٹر کرہ خط کشیدہ فقرہ انہوں نے اس
مفہوم میں کیا تھا اسلام کرنے کا تو مطلب یہ ہو گا کہ ان دیاں

شے۔ مولانا اصلوی طری صلاحیتوں اور طریے کام کے آدمی ہیں لیکن ہدایت اور مگراہی تو فین اور سے تو فینی سبیڑے ہی ہاتھ ہے۔ تو ہی ہے جو اس بہرے کو سماں کچڑ کی ہوں ہیں بلکہ جانے سے پا سکتا ہے۔

شمس پیرزادہ

بات حل ہی رہی ہے تو ہم ایک اور تجھپ کہانی جھپٹنگا ایک صلح بزرگ ہیں شمس پیرزادہ۔ یہ حلقہ بیعتی کے امیر جماعت اسلامی ہیں اور ان کی نیک شہرت ہی کی بتاو پر ہم امکنیں "بزرگ" کہہ رہے ہیں ورنہ عمر کا ہمیں علم نہیں۔ اندرون ہی ہی ہے کہ عمر ہیں بھی ہمارے بزرگ ہی ہوں گے۔ جس سے ایک خوش نہما اور پاکیزہ قسم کا مقابلہ اخنوں تے بھی غلاف کعبہ کے موضوع پر شروع ہی میں پسروں قلم فرمایا تھا اور وہ روز نامہ "دعوت" میں تھیک ہمارے بھی زیب مطالعہ ہوا تھا مطابق اسے بعد ایک بے اختیار اسکراہٹ کے ساتھ ہم نے اخبار ایک طرف رکھ دیا۔ پسکراہٹ دراصل ان کی سادہ لوحی پر اُبھری بھی۔ نیکی اور علم اور جزا ہے لیکن تھقہ!۔ یہ نعمت عام ہے۔ وہ اگر فقیر ہے پڑتے تو علم اخلاق سے پہلے فراؤں کا ذہن اسی میتکا طرف جاتا۔

یَا أَيُّهُكَ الَّذِينَ آتُمُوا أَنَّ لَهُمْ إِيمَانًا إِنَّمَا يَنْهَا بِالْجُنُونِ
حَاءُ كُمْ فَأَسْتَعِنُ بِكَمْ فَإِنْ تَعْلَمْ
فَتَنْهِيَنَا أَنْ تُصْبِحُوا كَمَا
كُوئی ہیں ایسا ہو کہ نادانی سے
نِجَفَ الْأَيْقُونَ فَصَبِّحُوا عَلَىٰ مَا
نَعْلَمُ نَدِ مِنْ - اپنے کے پر
رجھرات)

ایں بصیرت جانتے ہیں کہ آیات قرآنیہ بھی آدھٹ اف طریقہ نہیں ہوتیں اور ان کے مصداں و مفہوم کے دو امور طریقہ دسج ہوتے ہیں۔ یہی آیت کہنے کو تو ایک خاص زمانے اور خاص دل تھے متعلق ہے لیکن کیا ہے آج بھی ہیں یہ درس نہیں دیتی کہ جس اظہار اسے اور نقد و نظر کا تعلق واقعات سے ہو اس پر

قرخ پر ہمالے جائیں۔

لیکن مولانا اصلوی جیسے لوگوں کا داراز میں اسی معاوی رہتے ہیں۔ وہ پہنچ رہتے ہیں جائیں جو کہ یہ ہنگامہ پہنچ سے اسکیم بنائیں کہ اسی اسی احتصال اور ھٹپیا اغراض کی خاطر پر ماکیا گیا۔ ذر امولانا اصلوی کے اختتامی نظرے دیکھتے کیسے ھفڑتے روحانی تذکریہ نفس اور اخلاقی حسن کے قواڑے ان سے اُبیں رہتے ہیں۔

"ہر زمین پر جزیر کی کاشت کے لئے ہمودن نہیں ہو اکبری۔ ایک زمانے تک تو ہمارے یہ احباب رجماعت اسلامی دامت) اس زمین میں تو جسہ کی کاشت کے لئے جدید چند کمرتے رہے لیکن تجربے نے ان کو بتایا کہ اس سفل کی کاشت پہنچتے ہے زمین شور ہے البته خلاف کعبہ کی برکت سے ان دستیں پر اس زمین کی اسی صفائحہتوں کا اکٹاف ہوا ہے اب دیکھتے مشرک دبر عوت کی نسل آگانے اور طرفا میں ان کا روں کیا رہتا ہے۔ (اس میدان کے درسوں حرفیوں کا ریکارڈ توثیق ہیں یا اس میں بھی پھر ڈی ثابت ہو کر حسن الدین ادالۃؑ کے معدائق طھرستے ہیں۔"

چہ کوئی حد اس الزام تراشی، اس سو رفیعی، اس فقرے بازی کی؟ اُن اذیت پندرہ سالوں کی طرح جو بہوں کی ہر جنس و حرکت میں سو طریقے کی طرف ڈالتے رہنا اپنا فرض منصبی خیال کرتی ہیں مولانا اصلوی بھی جماعت اسلامی اور مسلمان امور دینی کے باطن کی کروہ سے کروہ لصویر پیش کرنا اولین فرضیہ سمجھنے لگے ہیں۔ ورنہ منصف مراج اد خدا ترس کوگے پر کے کو تراٹا نے کاشغل بھی نہیں کیا کرتے۔ کاش مولانا اصلوی سوچیں کہ اس طریقے کی صفت طریقوں سے وہ اپنی عظمت کا لامہ نہیں مندا سنتے بلکہ ڈال رہے تھے تھے اطوار کہیں ان کی بچھی بچھی عظمت کا بھی کفن نہیں جائیں۔ اے اللہ! اہر زمین کو "ہم چو ماد جگہے نیست" کے خناس سے بچا اور ہر داعظ کو خدا یعنی اصلوی اسی تھیں

"ایجاد" کا ہم معنی ہے کہ غلافِ کعبہ کے حقوق دیدار میں جو حق درحقیقی مکمل پڑنا جائز ہے اور اسی پر پیرزادے صاحب بار بار احتجاج کرتے ہیں کہ کتاب و سنت یا قرآن اولیٰ کے نتال سے پیش ثابت نہیں تو کل کیا وہ یہ نہ کہیں گے کہ تاج محل یا قصرِ المحمد ایسا شایری محسوس کرئی کہی آدمیوں کا مل کر دیکھنے جاناتروں اولیٰ سے ثابت نہیں لہذا یہ بھی مدعی ہے۔

گستاخی معاشرت۔ بدعت کے لئے اگر آپ کی دکاوٹ حس کا بھی عالم ہے تو یہ کیا بات ہے کہ اپنے نام نافی کیسا تھے "پیرزادہ" لفظ کی بحث نے آپ کی وقت شامئہ کو کہ فی وکھ نہیں پہچایا۔ قرآن و سنت یا قرآن اولیٰ کے تعالیٰ سے قبیلہ و خاندان یا مولود و مولن کی طرف ناموں کی نسبت کا بیوت قبول ہے لیکن "پیرزادہ" اور "بن القطب" جیسے عزت آب نام نہیں تھے۔ ہو سکتا ہے اُنکے والد یاد اور پیرزادی اور ہوں یا سکن اس اشتیاز کو نام بھی اُنکے لینا الگ نہیں وہ نالش، لفظ پسندی اور لفاظ کی دائرے میں نہیں آتا تو کم سے کم بدعت مذہر کہلاتے گا۔ رام مixo و فصل العالی پیرزادہ۔ ذ صرف والد بگاہ اور بھی کئی خاندانی آکابری تھے، علام اور مرشد ہو گزرے ہیں مگر یہیں تو بھی نہ سو بھی کہ خدا کی اس دن سے ایسا ہی فائدہ اٹھا جائیں جیسا آپ اٹھا رہے ہیں۔ سو جو جانی تو آپ ہی کہتے کہ یہ بدعت ناقابل برداشت ہے بخوبی کہی ذکارت ہے اس سے کہیز اور میں دور سے تو آپ ہو لانا مودودی کی بدعت سو نکھلی میکن رُگ گلکو کے قریب جو مادہ مطرد ہے اس کی ایسا کہاں۔

"پیرزادہ" آخر سے کس چڑیا کا نام ہے اس کے جانے سے پوچھ لیجئے آپ کا نام سلکر وہ بھی کہے گا کہ کوئی برجیوی بزرگ ہوں گے۔ الفاظ کا الگ کوئی مزاج ہوتا ہے تو آپ کو خود بھی اور آپ کی جماعت اسلامی کو بھی غور گرنا چاہئے کہ "پیرزادہ" جیسے لقب کو نام کا دم جعل بنالیسا کس حذکر ممتاز و مقام بہت سے ہم آہنگ ہے اور کہاں تک یہ جماعت اسلامی کے مزاج و مذاق سے جوڑ کھاتا ہے۔

دادگن دینے سے قبل خود اتفاقات کی تحقیق کا حق دا کرو گستاخی معاشرت آج تک کے اخارات و رسمیں تو عموماً ایسے شاندار نامنہیں کہ مختبرِ جھوٹ بولیں اور زرادشتر ماراں۔ ان بجاووں کا پیشتر فس لاشوری ہوتا ہے جس کی جڑیں مردود الشہادہ قسم کی ریکسیوں اور نادر تکاروں کے پیٹ میں اُتری ہوئی ہوتی ہیں مگر تھوڑا سا سفت شعوری بھی ہوتا ہے۔ گاہے گاہے یہ جان بھکر جھوٹ بولتے ہیں۔ یا کسی سچ پر اپنے میلانات کا اس انسمع چڑھاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ بھی جیوئی سے باہمی اور بھی باہمی سے ہجوٹی بن جاتا ہے۔ تھضری یہ کہ سس پیرزادہ کی مخصوص سادہ لوگ اگر سردار ہیں سے تالیل رکھتی تو ایکیں تلمیڈ ٹھانے ور ایک غظیم قائد و مفلک کو سکھانے سے پہلے صبر و طلم کے ساتھ تحقیق کرنا چاہیے تھا کہ جو لوگ جماعت اسلامی اور مسلمان مذہبی کے خلاف ہمیشہ کماں کے پلے چڑھاتے رہتے ہیں وہ اگر کسی واقعی کا ڈھونی پیٹ ہے میں تو اس کی پوست کندہ تھیقت یکا ہے۔ روایات کا تو یہ حال ہے کہ بات ایک ٹھنڈت دوسرے مختلاں جاتے جاتے کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ پھر قدریہ کو سوں ڈور کا ہے اور خبر سانی کی خدمت وہ لوگ انجام دے رہے ہوں جن کے کردار کا کوئی معدہ علم اس کے سوا ہمیں نہ ہو کوئی لشنا ہو ددھی کی کسی خطا کے ایک باریک سے نقطہ کو جانی کی طرح پھیلاتے چلتے جانے میں ایکس یہ طوی احوال ہے تو آخر ہیں کا انصاف اور کسی داشمندی ہے کہ قرآن مذہبی رُگ صاحبیت پھر کے اور کھٹت سے ہم نقد و نظر اور حکیم و حکم کی دکان سمجھ کر بیٹھ جائیں۔

"پیرزادہ" صاحبؑ کو سدھی کردی ہے کہ حمال کلام کے طور پر فرماتے ہیں:-

"مولانا مودودی کی بست پر غرض کے بغیر کچھا ہوں کہاں کا اجتہاد سراغلط ہے اور ہتر ہے کہ مولانا اس سے رجوع فرمائیں"

کوئی پوچھے عمرم پیرزادے ایمان کا اجتہاد اور کسی غیر جب کہ مولانا مودودی صریح سے خشن نزیارت کے بوجو جوڑ ہی نہیں تھے۔ ہاں اگر مولانا مودودی کا فقط اتنا کہنا ہے۔

چھپے برتاؤں اس سلسلہ اشیتم + گھبے بروپت پاسے خود نہ سیم

دراد کرنے سے پہلے جماعتِ اسلامی کے ایک عمدیدار کو تحقیق حال کا فریضہ ضرور ادا کرنا چاہئے تھا۔ اس کا گوئی قابلِ اطمینان ذریعہ نہیں تھا تو صبر کرستے۔ آخر طبقے نے تحقیق میں تو تنہیں للحدیا کو غلافتِ کعبہ کی بحث میں فراہم کرنا تو اور ہزار میل دو پہنچ کر اس صدی کے ایک محترم اسلامی مفکر کو ایسا مشورہ ضرور دوجس کے پیر ہی نہ ہوں۔

اسی سلسلہ کا ایک خط

جانبِ مالی قادر زید را فشکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مزاج گرامی؟

اولاً۔ میں خواستگار معافی ہوں کہ آنحضرت کی صرفت مفہید کا دو توجیہیں تھیں پورا ہوں۔

ثانیاً۔ یہ کہ ”غلافت کعبہ کے سلسلے میں جانب والا کے زیر بیان اور گرمی تحریر مندرجہ“ تعلیٰ ماہ مئی ۱۳۶۸ء کے مطابع کے بعد جناب شمس پیرزادہ صاحبؑ کے ذاویہ فکر اور اپنے اخیال مندرجہ الفرقان میں تلاویٰ (جس کی ادا اس بے مایہ اور تکمیل کی لظیں شاید شجدہ بھی ہے اور ٹھنڈہ بھی) کو والیں پیش کرنے کی حوصلت بے جا کام تکب ہوتے ہوئے جانب ہی کے مفہومون ”تو جو تم فرما ان“ ۱۳۶۸ء میں مندرجہ ذیل عبارت تو صہواً ملأ حظہ مالی میں ہیں ہے۔

”دین کے رنگ میں رنگی ہری سفید تیرن صبرت خوب
دیکھتی ہے کہ جو طریقہ ابتدا میں نہات غلوٹ نہیں
سے نکلتے جاتے ہیں وہی کچھ عرصہ بعد کیا ہے کہا ہو جائے
ہیں...“ اور صفحہ ۲۵۶ میں ہے۔

”تو جو حصی کی حقیقت دلaczت سے بے خبر ادا اسلام کا
روح سے ناد اتفاق لوگ کسی طرح ادن صدور میں وہاں اگرا
ہیں، کہ تجویزالت نہ اپنے رسولؐ کے دلائل صدر جمع
اور جعلی طور پر معین فراہم ہیں۔“

تکمیل جناب کا یہ اپنے اخیار جناب شمس حبہ کی تائید میں نہیں ہے، جناب والا کا یہ کلمہ عام درج عوام کی نسبات کا حقیقی اور اصل ترجیح ہے۔ قسم کریما جسے تو پھر اس کو ٹھیک کیا اس

ایک بات رہ گئی۔ ہم نے کہا تھا کہ جب پیرزادے صاحب کا مفہوم ابتدا ہم نے طریقہ اتنا تو مسکرا کر رکھ دیا تھا۔ پھر یہ آج ہو چکیں اس کا ذکر کرنے کی سوچی ہے تو اس کی طمیہ ہے کہ چشم بدادر ”القرآن“ نے بھی اسے اپنی تازہ اشاعت میں نعمت غیر مترقبہ کے طور پر تقلیل کیا ہے کہنا ہی چاہیتے تھا۔ ہنر ویاک میں بہت لوگ ایسے ہیں جنہیں مہلاناً مودودی کے گذشت سے زیادہ ہر زیارت میں کامیاب ہوتے ہیں اس کا پارچہ اس طریقہ کی حکمت ہے تو کام بنا کر کوئی نہیں لگتی۔ اب یار لوگ پیرزادے کا مفہوم اچھا ہے۔ ہیں تو ہمارا بھی جی چاہا کہ ذکر خیر کریں دیں۔ ذکر خیر سے زیادہ تکھلے دے کرنا اس لئے درست نہیں کہ زیادہ ہی جب کسی تخلی کی زمین پر شہزادوں اور کمیت مصلوم ہیززادے صاحب سے چنانچاہا دیکھ کر کچھ واقعات فرش کر لیتے۔ پھر دعوت و دشت کی بحث شروع کر دیں۔ وہ دیگر طبقہ ہمبوں کا طرح ہنگامہ غلافت کو ”تعبد“ ہیچ جو طریقہ ہے ہیں اور صحت کر دے ہیں کہ تعبدی معاملات میں قیاس سے کام لینا صحیح نہیں ہے۔ اب ہم کہتی مرتبہ دہراجیں کہ لے والشودہ سہنگامہ عبادت نہیں نہیں۔ اس کا جو ہری تعلق عبادت سے چکھیں ہیں۔ یہ تو مفع اس تجھے کے نقطی شوق کا ایک مظہر تھا اور اس۔ اگر کار ثواب کے طور پر حصوں اجڑو برکت کے لئے سر پا کیا گیا ہوتا تو سر کے بلند ایک فعال خود ہم اس کے ہوتے۔ کیوں بربادی وقت کا ایک نیاسا مان اس بخش کے ذریعہ امت کے لئے پیدا کر رہے ہو ماضی طور پر پیرزادے صاحبؐ ہم عرض کریں گے کہ مولانا مودودی بھلے سے پاکستان جا چکے ہوں اور وہاں سے یہاں کی جماعت کا کوئی عملی ربط نہ رہا ہو، لیکن یعنی معاملات میں تو ہمیں قیامت اور تحریک کی تنظیم و تاسیس کا جو شرف اپنی حصل سے کیا وہ بھی اس جغرافی محدودی سے حریف عامل کی طرح شادیا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اپنے ایک حسن اور زہنی فائدہ پریز بالغتر اس

ٹو مار کو نہ جانچا جائے؟ بادی النظر میں یہ ایک وسوسہ سادل میں پیدا ہوا ہے جو پیشِ ملاحظہ گرامی ہے۔

بر سختم صادق کن و خواہ عتاب
معافی کا خواستگار

محمد نظر الدین خریداری ۲۴۹۹ - حظم پورہ - ثبت ۵۶۷
حیدر آباد (۱۰۳) مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۷۸ء

جو اپا ہے
و علیکم السلام

پہ شاکر پیرزادے صاحب کی ادائی نگارش سمجھدہ
بھی ہے اور طہنڈی بھی۔ لیکن قفلی سمجھا گی اور لب پہنچ کی طہاڑ ک
اس بات کی صفائحہ نہیں ہو اکرتی کہ معنوی گہرائی بھی پائی جا
رہی ہو۔ ایک سوال ہم آپ سے کرتے ہیں۔ یہ جو پرزاں کے صفات
خاندان این جو کے تو سطھ سے حضرت عائشہؓ کے ایک قیصہ کو غلط
کہکش کیکر غیر محترم اور بے چیزیت ہونے کے بحوث میں شیش کریم
ہیں تو اسی سطھ سے کیا آپ یہ بھی نائیں گے کہ جو لباس صدور صلی اللہ
علیہ وسلم نے پہن کر اُتارا اخداہ بھی کیکر غیر محترم بے چیزیت اور
اس درجہ محوی تھا کہ اس سے برکت حصل کرنے کے حال ہی کو
آپ اسی طرح بدععت و معصیت فارادیں گے جو ملک غلاف کعبہ
کے انترا مگر کوئے رہے ہیں؟

اگر دین گے تو پھر اُن صفات کے بالے میں کیا رائے
نامم کی جائے گی جو اس لباس کو انکھوں سے لگاتے تھے جو اے
جز و کفن مانا سعادت بکری سمجھتے تھے جن کی نگاہیں یہ ایک
معظم اور عزیز ترین شے تھیں گے؟

اور الگر نہیں دیں گے تو پھر بات آپ کا داماغ کیسے
تقول کرتا ہے کہ رسولؐ کے حجم سے مس ہو کر تو کوئی لباس مجھوں د
محترم بن جائے لیکن بیت اللہ کی زینت ہنسنے کے بعد اس میں
کسی بھی درجے کی محیوبیت و حرمت نہ آئے؟

حضرت عائشہ صدر نقیۃ الرضے اگر یہ فرمایا ہے کہ غلاف کچھ
جب بیت اللہ سے اتر گیا تو اس کے کپڑے کو حالت نہ اور صیغہ
افراد پہن سکتے ہیں۔ تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ زمانہ
حیض یا حالت جنابت کی ناپاکی جو نگفاظ اہری و مرثی غلافت

نہیں ہے اس لئے اس کپڑے کے حجم پر ٹڑھانے میں کوئی حرج
نہیں۔ لیکن یہ طلب تو نہیں ہے کہ اس کپڑے سے خون جیں
یا مادہ منی کا پوچھنا یا اسے فرش کے طور پر سیروں میں رومندا
بھی دست ہے۔ غلط سمجھتا ہے جو سمجھنا ہے کہ حجم رسولؐ
یا بیت اللہ سے ہمکار ہونے کے بعد بھی کسی کپڑے میں نہ
برابر تقدیس، برکت اور حصوصیت پیدا نہیں ہوتی۔

رہی ساری وہ عمارت جو آپے بطور معاشر ہے
کی ہے تو زائرہ اپنی سے خور کیجئے تو کوئی تعارض یا تینی ہمچنان
بدعت کی بحث تدبی امور میں اُٹھتی ہے میں کوئی
نئی بات ہٹھنا بدعت ہے۔ جو کچھ حجم نے اپنے حجول بالا ہضمون
میں یا کسی اور خیر میں بدعت سے متعلق کہا ہے اس کا جوڑ
ایسے ہی امور سے ہے جو اواب و برکت کی غرض سے گھرے
جا سکیں اور پھر انھیں رواج حشقل بنا لیا جائے جیسے میلاد،
فائدہ خواہی، نیاز، قربوں کے میلے وغیرہ لکھ۔ لیکن غالباً کچھ
کا ہنگامہ حیداً نوعیت کا تھا۔ وہ تو اواب و برکت کے حصول
کی نیت سے نہیں برآ کیا گی۔ وہ دینی الطور و افعال کی تہریت
میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ وہ تو آدمی کے تفریح پسند مراج
نور پسند طبیعت، محوجہ پسند نظرت اور رفع استعمال کے جلی
تفاضل کا مظہر تھا۔ شہروں میں بڑی نائیں ہوتی ہیں ابھی
دلی میں میں اللاؤ امی فی نوع کی نمائش ہوئی تھی جو جیں اکثر حاک
نے اپنے پولین لگاتے تھے۔ امریکہ اور روس وغیرہ کے
پولین پر نمائیوں کا ٹھٹھ لگا رہتا تھا۔ ان میں مسلمان بھی
بے شمار ہوتے تھے تو کیا ان سب گورنمنٹیں گے؟

الگر نہیں کہیں گے تو خوب سمجھ لیجئے کہ اندر کی جو تحریک
ترغیب انھیں پولین میں کھنچ لے گئی تھی اصلاح وہی غلافت
کیمی کے ہنگامے کی جو شیادی ہے۔ تدبی حیات سے اس کا
کوئی تعلق نہیں۔ پولین کی جملے لوگ کسی بھی مسجد کو دیکھنے
چون درحقیقت میں تسبیحی یعنی تعددی نہیں کہلاتے تھا۔
حالانکہ یہ کچھ تسبیحی مسجد سے بڑھ کر دینی حیات کا جوڑ کسی حیز
سے ہو گا۔

حائل یہ کہ قیومیہ کو سلطھ کے نیچے اُتر کر اُمور مختلف کے

اور کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھلی کو دین اسلام کی خدمت کرنے کے لئے اور ترقی دے اور مولانا عاصمی صاحب اور دیگر معاونین حضرات کو جزاۓ خیر و سے۔ آئین۔

محترمی مولانا صاحب ہیں اب آپ کی خدمت میں ایک عرض داشت پیش کرنا چاہتا ہیں ہوں امید ہے آپ انہیں کی عرض داشت پر توجہ مبذول فراہیں گے۔

آج بندہ کو آپ سے اس لئے مخاطب ہونا پڑا ہے کہ ماہ مئی کے شمارہ ماہنامہ بھلی میں آپ نے غلاف کعبہ کو آغاز تھا کامو ضروع بن اکر اس مشکل کو بہت اچھا لایا ہے۔ معاف کرنا۔ میں نے اس مضمون کا ایک ایک حرفاً پڑھا ہے اور میں نے یہ کھلا ہے کہ آپ خود بھی جذبات کی تیزی و میں بہر گئے تھے ورنہ بھی ہمیں بھی۔

میں یہ جانتا ہوں کہ آپ صرف اعتراضات کے جواب دیتے ہیں اور آپ کے جوابات بہت صحیح اور بخوبی تھے لیکن ایک اعتراض چوکہ بنیادی تھا اس کا جواب گول کر گئے۔ ... وہ اعتراض یہ تھا کہ تنظیم جماعت اسلامی اپنے مسلمان بھائیوں کے موجودہ احوال اور ماحصل سے پوری طرح باخبر تھے اور اپنی بے بسی و مجبوری کا حال بھی جانتے ہوں گے کہ اتنے طریقے بخوبی میں نہ تو انکی اپنی چلے گی اور نہ ہی کوئی پختہ سے پختہ دیں۔ تیزی بھی ضرور جانتے ہوں گے کہ اہل بدعت اپنادار ضرور کریں گے۔

(اور بھی بعد از امکان نہیں ہے کہ اہل بدعت حضرات غلام کعبہ کی زیارت کو بنیاد بنا کر پھر زیارت کی مشکل بدعت پسیدا کر دیں) اس لئے جماعت اسلامی کے اکابر علماء کو سر برستی زیارت کرنے کی، نہیں کر دی چاہئے تھی۔

زیارت غلام کعبہ کو میرے خال میں آج تک کسی نے بدعت نہیں کہا بلکہ واقعات بدعت ہی کو بدعت کہا گیا ہو گیا یا ذریعہ بدعت (موجودہ ماحول میں)

اب آپ ہی بتائیے کہ کیا ان لوگوں نے (من الفین زیارت غلام کعبہ) صحیح بات نہیں کہی تھی اور اگر غلط بھی ہو تو آپ کو حسن ظن رکھنا چاہئے تھا مذکور سورۃ نہیں۔

لطف و نازک فروق کو بھینا پڑتا ہے ورنہ گھوڑا الگ حساب ایک لائن میں آ جاتیں۔ جو شخص امتحان و فقہاء کے منابع فکر اور طرق احتہاد پر نظر رکھتا ہے اس کے لئے تھے کوئی جبرت اور تشویش کی بات نہیں کہ ایک ہی فرع اور ایک ہی شکل و صورت کے متعدد مسائل میں سے کسی ایک سلسلہ کا حکم لطیف و خفی و جوہ کی بناء پر بدلتے ہیں دیکھنے کو ہٹڑی جب کاظماً یعنی ہے تو اس کا آغاز نقطہ ایک نقطہ سے ہوتا ہے۔ یہ نقطہ کتنا ہی محروم ہو دیکھیں پھر اور طریقہ لگا کاری کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے۔ ایسا ہی معاملہ قانونِ شرعاً کا ہے۔ مطالعہ مطلب کا خفی ترانس فری بھی بعض اوقات نہ ہاتھ دسجع اور گوناؤں نتائج کا حامل ہو جاتا ہے۔

آپ مکن۔ یہ ہماری معروضات کو پوری طرح نہ کھج سکیں میں اس صورت میں دو ہی طریقے ہیں۔ یا تو ہمارے فکر و نظر را اعتماد کر کے شکوک و شبہات کو دنکال پھینکتے یا پھر جس کے طریقہ نظر ہے آپ کو مجھوں سا ہوا اس کی پوری دیکھتے یہ بہت مشکل ہے کہ ہم جس فکری سطح پر بات کرو رہے ہیں اس تک پہنچ بغیر کوئی ہمارے خیالات کا وزن حسوس کر سکتے۔

دوسرا خط

دکتور بھگار کی خواہش ہے کہ ان کا نام و پتہ
نشانی نہ کیا جائے)

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب اپنام بھلی دینہ
اسلام علیکم۔ مراج گرامی؟

حوال آنکہ قدوی عرصہ قریباً نماہ سے ماہتمامہ بھلی کا مطالعہ کر رہے ہیں اور چونکہ یہ ماہنا مرغیر جانبدارانہ پالیسی رکھتا ہے (یعنی نہ ہب اسلام کی خدمت کرنے کے لئے اس رسالت کی کمی کے طریقے سے طریقے آدمی کو کبھی معاف نہیں کیا اگر کسی نے کوئی مطلبات کہدی تو آپ کے قلم نہ اس کی نشاندہی کر دی) موجودہ دور کے علمائے کرم میں خصوصاً اور عوام میں اختلافات فروعی و بنیادی کا جو سیلاں آیا ہوا ہے اُسے روکنے کے لئے بھلی نے بہت کوشش کی ہے

الضرام کو اعتراض و ملامت کا بہوت بناجا جا رہا ہے ہمارے نزدیک وہ خراج تھیں کامستحیں ہے۔ کہا آپ یہ چاہتے ہیں کہ تالگز برخالات و توارث کے تحت الگ کوئی زلف دوڑت آئے برائی ٹھوڑیں آئے والی پر اور تھیں کئے ہو وقت آئے بڑھ کر اس کی اصلاح مکن ہر تو وہ ہرگز اگے نہ بڑھیں بلکہ اس پر ہاتھ دھرت کرنے میں بیٹھ رہیں؟

الگر اسی چاہتے ہیں تو یہت غلط چاہتے ہیں اور انہیں چاہتے تو جماعت اسلامی کی بروقت مشرکت اور سرپرستی کو بڑت اعتراض بنانا ایسی گنگاہ ہما ہے۔ اسے تو ادا دیکھے کہ اس کی بروقت مشرکت اور سی و جہد سے جشن علاوفت کا غلط انزوڑہ ہنگامہ سانپھی میں ڈھنل گیا۔ وہ یاد ہے پیر نوٹے بیٹھی رہتی تو ہنگامہ تو ہر حال برپا ہوئی تھا میکن نظم و نشق با ذکر اللہ اور محمد نبی مشرق و دوق کے جو مظاہر اس میں سامنے آئے وہ کبھی نہ آئتے۔ ہلکہ پڑیں گے بیدعت و محیبت اور وہی گراوٹ اس کاظرۃ امتیاز تھی جو درگاہوں کے سالار میلوں میں یا اسی نوع کے دیگر اجتماعات میں عموماً بھی جاسکتی ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ معتبرین سے ہمیں حسن ظن رکھنا چاہیئے تھا۔ بجا فرمایا میں یہ آپ نہیں دیکھا کہ معتبرین نے حسن ظن کئے بیاندہ یہی کہاں چھوڑتھی تھی۔ ان کی عام حالت یہ رہی ہے کہ چھانٹ چھانٹ کر صحیح و مکروہ پہلوں کو اچھا لئے رہی ہے۔ حالات و کوائف کی جو تصویر اخھیون نے اپنے تکمیل سے مولانا مودودی اور جماعت اسلامی اپنے مسلمان بیانوں کے احوال و اطوار سے واقف ہی تو تھے جس کی وجہ سے اخھیوں نے دفعہ آئی ٹھکرائیں ہنگامہ جشن و زیارت کے انتظام و الفہریم میں مشرکت کر دی ای جو کسی فرد یا جماعت کے منہوبے اور پیداگراہ کے بغیر ہاتھ پیر نکال رہا تھا اور جس کے بارے میں بجا طور پر اندیشہ کیا جاسکتا تھا کہ اگر اسے یوں ہی برپا ہوئے فدیا بیگانوں بے عات و خرافات کے بڑے کمروں مناظر مانئے آئیں گے مولانا مودودی نے واقعات کی جو تفاصیل بیان کی ہیں اگر ان پر یہی کسی کو اعتبار نہ ہو اور وہ مولانا موصوف کو دروغگو قرار دے سب تو یہیں اس شخص سے کوئی لفڑگو نہیں کرنی۔ لیکن اگر یہ تفاصیل مطابق واقعیتی تو جشن علاوفت کی جس سرپرستی اور

نیزاں حضرات کا مقصد یہ تھا کہ اتنی وہ کبھی ایسا نہ ہو جب تک موجودہ فضائیم ہے۔ حالات اور خالات بدلتے ہے یہ کام پھر بھی شروع کی جاسکتا ہے۔

آپ کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کر دوں کہ بندہ خود بھی اپنے گھر سے ۲۰ میل دُور شہر پہلی پوری میں صرف زیارت غلط کعبہ کے لئے گیا تھا۔ حقدت اور نماش کے ملے ملے جذبات کے تحت۔

جناب:-

تجھی سے حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے کی جو صبر انوارہ پہلے دن سے اختیار کی تھی الحمد للہ وہ آج تک اسی راہ پر جیل رہا ہے۔ کسی خاص مسئلہ میں اگر کچھ لوگوں کی تشقی ہماری معروضت سے نہ ہو سکے تو انہیں قیافو چرہ فیصلہ نہیں کر لیتا چاہیئے کہ ہم معقولیت کا دامن چھوڑا جذبات کی راہ پر لگ گئے ہیں۔

حیرت ہے میں کے آغاز تھن کا ایک ایک حرف پڑھ لینے کے بعد بھی آپ کہہ رہے ہیں کہ تم کسی بیاندہ اعتراض کو "گول" کر لگتے ہیں۔ حالانکہ ایک منصف مراج اور فہم آدمی کے لئے یہ آغاز تھن ہر پہلو سے تھی تھن خدا اور اس اعتراض کا بھی شانی جواب اس میں موجود تھا جسے آپ کی راستت میں "گول" کر دیا گیا ہے۔

خیراب برہ راست اپنے مکتوب کا جواب منی۔ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی اپنے مسلمان بیانوں کے احوال و اطوار سے واقف ہی تو تھے جس کی وجہ سے اخھیوں نے دفعہ آئی ٹھکرائیں ہنگامہ جشن و زیارت کے انتظام و الفہریم میں مشرکت کر دی ای جو کسی فرد یا جماعت کے منہوبے اور پیداگراہ کے بغیر ہاتھ پیر نکال رہا تھا اور جس کے بارے میں بجا طور پر اندیشہ کیا جاسکتا تھا کہ اگر اسے یوں ہی برپا ہوئے فدیا بیگانوں بے عات و خرافات کے بڑے کمروں مناظر مانئے آئیں گے مولانا مودودی نے واقعات کی جو تفاصیل بیان کی ہیں اگر ان پر یہی کسی کو اعتبار نہ ہو اور وہ مولانا موصوف کو دروغگو قرار دے سب تو یہیں اس شخص سے کوئی لفڑگو نہیں کرنی۔ لیکن اگر یہ تفاصیل مطابق واقعیتی تو جشن علاوفت کی جس سرپرستی اور

اور یہ لاؤں کا مطالبہ تھا۔

آپ کی اپنی یہ روشن طریقہ لطف ہے کہ ہمیں میں سفر کے غلاف کا دیدار کرنے بھی گئے اور خیر سے جتنی بیوی ہی پر ناک بھوون بھی جڑھا رہے ہیں۔ محترم بھائی! الراہ اسی جس نہ معلوم تھا تو خود آجھنا سے اس کی روشنی کیوں بڑھاتی اور اگر مذہب میں نہیں تھا تو اس کے صریپ ستوں پر اعتراض چہ معنی دارد؟

حامل کلام یہ کہ اس بحث کے اب طلاق نیاں پڑھئے ہم چوچھے کہے چکے وہ اشام اللہ بارگاہ عدل ہیں پھر کسی کی لکیر ہے۔ معمولیت کے ساتھ اگر کسی بزرگوار نے ہمارا تعجب کیا تو ہم دلائل کا سامنا کرنے کے لئے بالکل نیاں ہیں، لیکن پوچھنے والوں کی چرب زبانی کا ذہن اس سے موخوع پر ہم نہیں لے سکیں گے۔

انگریزی اخبار

واغیر کچھ بھی رہا ہو کہاں یونہی مشہور ہے کہ ایک حسین لڑکی نے آرسطو کی گرد میں اوپر حصی کی کلام ڈال کر اسے گھوڑا اپنے پر جھوکر دیا تھا۔

اس کہاں سے بظاہر تو صرفی جذبے کی قوت کا انہار ہوتا ہے، میں حقیقت یہ ہے کہ نہایا صرفی جذبہ ہی وہ احمد جذبہ نہیں ہے جس کے آگے آدمی کے دل و دماغ سچھا ڈال دیتے ہیں بلکہ کوئی بھی جذبہ ہر جب وہ سادوں کے بادلوں کی طرح شامیاں نہیں کر دل و دماغ کی وسعتوں پر جھا جائے گا تو علم و فہم کی ساری صلاحیت اور ذہن و بصیرت کی تمام امانت خفقت ای گہری نیند سو جائے گی۔

لکھنؤ میشور کا انگریزی اخبار قومی آوارے کے مدیر شہیر حباب حیات اللہ الفصاری ایک فہم، مہین اور محقق ادمی ہیں۔ ان کے فکر قلم کی صلاحیتوں سے انکار کرنے کر سکتا ہے۔ انکوں نوجب بھی ذہنی تصورات اور جذباتی لگاؤں سے بالآخر ہو کر قلم حلا میا ہے۔ شعور و بصیرت کی تھا میں خاصہ چیلڈنگ ہر یہی بنائی چلے گئے ہیں۔

جو تفصیلات میں کی ہیں وہ مجھے اور ہمیں۔ ان سے تو عماں معلوم ہوتا ہے کہ اس چنگے میں غلبہ خیری کا تھا۔ اتنا نہیاں غلبہ کہ اگر معتبرین کے واضح فرمودہ درج، ہمیں کو مطابق واقع بھی مان لیا جائے تو ان کی حیثیت اُس غلط نظر سے تزاہ نظر نہیں آتی جو دریا میں گز کر کا العدم ہے جاتی ہے اور دریا کا ماءِ صافی جوں کا تو طابہ ہر دھپر رہتا ہے۔

وہ سری طریقہ رکاوٹ حسن نظر کی راہ میں یقینی لکان حضرات نے اپنے قصائد کا مطلع ہی اس مضمون سے متروع کیا کہ جسیں ملاقات مولانا مودودی کا ایک سوچا بھا منقصہ ہے جو سیاسی استعمال اور خاد پرستی کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ یہ مطلع منکر کوں منصف مزاج حسن نظر پر فائم رہ سکے گا۔ خاشت لفس اور خدا فرمہ شی کا اس سے طریقہ اور کیا ہو گا کہ کسی اقدام و عمل کی قرار و قصی تحقیق و تفہیج کے بغیر ہم ایک ایسے شخص کی نیت پر حملہ کرنے لگیں جسے زمین آسمان اور چاند ستائے مدت سے اپنی حق کی حیثیت سے جاتے ہیں۔ مولانا مودودی کے بعض خیالات و مرمومات سے اخلاق کیا جا سکتا ہے، لیکن انھیں بد نیت، مغلوبیت اور بے کار بوز کرنا ذریافت شیطانی کے سوا کمی کا کام انہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص بیظاہر کتنا ہی صوفی شیخ، قطب اور خضر صورت ہو لیکن اگر وہ مخصوص شواہد کے بغیر دوسروں کی نیت کو تمہر کرتا ہے تو یقین نہیں کیجیے کہ اس کے قلب کسی گئے میں شیطان نے اشیاء بنائی رکھا ہے۔ پھر بھلاکم حسن نظر کی کوڑی کوئی تہبیہ سے لاست۔ ایک بہنہ ہم نے صبر و ضبط کیا۔ اخبارات و رسائل دیکھ دیکھ کر خود غلزار کرتے رہے۔ جزوں بیانوں، اعتراضوں اور واقعات کے گناہوں پہلووں کو علم و فہم کے کامنے پر اولاد اور تدبیک میں جا کر پورے اعتماد کے ساتھ اُس فیصلہ سر نسبت جسے نعمان و مدقق و مدقق طور پر منی کے آغاز تھیں میں گز دیا گیا ہے۔ کہاں کی جذباتیت خدمت تو یہ ہوتی کہ ہم بھی اعتراف و دادیں کے نلک شکاف فلسفہ کی قسم سے ملائیت۔ مگر ہم نے جذبات کے سرکش گھوٹے کی کلام پکڑ کر ٹھیک۔ ٹھیک وہی ہما جو مسنویت کا تھا اضا

اور جماعت اسلامی ایک ہی چیز کا نام نہیں ہے۔ دوسرے یہ انگریزی اخبار کی خبر و روت ملک و ملت کی فلاح کیلئے اتنی شدید اور ناگزیر ہے کہ اسے اگر جماعت اسلامی ہی پورا کرنے کا طریقہ اٹھائے تب بھی ہمیں ذمیں و فروعی اختلافات سے صرف نظر کر کے تعاون دینا چاہیے۔

فاضل مدیر جناب الصاری صاحب خدا کے فضل سے ہم من ہیں کافر ہیں۔ ہوش من ہیں مغل ہیں مائن حاضرہ سے باخبر ہیں ہے بہرہ ہیں۔ اس کے باوجود اگر وہ اچانک بڑے شدود سے اس محظہ انگریزی اخبار کی خلافت پر اترائے ہیں اور ان کے قلم گہر رقوم نے استدلال کے نام پر بناست بچکلنے اور ضعفہ خیز خاکے اپنے اخبار کے کالوں میں ٹھیک ہے ہیں تو اس کی توجیہ آپ کو یقیناً اسی کہانی میں ملے گی جس کا ہم نے آغاز ہیں ذکر کیا ترقی اتنا ہے کہ افسوسی اسطول کی زہنی ممتاز کا خزانہ خراب کرنے والی ایک گروہ پرست کی خیز ہی، لیکن الصاری صاحب کے نکر و بھیرت پر چھاپے مارنے والا پرہ زنگاری کا ایک ایسا عشق ہے جو گروہ پرست کی قدر سے آزاد ہے۔ ہوا کی طرح لطیف اور تحمل کی طرح غیر مردی۔ ہم بھی اس پر وہ نشیں کا ذکر نہ کرتے اگر الصاری صاحب نے سیکھ بھائی دو صوری پر سینگاری ز شروع کر دی ہوئی لیکن ایک اچھا خاصاً پوشیدہ آدمی الگ دھنڈا اپنے پیڑ پھر مارنے لگے تو اس حرکت کی کچھ نہ کچھ تو جیہے کسی ہی پڑھی۔ قومی آواز نہشنسٹوں کی تلکیت ہے اور الصاری صاحب اس کے مالک ہیں فقط ملزم ہیں۔ ملزم کے لئے عمل حکم ہی نہیں کہ آقا کی پالیسی سے احراف کر کے اپنی روزگار برقرار رکھ سکے۔ علاوه از الصاری حصہ ذاتی طور پر بھی کچھ خاص نظریات رکھتے ہیں۔ یقیناً اس لحاظ سے لوگ اپنے ہیں کا چیخ و صوفت ہی کے ذہن رہا۔ نے جنم دیا ہے۔ ان کا خام مودود نہ تھا۔ تر مغرب ہی کے بعد ا علم و فتن سے حاصل کیا ہوا ہے، لیکن اس لحاظ سے ضرور خاص ہیں کہ ان کا بنیادی تصادم جماعت اسلامی کے

لیکن اس دور نامعده میں کی بھی معقول معمول آدمی کا گوناگون سماں کے ہر ایجمنگ پر تعصبات اور جنگی غلوت بالاتر ہے اس آسان نہیں۔ اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ ہم قصد و شور کی حد تک صدقہ خالص اور معمولیت پسند ہوتے ہیں، لیکن پس پر وہ ہمارے تحت الشعور میں کوئی نہ کوئی جذباتی گھرہ الی یا پڑی ہوئی ضرور ہوئی ہے کہ ہم کسی سیدھے اسے پرستیم انداز میں چلنے کے قابل ہیں رہتے اور ہمارا خلوص، ہمارا حسین یہت، ہماری تہانت اور ہمارا جذبہ عدل گستاخی متفقی تضاد کے الجھادے سے رج ہیں پاتا۔

یہ تہذیب ہم نے حباب حیات اللہ الصاری کے اُس ادارے پر تھوڑی لگنگو کرنے کے لئے اٹھائی ہے جس کے مطالب ہم تک ۲۲ مئی ۱۹۷۴ کے روز نامہ "دعوت" کے ذریعہ ہی ہیں۔ گو کہ مدیر دعوت اور مطلب پر جن لگنگو اور جنگوں کی نیک ہم ہمارا صرف اس نفسیاتی پہلو کو اجاگر کرنا چاہلتے ہیں کہ حماقت ہمیشہ احمد ہی نہیں کرتے اور جنگ کا نہ ہر کوئی صرف تجویں ہی سے سرزد نہیں ہوتی بلکہ جذباتی لگاؤں کی نہیں آگرا چھا جھدا مشورہ بھی حماقت اور طفلہ اور افراد اور جنگ کر جاتے ہیں۔ کسے ہیں معلوم کہ ہندوستان کے مسلمان ایک تجھے انگریزی اخبار کی نکل میں ہیں۔ اس فکر نے ذہنی بخت و پر کے بعد عمل اچھے شکل اب تک اختیار کی ہے وہ یہ ہے کہ چند فعال قسم کے ذمہ دار مسلمانوں کا ایک بورڈ معرض درجہ میں آگیا ہے جس کا نام ہے اسلام ہلک پیلی کیشن ہے تو سطھے اخبار کے لئے سرمایہ جمع کیا جا رہا ہے اور اخبار مقاصد کا تمام تعلق جملہ مسلمانوں ہندوستان سے ہے کہ کسی خاص سیاسی یا مذہبی پارٹی سے۔ اسی لئے بے شمار ایسے لوگ بھی چندہ دس رہے ہیں جو جماعت اسلامی سے کوئی دھمکی نہیں رکھتے، بلکہ بعض ایسے ہیں جو جماعت اسلامی سے خاصہ اختلاف ہے، لیکن وہ بھی مالی تعاون سے کوئی نہیں کر رہے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اول تو اسلام کی ملکیت

باتوں سے بچائے گا اور کس طرف نہ جائے گا؟ اس کے
ساتھ مسلمانوں کی کیا منزل ہو گی اور اس منزل کا انتہا
کیا ہو گا؟ آپ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے مفاد کے لئے
اجار نکالا جا رہا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کے
مفاد سے آپ کی کیا مراد ہے؟“

یہ سوالات ایک بھی لائن ڈوری سے ہم نے بطور نمونہ
نقش کئے۔ کوئی الفماری صاحبؑ کے پوچھنے آپ کون ہیں یہ موال
کہنے والے اور اوزنِ تناگ کے انداز میں دو افسوس کا حق آپ کو
جمهوری ہندوستان میں کہاں سے ٹا؟ یہ الگ بات ہے کہ
یہ سچے تمام سوالات کے جوابات بڑی آسانی سے پیش کئے جائیں
سکتے ہیں لیکن پیش دہ کرے جنہیں یا ان اور جنہیں گی میں فرقہ شرکتی
ہو۔ جذباتی لگاؤں نے الگ الفماری صاحبؑ کے ذہن مقدس
میں آنکھیت اور خود پرستی کا گھروند ان بنادیا ہے تو وہ اس نامہ
شاہی انداز میں الطائل سوالات کی باٹھ مارنے سے پہلے یہ
ضرور سوچ لیتے کہ میں ہوں کوں اور میرا معاً و منصب کیلئے
خدا مجھے کوئا خون نہ دے۔ الفماری صاحبؑ اگر کسی ملک کے
سلطان بنادیتے جائیں تو اجر نکالنے کی اجازت تو درکنار
وہ شاید کسی کو ایک بھگہ زمین جوتے کا بھی ادنیں شکل ہی سمجھے
سکیں گے کیونکہ جس غیر دینتی سے اچانک ایک درجن موال
اس قوع کے کرتے جائیں کہم کیوں زمین جوت رہے ہو۔ اسکی
پسیدا اور کاکیا کر دے گے؟ گھبہوں کیوں ہوتے ہو، جوار کیوں نہیں
ہوتے ہو؟ اگر کا ارادہ ہے تو کچھ کا ارادہ کیوں نہیں کیا؟۔
ظاہر ہے وہ بخارہ سلطان اکر رہ جائے گا اور الفماری صاحبؑ
جن طرح جو زہ اجبار کے لایعنی ہونے کا فصل دے رہے ہیں اسی
طرح سلطان کی حیثیت میں زمین جوتے کو لایعنی قرار دیں گے
یہ در اصل وہ تکلیف ہے جو اہل قرآن نے دین کے باب
میں اختیار کی ہے۔ یعنی دین کے ہر سلسلے کو تنداز دینا و مسلمانوں
کے انگریزی اجبار کی افادیت تمام مسلمانوں کے نزدیک قطبی
طور پر ہم اور ناقابل اختلاف ہے الفماری صاحبؑ سوالات
کی چاندیاری کے ذریعہ سلسلہ کی اسی حیثیت کو تاریخی و کرناچا ہے،
اخیں جماعت اسلامی یا اسلام کا تبلیغی فائز کو جواب دیجی کے

نظریات سے ہوتا ہے۔ بلکہ زیادہ صحیح لفظوں میں ان کا اصل
مکار اسلام ہے۔ وہ اسلام جو خدا تعالیٰ اور انسانی تسبیبات
کی پستیوں سے بہت اور پرہیں الائقی اور آفاقی بلند یوں پر
آشیانہ ہتا ہے۔

مشنونم۔ خواہ اس کے کتنے ہی خوب بد معنی کوئی
پیش کرے اصل پر اسے دورِ حالت کی پادگار ہے۔ نہ مادہ
پرست فکر نہ اس پر محفل اور لڑکی ملنے کے علاقہ محدود
چڑھاتے ہیں، لیکن کیا کوئی کم ملکتائی کم ظرفی، خود خودی
اور تنگ دل کے ملتویے پر چاندی کے درق جیکا دینے سے
خیرہ مواد یہ نہیں ہے اسے اچانکے گا؟ تاریک زبانوں کا وحشی
انسان بھی ذہنی اختیار سے مشتمل ہے ہی تھا۔ تبدیلی یہ حصہ
ہوئی ہے تو جسرا فیلکروں میں، دو اگر کے پھیلاؤ میں، اسالیہ
بعیریں اور مظاہر کے خدو خال میں۔ روح نہیں بدیں بیتل
نہیں بدیں۔ دہنی چیز جسے مشنونم کی زبان میں قوم کہا جاتا ہے
دور و حاشت میں قیدہ ہے لہاتی تھی۔ فرق جنم و ضخامت کا ہے
اجزا اور ترکیبی کا ہے۔

الفماری صاحبؑ پاصل بیشنونم میں یانہ ہوں
مگر مشنونم کی تمازدگی کرتے کرتے اخیں جماعت اسلامی سے
کہ ضرور ہو گئی ہے کیونکہ اس جماعت کے نظریات قرآن و سنت
ولئے اسلام کے تمازدہ ہیں اور قرآن و سنت والا اسلام
پونے چودہ سو برس سے ہر اس اندیشہ کی تردید کرنا چلا آ رہا ہے
جس کی بیانات میں حق پرستی کے عوض کوئی اور برسنی شامل ہے۔
ہو ملکتائی ہے ذیر تذکرہ انگریزی اخبار کی مخالفت یہ
دریور صورت کو ان کے آقاوں نے اگسیا ہو لیکن یہ بھی پہنچتا
ہے کہ یہ خود اخنی کے دل وہ لامگی پسیدا اور ہر۔ دلوں صورتوں
میں بات دہی تکلیف ہے کہ جذبات تک ہاتھوں عقل نے مات
کھائی اور اجھا خاصا فیم و میم آدمی آ سید زدگی کا مظاہر
کرنے لگا۔

آسیں دگی نہیں تو اسے آخر کیا کیں گے اگر ایک اجھا
خاصاً آدمی یک ایک سوالات کی پیشیں گئی داغنی شروع کرے کہ
”اجبار کیوں نکالا جا رہے ہو“ مسلمانوں کو کیسی کن

مکہرے میں کھڑا کرنے کا ذرہ برابر بھی حق نہ ہوا، ان کے سوالات شمارہ برابر بھی محتولیت نہ رکھتے ہوں، یہاں فائدہ بہ عال اس اقدام سے انہیں پانچ سلتا ہے کہ جس اخبار کا وجود میں آنا انھیں یا ان کے مالکوں کو تاگوار ہے اسکی افادت دور اسے کی تحلیل ہو جائے اور حق غیر علیہ سلسلہ اختلاف کا مورد ہے۔

ہم محنت کا دروازہ ٹھوڑے بغیر انعامی صاحب کی خدمت میں لگدے اُرسن کریں گے کہ فکر رسا کی جملائی دھلائی و اشہبِ علم کو بنے نکان دوڑانے کے اور بہت میدان میں بلکہ ملت کے مقاعد و مسائل آپ کی ہم توجیات اسلامی چارہ گزی اور انھکے شب تاب نے حاج ہیں۔ ان میں سرکھیا یعنی تو دین اور دنیا دلوں میں سرخ رو ہوں گے۔ جماعت اسلامی سلسلے ہے تو اس کا غبار ایسی راہ سے نکلنے کے پوری ملت مسلمہ کا مقادیر آ لو دن ہے۔ انگریزی اخبار کا معاملہ سب مسلمانوں کے مقادیر سے والستہ ہے اس کی مخالفت میں رد و قدر کا دروازہ ٹھوکنا اتنا یہ است اور خود فرمی کا بہت بھوپلہ مظاہر ہے۔

ستہ معاویہ کی سیاسی زندگی [این نوع کی پہلی بیانیہ
حضرت معاویہ کی سیاسی زندگی] انہیں حضرت معاویہ کی شخصیت آپ کے مقام اور حکمت و سیاست کا بھروسہ تعارف اس طرح کرایا گیا ہے کہ کسی بھی صحابی کا دامن داغدار ہمیں ہوتا۔ صحابت کی تقدیم پر لا جواب فکر اور تحقیقی و تنقیدی مواد۔ کتابت و طباعت، کاغذ رب محمد۔ مجلہ مع حسین ڈسٹ کو۔ قیمت دش روپے۔

تحقیق مزید [”خلافت معاویہ و زید“ کے حصہ جناب مفتخر معاویہ مجدد احمد عباسی کا نقشہ شانی جو بہت سا مفتخر مواد آپ کے غور و فکر کے لئے پس کرائے۔ صحابہ کے سلسلے میں کسی امینان بخش تجھے تک پہنچنے کے لئے یہ کتاب فکری بنیادیں پہنچا کر تھے۔ قیمت مجلہ آٹھ روپے۔



بھلی کی طاکت

استہرا کو منحکارا ایسا ہی یہ جیسے کسی عینی یا کیونٹ کے ہفوات پر وقت صاف کرنا اور حجج پر ویز صاحب پر نہیں ان لوگوں پر ہے جو تمام معاملات دنیاوی میں ذریک دانا ہونے کے باوجود بھی امور میں موسم کی ناک بن جلتے ہیں اور سرمهل کا ہر زبان اخیں شوال اور تزلیں میں بتا کر دیتا ہے۔

مشائی پر درود کا مسئلہ بنتے ہیں۔ کیا ایک جنابی اور عموی عقل کا آدمی بھی یہ بات نہیں مانتا کہ ہر زبان میں متع و المفاظ ایسے ہوتے ہیں جنہیں مختلف مواقع پر ایکست زائد مخفی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ "کوئا" بولتے ہیں۔ یہ ایک پرندے کا نام بھی ہے اور ملن کے اندر ایک نسبت عضو کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لفظ "ھورا" کوڑے کرکٹ کے طبع بر بھی صادق آتا ہے اور ٹھوڑے۔ یہ واحد غائب کا صبغہ بھی ہے۔ لفظ "کھانا" مصدری بھی میں بھی مستعمل ہے اور خود طعام کو بھی کہتے ہیں۔ ایسی بے شمار مثالیں اردو، ہندی، انگریزی، عربی، ہر زبان میں موجود ہیں۔ عربی کا ایک لفظ "مولی" ہی بھی۔ یہ الک د آف کے لئے بھی مستعمل ہے۔ آزاد کردہ غلام کے لئے بھی۔ دوست اور محب کے لئے بھی اور سربرست اور ذریگے کے لئے بھی۔ ہمارے زمانہ میں اس کا استعمال ضمیر جمع مذکوم نگاہ کر علا۔ کے لئے ماہر ہے۔ یعنی مولستان۔

جب یہ ایک شروع و معلوم صورت حال ہے تو آخر کسی سلیمان القلب انسان کے لئے اس شراحت آمیز اعتراف میں کیا جان پر سکتی ہے کہ اللہ نے ہمی پر صلوٰۃ بھیجے ہم کا حکم دیا تھا۔ میکن مسلمانوں نے خود اللہ میں درخواست کرنی شروع کر دی کہ نبھی

پروپریتیات

سوال ۱:- اذابا الخیر۔ کراچی

ایک عرصت مردود درود کے متعلق "طیوع اسلام" لامہور نے حجج پر چکریں ڈال دیا ہے۔ طیوع اسلام کا کہنا یہ ہے کہ قرآن میں خدا کو مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ "اے ایمان والو! نبھی پر صلوٰۃ بھجو اور مسلمان بجائے ہمی پر صلوٰۃ بھیجنے کے لئے خدا کی سے کہتے ہیں کہ لے خدا تو حسید پر صلوٰۃ بھج"۔

ہذا جانب سے لگارش ہے کہ اس گورکھ دھن سے کلھیانے اور حسب ذیل باقاعدہ مسلمانوں کی تسلی کے واسطہ مٹا کر دیجئے۔

۱۔ کیا طیوع اسلام کا دعویٰ صحیح ہے؟

۲۔ کیا درود میں اللہ اصحابہ اس وجہہ دخیریاتہ ختمی مرتبت نہ تملیا ہے؟ اگر نہیں تو یہ اضافہ ذریک اور کیوں ہوا؟

اجوابات :-

بعض سوالات ڈاکٹر اقبال میں اس طرح جواب دی جاتے ہیں کہ ان پر توصیہ ہی نہیں کی نوبت ہے میں اسی آئی ہے۔ یہ سوال بھی اسی میں سے ایک ہے۔ یہ شاید اس زمانے میں آیا تھا جب پر ویز صاحب پر علماء کا متفق فتویٰ کفر نہیں لکھا تھا۔ اس کا جواب اس وقت غیر ضروری ہی معلوم ہوا تھا کیونکہ شخص نے تہی کریما ہو کر اسلام کی ہر ہر قدر اور ہر ہر عینیت سے تنگ کر کے رہے گا اس کے ہر ہر فرقة مسنانہ پر گوئی کہاں تک دادے۔

اور آج بھی اس کا جواب لا مغلل ہی معلوم ہوتا ہے۔ پر ویز صاحب کا فروزندہ اس درجہ کو پہنچا کہ اب ان کے کو طعن و

دعا کرت کو کہتے ہیں قریب فقرہ بہل ہر جائے گا کہ اللہ تعالیٰ پر
صلوٰۃ بھجوئے ہے۔ کیا کوئی برداشتی کوہ مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
لئے دعا کے رحمت کرتا ہے!

معلم ہوا کہ اسی حند کرہ ایک آیت میں لفظ صلوٰۃ
دو جا آگاہ تر فہریوں میں استعمال ہوا ہے۔ خدا کا صلوٰۃ
بھیجا فور حمت نازل کیے کے ہم معنی ہے اور فرشتوں یا مومنوں
کا صلوٰۃ بھیجا رعایت رحمت کا مراد ہے۔

جب قرآن ہی ہے۔ بلکہ اس کی ایک بھی آیت
سے وہ درود اور مرثیات ہرگئے جن میں سے ایک کا پروپری
دعا ہے، مذاق اڑا رہے ہیں تو معلم ہو گیا کہ اس تحریر کا ہمی
کسی قسم کی علمی، عقلی عاطل ہمی ہیں بلکہ حدیث رسول اور
صلحائے امانت سے شخص و عناد ہے۔ چونکہ اس آیت کی سیر
کے زبان میں حدیث ہی میں یہ داعیہ بیان ہوا ہے کہ صلحائے
نے عرض کیا:-

اے اللہ کے رسول! سلام کا طریقہ تو ہم مسلم
ہو چکا ہیں اسلام علیکم را نہما الذی و رحمة
امالہ، و برکاتہ ایکن یہ بہل اللہ نے صلوٰۃ بھیج کی
ہدایت نازل فرمان ہے اس کا کیا طریقہ ہے؟

اس کے جواب میں صورت ہے درود تلقین کیا جنماؤں
میں ٹڑھا جاتا ہے اور جس پر پروپری انتہائی کینتے پر سے
چوتھ کر رہے ہیں۔ (کینتے پر) تو مکان افظع ہے۔ کوئی لفظ اس
ذرا غادت اور سیاہ قلمی کا ان انسانوں کو سکنا کر ایک شخص سلطان
ہوتے کا دعویٰ کرتے ہوتے اس درود کا ناق اُڑ لے جو فری
ترین اسناد سے مردی ہے اور جس پر پونے چودہ سو سالوں سے
تمام امت قولاً و عمل اتفاق ہے مسلماؤں میں فرعی اختلاف
کے تحت کتنے بھی فرقے پیدا ہو گئے ہیں یا ان ایسا کوئی فرقہ
پیدا نہیں ہوا ہے، وہ کافر اُڑ اسے اور حبیب الفاظیں
لیپیٹ کر ملکوں والا تاریک ذہن امانت سلمہ کے داخلوں میں
چنان رئے کی نیا یا کوئی کوشش کرے۔

اپ سے یعنی مسائل صاحب اُپ پر بھی تعجب ہے
کہ ٹڑھے لکھے چوکر پر و نیکے چھوڑے ہوئے ہے تھے شرستے کے فقط

پر صلوٰۃ بھیجئے!

قرآن اور اٹھائیے۔ سورا حمزہ، اس آیا ہے:-
بِأَنَّهَا الْمُرْسَلَةُ أَمْ مُنْسَأٌ لَمَّا هَلَّ أَنْتَ صلوٰۃ بھیج ہی
صَلَوٰۃ عَلَیْكُمْ وَمُسَلِّمٌ وَمُسَعِّدٌ اُور سلام بھجو سلام کب کر۔

اسی کی خواہ پر پروپری اس سب کہتے ہیں کہ خدا مسلمانوں کو
بھی پر صلوٰۃ بھیجے کا حلم دیتا ہے۔ بات بالکل درست۔ بلکہ اسکے
اسے موصوف نے جس بکارہ اعتراض اور استہراہ کی تہذیب کیا ہے
اس پر جیران و پرستان ہونے سے پہلے لوگوں کو قرآن کھول کر بھیختے
کی تکلیف تو کرنی ہی جائے گی۔ تو وہ جانے کی ضرورت بخوبی سی
آیت میں تفصیل پر دیز جو اسے لائیں اعتراف کا جواب اُو
مسلمانوں کے معروف طرز عمل کا ہمی موجود ہے۔ اس آیت سے
قبل کا کہدا ایہ ہے:-

إِنَّ الْمُرْسَلَةَ وَمُسَلِّمٌ وَمُسَعِّدٌ اُور اس کے فرستے بھی پر صلوٰۃ
يُصَلِّدُونَ عَلَى الْمُسْتَحْيِي۔ | صحیح ہے۔

کیا اس سے صراحت مددیم نہیں ہوا کہ صلوٰۃ کوئی ایسی جیز
نہیں ہے جو صرف انسان پر کی جائے کہ دوسرے انسان پر بھیجے بلکہ وہ
ایسی جیز بھی ہے جو خدا اور شرستے بھی بھی پر بھیجے ہیں۔ جب یہ اس
ہے تو پھر اسیں کیا عبارت ہے کہ اہل ایمان خدا بھی بھی پر صلوٰۃ بھیجیں
اور اللہ سے بھی دعا کریں کہ وہ بھی پر صلوٰۃ بھیجے۔

زیادہ سے زیادہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جب افتادنی حکم
صرافت کے طبق اسی پر صلوٰۃ بھیجا ہے تو پھر مسلمانوں کو اس
سے اس کی استفادہ اور دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ اللہ تو رزق، صحت اور اولاد وغیرہ بھی دیتا ہے پھر ان
چیزوں کی دعا ہم اس سے کیوں نہیں ہیں۔

حلی بات ہے کہ لفظ صلوٰۃ کے ایک سے زائد معنی ہیں۔
اگر کوئی ووں کے کوئی صلوٰۃ صرف رحمت کو کہتے ہیں تو اس قرآنی
بیان کے کوئی معنی بھی نہیں رہی گے کہ زرستے بھی پر صلوٰۃ بھیجتے
ہیں۔ رحمت بھیجنا تو خالصہ اللہ کا ہے۔ یہ مذکور فرشتوں یا انسانوں
کا۔ خدا یا ہم دیلوں کو اس لفظ بھیجتے کی جو دیا ہے اسی کی گئی ہے وہ
بھی جعل ہیزے ہے۔

اور اُگر "صلوٰۃ" کی باتے میں دعویٰ کیا جائے کہ فقط

حصہ اور میں اسی ہر حال میں ایک بھی ہوں گے۔ امداد اپنے ویز صاحب
تھا ستر سال است. فرمائے کے بعد خود ہی نے آن ٹھوول کر دیکھ لینا
چاہئے تھا لیکن پھر کسی الفاظ نہ کہا تھا جسی سے یا افقہ حدیث
دشمنی اور شیدلان زدگی نے اسے چشم دیا ہے۔ جب آپ بھی
لیک رہم حوارہ بن جائیں تو اُس نے پوکا و بھی شریوکم ہے جوکی
نشیون نہ اور قسم و ترتیب خالیں کافرا نہ ماحول میں ہو رہی ہے
کافرا نہ ماحول اسی کوہت بھیجیں جہاں سب کافرستے
ہوں۔ بدترین کافرا نہ ماحول وہ ہے جہاں بنسنے والے تو خرس
و عیان اسلام سی ہوں لیکن انہوں نے مادہ برستان نظر نظر
کوہل و جان سے قبول کر لیا ہوا درپورے اسلام کو مادیت ہی
کے کمرد طیوف کرانے کے درپر ہوں۔ ایسے ماحول میں ہر خر
اسلامی عقیدہ خود روکھاں کی طرح طڑھکا اور اسلامی عقائد
پر خداں چھا جائے گی۔ کہ کہا تھا تو غلط ہوتا یقیناً راذ
ہدایت نہاد ہمت نہ این لذت بحق کر خدمت ہے۔

نیز

سوال شیعہ: ازیر بیل علی ازیان خاں۔ مظفر پور۔
ہمارے یہاں ایک صاحب ہیں جو معمولی اور دوپر رہنا
کھانا بھی جانتے ہیں اور جیسی اسلام ہونے کے باوجود حال
یہی میں عقائد مذکور کا سخراج کیا ہے۔

- (۱) ہمارے نزدیک مذہب کوئی حیرت نہیں ہے۔ بلکہ مذہبی
ملاؤں نے مذہب کے نام ایک مخصوص رچار لکھا ہے۔
(۲) ہمارے نزدیک علم اور فلسفہ دینی و کوئی حیرت نہیں ہے۔ فر
کتاب اللہ کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

(۳۴) ایکجا اعمال پر جنت کی بشارت اور پرے اعمال پر دوسری کی وعیدیں ہیں کار اور لغوا اور دل بیٹاہ کی یادیں ہیں۔ جواب ملکیم امور یہ ہیں کہ ایسے عقائد سے منصف انسان کو یعنی نہ ہیں مسلمان کہے سکتے ہیں؟ خصوصیات یہ ہیں کہ بہت سے جاماں مسلمان ایسے محققر انسان کے ہمچنان ہمیشہ جاہر ہیں۔

اجوائیں :- جیرت ان صاحب پر نہیں ہیں کا آپ نے

گورنگہ دھنارے کا نام دے رہے ہیں۔ الگ دریں اور جگہ کام دین
کی پچھلی تدری آپکے دل میں ہوتی تو اس پر دیری شو شے کو سنتے
ہی قرآن کھولتے اور کم از کم اس آیت کو لے لیکھ ہیں لیکن جو اسی
ذکر کو ہوتی۔ اسے دیکھنے کے بعد لازماً آپ کو اسی نصیحتے پر
پہنچا چاہئے تھا کہ گورنگہ دھنارے دین میں کچھ تھیں دینے اخفاض
تو صاف ہیں بھی اور تاریکی پر دیری صاحب کے اتنے داغ ہیں
ہے جو سر قیمت پر حدیث رسولؐ اور اجماع امت کا ذائقی
اطراواجا ملتے ہیں۔

ریاضت میں از فتحہ و ذرتیات کے لئے
کامالہ: اس میں بھی کوئی تشریف اک بھلو نہیں۔ پرسب
آل محمد کے احوال کی تفصیل ہے۔ آل گنہے ہیں ہم خیال
ہم نا، ہم مسلک لوگوں کو جس طرح یہ دعا کرنے میں کہ:-
لے اللہ تمام مسلمانوں پر رحم فراز

ہٹائے والدین اور عزیزو احباب سب آگئے ملکیکوں کے
باد جو جد ہم خصوصی تعلق کی بناء پر والدین اور بھائی بھیں،
دوسرت دوسرے سب کے لئے نام بہناں فرادی بھی فراہمی دعائیں
لذتکے ہیں اسی طرح الگ درآمدی کی حمایت پر تمام صحاہی اور ازادی اخراج میراث
اور حاصلین است آئندے یعنی ملکی شہری معنی ملک کی بناء پر لفظاً لفظاً
بھی ان کا ذکر دعا یعنی کریں تو کوئی بھائی کی بات نہیں۔ جھتوڑ
بھی نے اس تصریح کا اضافہ فرمایا ہجڑا بس کہ تو اگر میراث میراث
میں ادنیٰ مسائلوں کے منصب و مقام میں ہوں تو اسے باہم ملکی
جس شخص اعزاز اخذ و تضمیح کریں کوچھ نظر راستے وہ تو دینا کی ہر سرخی
پر ادا ازے کس سلسلے ہے اور جہاں وحی لوگ اس کے بر کارہ
میں بھیج آئیکے ہیں ملکی جب آپ صیہون پڑھ لکھ لے اُن۔ بھی
اس کے چکریوں آئنے لگیں تو یہ مفہما کے انتہائی مسوم پڑنے
کی علامت ہے۔

صلوٰۃ کا لفظ "نماز" کے لئے بھی آتا ہے یہ کس سے پوچھدہ ہے۔ قرآن میں زیادہ تر نمازو ہی کے لئے اسے استعمال کیا گیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ جب "صلوٰۃ بھیجئے" کا ذکر ہے تو نماز را دین ہیں ہر مسکن خواہ بھیجئے کی ضمانت الشدید کی طرف ہو جائے لسکدے کی یادو میں کی۔ خود آپ بھی یہ تصور تھے کہ مسکن کو

رشوت ستانی مشرعی نقطہ نظر سے جو انتہائی مذموم اور ناپاک عمل ہے آج دوسری قوموں کے ساتھ مسلمان بھی جتنا ہیں اور رشوت کے خواز ہر چیز میں معمولی اور ادنیٰ کاموں سے لیکر فرے بڑے کام ہی کر خالص مذہبی امور میں بھی رشوت دینے پر محروم ہیں اور دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔

اللّٰهُ أَنْشَأَ لِلْمُرْتَشِيِّ حَلَالًا هُمْ فِي الْمُتَّسِّرِ حِسْبًا صَرْعَ

اور سخت وعیدوں کے ہونے کے باوجودہ کاری بھروسے اور بھروسے کے باوجودہ کاری بھروسے

یک چھاس نہم کی ہیں کہ بغیر رشوت دینے کوئی چارہ نہیں۔ بحاجت اللہ جیسے مقدوس اور پاکیزہ مقدس رکنے والے بھی دیزا اور باسپورٹ بناتے وقت رشوت سے ہم نہیں بچ سکے ایسے گھنائمیں اور متصادما جوں میں رشوت کے جوانگی کوئی مکان صورت پر ممکنی ہے یا نہیں؟ امید کر گذشتہ مراسمے کی طرح اس کو بھی قابل توجہ بھجو کر جواب مرحمت فرمائیں گے۔

ایجاد ۔۔۔

سوال ترتیب دینے میں آپ نے زیادہ غور و فکر سے کام نہیں لیا۔ پہلے ہی فقرے کا صحیح مفہوم میں ہمیں سمجھ رکا ہوں۔ آخر دوہو کو سچی پابندیاں ہیں جو فرائض کی ادائیگی کے مسئلہ میں حکومت نے ہم پر فراہم کر رکھی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ لگائے گی فریبی کا نزد کر کر سکتے ہیں لیکن اس سے بھی آپ کے دھمکے کا انشات نہیں ہوتا۔ فرض صرف فریبی کی فریبی کی فریبی نہیں بلکہ اور بھری کی فریبی کی فریبی سے بھی فریبی ادا ہو جائے ہے لہذا یہ کہنا خاطر دانندہ جو کہ فرض صرف فریبی کی ادائیگی میں رکاوٹ ڈال دی گئی۔ ایک ایسے مسئلہ میں جہاں گائے کو مقدم سمجھا جاتا ہے اسکی فریبی پر پابندی گاہ جانا قادر تی سی بات ہے جب کہ اقتدار مقدم سمجھتے والوں کے باقی میں ہو۔ اس اگر سچی بھی نہیں کافی تو جو اس مسئلہ میں باقی نہ رہتا تو بے شک کہا جاسکتا تھا کہ فریبی کی ادائیگی پر پابندی لگ گئی۔

دوسرے مسئلہ حج کے متعلق بعض پابندیوں کا ہے۔ تو یہ پابندیاں بھی الی سرگز نہیں ہیں جنہیں بہت زیادہ وادیاں بیاندہ بنا یا جائے۔ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے۔ اس ایک بار میں حکومت نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ کچھ قیود الگ بر جائے

ذکر کی حیرت آپ پرے کے یہ "سوالات" اور اسال فرماتے۔

کل اگر کوئی دلو اتے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ دن اور تاریخی لازم و ملزم ہیں فرماتے۔ اس وقت کوئی نہیں ہیں جب سورج لطفہ النہار پر ہوتا ہے زیکا آپ پھر بھی یہ سوال دیر تخلی کی خدمت میں ارسال فرمائیں۔ لیکے کہ اس شخص کا دعویٰ کس حد تک درست ہے اور اسے صحیح معنوں میں داشتہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

اگر اس مسئلہ کی خیر سوال آپ نہیں کر سکتے تو آخر یہ انتہائی مفعلاً خیر سوال کیسے کرد الگ جو شخص کفر صریح کا اعلان بالحرکر رہا ہو اسے صحیح معنوں میں مسلمان کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

برادرم! اس شخص کو ایسی بکواس لرنے دیجئے اور اگر واقعہ تھا کہ در اتنے مسلمان ایسے بھی ہیں جو اس پاکی کے نیمان کو حلق سے نجیے اتار سکتے ہیں تو انہیں بھی اللہ کے سب سے پرجیسے انہیں خطف جاہل ہوتا الفاظ جاہل کی قویں ہیں۔ یہ توجہ فوری ہے بلکہ جائز سے بھی پر تر۔

حال کام یہ ہے کہ مذکورہ دلو اس کے جو تین قویں اپنے لفظ فرمائے ان میں سے ہر ایک قول بھائی خود ایسے کھڑے ہیں اور صریح مگر ای پرستی ہے کہ اس کے بعد اس نے یوں اسے مسلمان رہنے کا تصویر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی حکومت ہوتی تو شخص تو پر محروم کیا جاتا۔ تو یہ نہ گرتا تو مار گلا جاتا۔

اسلامی حکومت نہیں ہے تو اس کی کمر سے کم سزا یہ ہے کہ ہر طرح کا تعامل اس سے منقطع کر لیجئے۔ ہم کسی علی و عقلی مسئلہ میں تیار تھیں دے سکتے ہیں لیکن کریم اور شیطان زدہ لوگوں کے پہنچات پر داد تھیں دنیا ہماری کہیں سے باہر ہیں اور غیر ضروری بھی ہے۔

بُرّی ذہنیت

سوال ۔۔۔ از ابوالکاظم محمد صنیف ظاہی۔ مالیگاؤں۔

آج مسلمان اپنے مذہبی فرائض کو ادا کرنے کے لئے اپنے اندر وہ آزادی نہیں پائے جو مدد ہے ان کو دے رکھی ہے یا تو ان کو سرے سے ادا ہی نہیں کر سکتے یا ادا کر کے بھی نہیں تو بہت سے جو ائمہ کذب بیان مکروہ فریب کا ارتکاب کر کے

نہیں پہنچا تو حجت کیجئے۔ کس نے کہا ہے کہ آپ حج ضرور کریں چاہے رشوٹ دیتی پڑے۔ حج صرف اُس شخص پر فرض ہے جو بیت اللہ پنجی کی استطاعت رکھتا ہو۔ تیر پا سبورٹ اور دیگر کے بھی ممکن نہیں اور ان چیزوں کے حصول میں بقول آپ کے رشوٹ دینا ضروری ہے لہذا اون کہیں کہ معصیت کا ارتکاب کے بغیر حج جائز نہیں ہے۔ معصیت کی اجازت اللہ رسول نے دی ہی نہیں لہذا اس فرج با آپ کی استطاعت ہے باہر ہو۔ کوئی دنیاوی ضرورت بغیر خوت مکہ یوری نہ ہو رہی ہو اور یہ اتنی اچھی ہو کہ آپ اس سے صرف نظر نہ کر سکتے ہوں تو رشوٹ اسی طرح دیجئے جس طرح حالت احتضر اور مشراب خزیر استعمال کے جائیداد ہیں۔ غیرہ با غرل اور عاد۔ آپ کے تدبیں انتہائی استکراہ ہونا چاہیے اور یہ حد تھی ہونا چاہیے کہ اُنہوں نے پاکی سے ملکہ نہیں ہوں گے۔

عبدت باقیں

سوال ۱۰:- از معطفہ۔ صفحہ ۲۴ پر گز۔ یمنی بیگان

حضرت اکرم علیہ السلام کو لا الہ الا اللہ کی تعلیم دے کر اللہ جل شانہ نے دنیا میں بھیجا تھا۔ امام ابو البشر ہی ان سے قبل دنیا میں انسان نام کی بھی بھی نہیں تھی، البتہ حیات کی آبادی ماضی بعد میں موجود تھی۔ مگر یہ توصاف معلوم نہیں کیجئے کہ عرب کے عرب کے قومیں موجود تھی۔ حکم اُن فرشتوں کے جنہے نزول فرمائے اور فتنہ و فساد کا دلیل تھے۔ حکم اُن فرشتوں کے جنہے کے نایاں عقیدے۔ صحیح ماضی بعد میں دنیا بالکل نا آشنا تھی تو اس حالت میں لا الہ الا اللہ کی تعلیم سے مقصود کیا ہے؟ اس سے مطلب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سواد بھرالہ کو ماضی بعد میں بھی وہ جانا تھا۔ اگر غیر اللہ کی پوچا کو وجود ہی نہ تھا تو لا الہ الا اللہ کی تعلیم سے ماضی بعد میں کیا ثانیہ تھا؟

الجواب:-

ایک شخص امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ ایسا امیر المؤمنین نے ثانیہ غرق فتنا کا کیا مطلب ہے؟

ہیں تو نفل حج کے لئے بڑھاتے ہیں۔ یہ بھی صرف قید ہیں بندش نہیں۔ پھر ان کا اعلان بھی اقتداء ہی پہلوں سے ہے ذکر مذہبی آزادی میں رختہ داشتے کے پہلو سے۔ تو ہمیں بتایا جائے کہ کونا فریضہ ہے جسے مسلمان سر سے سے ادا ہی نہیں کر سکتے؟

جان بکسلانوں کی اپنی بداعمالیوں کا تعلق ہے تو اس میں بھی کیا کرے اور حکیمت کو الزام کیوں دیا جائے مسلمان اُگر کذب دوغا کا ارتکاب کرتے ہیں، رشوٹ لیتے دیتے ہیں اور فرع یہ نوع بد اخلاقیوں میں گرفتار ہیں تو اس کا حل یہ کس طرح چو سکتا ہے کہیں آپ کی خواہش پر رشوٹ کا جواز ڈھونڈ کے لاویں۔

محترما! حرام کو حرام ہی سمجھنے دیجئے۔ یہ بہت بُری ذہنیت ہے کہ اگر کوئی بُرا اُنی عام ہو گئی ہے تو اس کو مٹانے یا کم سے کم خود کو اس سے بچانے کی سعی بلیغ کرنے کے عوض جوازہ اباحت کے دلائل ڈھونڈے جائیں ہمارا اخیال یہ ہے کہ رشوٹ جس قدر عالمیہ اس سے زیادہ مسلمانوں کی خدا پر اموشی اور دنیا طلبی ہائی ہے۔ وہ بے شمار ایسے اخلاقی ردائل میں بستا ہیں جن پر انھیں کوئی توجہ نہیں کرتا لہذا اگر کسی محقق پر توجہ رہے تو اس کوئی بھی بی پڑے تو اس بخالج مک مٹھے کر سکتے ہیں۔ چارادعویٰ ہے کہ مسلمان خود کی اسلامی اخلاق کا پایہ بنا لیں اور صبر و استقلاں سے اسلامی احکام پر ڈھنے رہنے کا عزم کریں تو ہمی نایاں ماخوں جس کی آج عام تکاریت ہے ان کے لئے پچھے سے تجھ ہو جائے گا۔ علاج یہ نہیں ہے کہ متفقیوں سے حرام کو حلال کرنے کی تاویلات طلب کرو علاج یہ ہے کہ حرام کے خلاف جہاد کرو اور جہاد ہے کہ جو دنیاوی مفادات کردار کا خون کے بغیر حاصل نہ ہو سکتے ہو، ان سے خوارت کے ساتھ نہ چھپرو۔ زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہوتا۔ کردار سازی کے لئے منفص کا سر کیلنا پڑتا ہے تکلیف اٹھانی پڑتی ہیں۔ کردار کا مجسمہ بن جاؤ بھروسہ یہی نایاں ماحول تھیں کیا کچھ نظافتیں عطا کرتا ہے۔

صلیل حواب یہ ہے کہ رشوٹ دینے سے حتی الوضع پر میز کو ناچاہئے۔ اگر حج کا ویزا ایسا سبورٹ بغیر رشوٹ دینے جس

اور صحابہ کم اپنے بھی حالتِ اسلام میں متعدد شادیاں کی تھیں
مگر کہیں یہ ثبوت نہیں ملنا کہ دو طبقی سواری یہ سوار جو کہ
دو ہائی کے ہائی شادی کے لئے کیا ہے۔ فہرست ایہ رسم بدعت
ہے۔ سواری ترک کرنا ہی اس موقع پر بندت ہے۔ کیا یہ
دلیل صحیح ہے؟

الجواب:-

بدعت کی بحث ان اعمال میں آتی ہے جو ثواب برکت
کی نیت سے کئے جائیں۔ وہ ہا کا بدل جانا یا سوار ہو کر
جانا اور لوگوں پانیں کرم کرواج سے منقطع ہیں تو اب دخیرہ سے
ان کا کوئی تعلق نہیں۔ لہذا یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ سوار ہو کر
جانا بندت نہیں ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سوار ہو کر جانا
بدعت ہے۔ ”بدعت“ کا مطلب تو ارکانِ کتاب میں ہوتا ہے
نوشہ سوار ہو کر جائے تو نظر گا اس میں، کوئی گناہ نہیں ہے۔

پر ۵

سوال:- (البصائر)

پر ۵ کی ایات میں اکاذما ظھر و متنہ کے مطلب
کیا ہے؟ کیا چھڑہ بھی اس کے اندر داخل ہے؟ چھڑہ کہا
جائتے ہیں؟

الجواب:-

براء راستہ رآن: حدیث سے مسائل کا استنباط کرنا
خواہ کامنصب نہیں ہے۔ پر ۵ کی ایات اور اس سے متصلہ
امور پر ٹھہرے ٹھہرے ائمہ و علمائی قصصی الفٹکوں کے چکے میں ہزار جس
شخص کو دین عزیز ہے اسے صرف یہ لمحنا جائے کہ ملائے حق
کا کیا مسلکہ و فیصلہ ہے۔ یہ نہیں لمحنا جائے کہ الامام
ظفر و معاہد میں کیا داخل ہے اور کیا نہیں؟

پر ۵ کے بارے میں ہر ہم سند جانتے ہے کہ وہ بجائے
حد مقصود و مطلب نہیں ہے بلکہ اصل مقصود و عفت و محنت
کا تحفظ ہے۔ ایک ایسے دور نامی سیوں میں جب کہ شورانی جو تھا
واحش، جسی ترغیبات اور پہنچاں میں اور پرانی اور حرج
عما میں اصل مقصود کو پس پشت ڈال کر نفعی کھوں میں الجھنا

حضرت علیہ نے ناخنگو اور نظریوں سے اسے طورا
اوہ نہ رہا۔ ایک اچھا تم والی زمانات فرقا کا مطلب پوچھتے ہو،
میں تھیں بتاؤں گا۔

یہ کہہ کر اپنے اس شہر کے حاکم کے نامہ ہائی کارٹ
برینڈ الائچا ایک رقہ لھکر دیا اور فرمایا کہ اسے کھولنا بہت
فلس حاکم کے پاس لے جاؤ وہ تھیں مطلب بجا دے گا۔
یہ شخص بات کی تہہ کو نہیں لے کر سکا اور حاکم کو رقہ
لھکار دیا۔ رقہ میں لکھا تھا کہ ”یہ شخص بالفضل اور بیکار
علوم پر ہوتا ہے اس کی مردمت کرو اور کسی کام پر لگاؤ۔“ حاکم
لے امیر المؤمنینؑ کے ایام کے طبق اس شخص کی خاصی مزاج
پر سمجھ کر اور تسب اسے معلوم ہوا کہ ہمی عیت شی کا کیا اصل
ہوتا ہے۔

اسے برادر اپ کو آخر ایسے سوالات کرنے کی کیا
پڑی ہے جن میں ذریعہ دینا نہ لفڑی دین۔ مقدمہ کاموں سے
یہ بھی رکھنے والوں کا ذہن بھی عیت چیزوں کی طرف ہمیں جاتا۔
جو شخص عیت اور رُنگ از کار سوالات کرتا ہے وہ دراصل
ذہنی مریض ہے۔ اس مریض کا علاج یہ ہے کہ بار اور کاموں
کی طرف فوجہ دیکھئے۔ ملک و ملت کی خدمت کیجئے مگر اللہ
میں وقت لگائیں۔ تکلی میں سوال و جواب کا مقصد بعض
ذہنی عیاشی اور تفریخ نہیں ہے۔ یہ اپ کا سوال شامل
صرف اس تھے کہ دیکھیے کہ دوسرا ناظرین کو بھی عیت
حصیل ہوا اور وہ عیت سوالات سے اپنا اور دوسروں کی وقت
برہادرنہ کریں۔

نوشہ کی سواری

سوال:- (البصائر)
شادی کے موقع پر قریباً ہر جگہ، دھنایا کلی، مولی، رکش
حسب مقدرت کسی سواری یہ سوار ہو کر دھن کے ہیں
جاتے ہیں۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد
شادیاں کی تھیں۔ نیز صاحب زادیوں کے بھی بیاہ تھے،

الجواب: - حجوم کے جیسے ہیں عورتیں نشان (جھنڈے) کے سچے غسل کرنی ہیں، اس عرض سے کوچھ پیدا ہو گا اور ندر مانتی ہیں کہ کمل جبکی بھی یہیں بھیلے کوئے والوں کو پلاڑا یا کھجڑہ مکھلائیں گے۔ کیا پیشتر کا نہ کام تھیں؟ الگ ہیں تو پھر مولوی شناق احمد نظر میں امداد رہا سب ان کیوں نہیں سمع فرماتے ہیں۔

الجواب:

یہ سب لغویات و بدعاں ہیں۔ "شہید کر لالا" بغیر و پڑھنے کا الزام تو بعد وقت تک حدود ہے لیکن جھنڈوں کے سچے حصوں حوالہ کے لئے نہایا شرک و ذندق ہے۔ ایسی خرافات کے جھنڈوں میں اگر ہمارے علماء کے قابل اور خواص راحت کا بڑا حل ہے۔ جیلیے جہلم ارتوان لغویات کی قیامت کو سمجھتے ہیں مگر علماء کو بھی عموماً پروان ہیں ہے کہ کون کس کنوں میں گرتا ہے۔ ہندوستان کی خدا تو مشرک و ذندق کے لئے یوں بھی سازگار ہی بھی اس میں شیعہ نے سونے پر سہل گئے کام کیا۔ تعزیہ داری "جھنڈے بازی" ماتم و شیعہن سب نیطانی حرکات ہیں۔ ان کی کوئی ہمیں میں نہیں ہے۔

سوال اول برش

سوال: - از خلیل احمد۔ بنا اور کیا آج محل کے زمانے کو تخبر بشیخی سواک کا حکم رکھتے ہیں اور کیا سچے وقت نماز کے وقت بدلنے سواک کے ان برشوں سے ذات صاف کر لئے جائیں تو کچھ ہرج تو نہیں ہے؟

الجواب:

تو اعدی ظاہری اور ثابت معنوی کسی بھی اعتبار سے ذاتوں کے برش سواک کے ماقول ہیں ہر سکتہ سنت حضورؐ کے اتباع کا نام ہے۔ حضورؐ جب سواک استعمال کرتے تھے تو سنت بھی سواک ہی سے ادا ہوئی۔ استعمال کے ملاوہ سواک کی تحسین و ترغیب میں حضورؐ کے صریح ارشادات بھی مردی ہیں۔ لہذا سواک کے سوا اکثری چیز ادائے سنت کی تم معنی نہیں پڑتی۔

معنوی فوائد بھی سواک ہی میں ہیں۔ ذاتوں کے برش کا فائدہ تو ناقابل اعتبار ہے۔ ہم نے تو پورے ایک نئے حقن ڈاکٹر کا یہ ارشاد بھی بڑھا ہے کہ دنیا کے مالکے تو تخبرش دریابرد

اوہ منطق آرائیں ان کرنا دماغ تاریک ہونے کی علماء سے ہے الگ اپنی ہمپوں اور بیٹھوں کی عفت و عصمت عزیز ہے تو کافی دیا کر ٹھاکتے ہیں کہ اس فضله کی عملی تابید کیجئے کہ عورت کا ہجو تو درکار اس کی آواز بھی "عورت" ہے۔ چھرہ ہی مکمل گیا تو پھر رہا کیا۔

البته جن کی جس عطلہ ہر جلی ہو، جنہیں حقیقتاً عفت و جیا اور عصمت دا بارو کی قدر و قیمت کا لاملا حقد، احساس نہ ہو وہ لفظوں کی کھال نکالتے اور زیارتی مجمع خرچ کی داد لینے میں دقت ضائع کریں۔

جواب

سوال: - (الفصل)

جو قشی لوگ مستقبل کی بلگریں دیکھ کر باضی کے حال انسان بھرتے ہیں اور مستقبل میں ہونے والے واقعات کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ان کا کہا ٹھیک ہی ہو جاتا ہے۔ کیا اس پر اعتماد کرنا جائز ہے؟

الجواب: - یہ سب بغیر اسلامی وحدتے ہیں۔ اعتماد تو بعد کی بات ہے اسلام سے سے باخود دکھانے ہی کو منع کرتا ہے، کہا ضرورت ہے کہ آپستقبل کا حال جانتے کی کوشش کریں جب کہ تقدیر یہ اپنی جگہ اٹھا ہے۔ مستقبل کا صرف اتنا ہی حال جانتا ممکن ہے جتنا اللہ اور رسولؐ نے صرح فرمادیا ہے اس سے زیادہ کے جگہ میں پڑنا وقت پیسے اور اترجی کا زیادا ہے۔

بدعاۃ حرم

سوال:

کافر ملتے ہیں علائے دین دھقیناں مشرع متنیں اس سے افعال میں کہ حرم کا چاند دیکھ کر شہید کر لاد بیٹھ ہوایا اور دو، پڑھا منزہ و گرنا اور دسویں کی رات میں حشم کرنا کیسا فعل ہے؟ سماں ہے یہاں اکثر ریگ کثرت سے پڑھتے ہیں اور مشق سے لوگ سُننے جاتے ہیں اور لوگ ڈاپ کچھ کر سُننے ہیں۔

حقیقہ

سوال ۷۔ (ایضًا)

حضرت مولانا شاہ اصغر حسین صاحب محدث اپنی مؤلفہ کتاب الحجۃ المتنین تناوی الحجری میں ارتقا فرمائے ہیں کہ حقیقہ سالوں روزگار جاتے یا چودھویں روز یا اکیسوں روز۔ اس کے بعد الگ کیا تو حقیقہ کی سنت ادا نہ ہوگی۔ البتہ کہاں کھلائی کا تواب ضرور مل جائے گا۔ ثبوت میں ایک حدیث مع والہ کتاب درج ہے، یہیں دوسرے علماء کہتے ہیں اور یہیت ہی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ عکس کی حقیقہ بھی کر سکتے ہیں صرف اس بات کا خال رہے کہ پیدا اتش کے روز سے ایک روز قبل ہوتا کہ سالوں روز اکر پڑے۔ البتہ ایک صاحب نے یہ بھی کہا کہ یہ سالہ اس روایت سے نکالا ہے کہ حضیر مرے اپنا حقیقہ خود کیا تھا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ خدشیں نے اس روایت کی تکذیب کی ہے۔ میری بھی میں یہ بات آئی، یہیں اطمینان جب ہی ہو گا جب آپ جواب مرحمت فرمائیں گے۔ بہت سے لوگ جو اس مطلع قسمی میں بتلا ہیں اور بڑے ہو کر حقیقہ کرتے ہیں یا کہ کی پیدا اتش سے ۲۱ روز کے بعد وہ بازا رہائیں گے۔ ایک صاحب نے دارالعلوم دہونہ سے فتویٰ فتویٰ ملکا یا تھا وہاں سے بھی بھی ایک جواب آیا کہ ہر وقت کر سکتے ہیں بس سالوں روز ہو۔ یعنی اگر یوم پیدا اتش پیرے تو اتوار کو حقیقہ کر دے۔ حقیقہ بھی پیرے کیا سنت ہی ادا ہو گئی (یہیں انکا اب کچھ اغفار نہیں۔ کمی فتوے میں نے خود منکراتے ہو غلط نہایت ہوتے ز معلوم کہاں کے بنے ہوئے مخفی پکڑ کر کر رکھنے پر منت کے) میرے خیال سے یہ بہت بڑا گناہ ہو گا اگر ایک کام کو یہ سنت کچھ کر دیں اور وہ سنت نہ ہو (یا بدعت ہو) اس کے متعلق خوب روشنی دالیں کہ اس کی متشرعی جیشیت کیا ہے کیا مدعیں یہ ہے کہ تک کیا جاسکتا ہے جو سنت ادا ہو جائے؟

اجواباً:-

ہمارے نزدیک حقیقی بات یہ ہے کہ جو شخص میں حقیقہ کرنے کی استطاعت ہو اور کوئی اور مانع ہی نہ پایا جا رہا ہو اس ساتھ یا چودھویں یا اکیسوں روز اس سنت سے فارغ ہو جانا چاہیئے

گردواری دامتوں کے سلے تباہ کن ہیں۔ خدا بنا تھا پہ ہیں یہ ہے کہ لوٹھ برس کا چند ماہی استعمال ہی دامتوں کے لئے مضرناہست ہوا اب یہ الگ بات ہے کہ جو چیز پورپ و امریکہ میں مقبول ہو جائے اور تمہری بجدید کالا ذمہ بھی جائے وہ ذہر بھی جو تو دنیا کا لامر عرب ذہن لستے تریاق ہی سمجھے کا پیشہ اس کا پیشہ شراب، مردوں کی مخلوقات اندگی، پنج رنگ وغیرہ کے اخہر میں اشک مضر اسے دفناج نوکسی کے سمجھے ہیں کوئی مصلکی نہیں ہیں لیں گے ان ان کے فائدہ منافع جگہ لگ کر سے نظر آئیں گے۔ پھر بھلاؤ لوٹھ برس کے لقصمانی سار ہوئے کے وہ یکیہ قائل ہو سکتے ہیں۔

نہ ہوں۔ یہ تو بہر حال سطھ ہے کہ لوٹھ برس کے فائدہ اثرات تجمیئی اور نظیی میں جب کہ مساوا کے فائدہ برقاٹ تجمیئی و نن سے بلند سطح بیقین پر فائز ہیں۔

مثال جواب یہ کہ جسے سنت کا ثواب کہا ناہی ہے وہ مساوا م منتخب کرے اقسام اللہ خدا معنی مصالح بھی کہیں نہیں لگتے اور جسے خالصہ مادیت کا حصہ کا ہو وہ لوٹھ برس استعمال کردا چھے۔ ملال بہر حال وہ بھی ہے۔ ہدی اماماعندی وال عده مسئلہ ادا ہے۔

مکمل جواب

سوال ۸۔ احمد مسیح الدلّ۔ کراچی۔

اس بات کا جواب اگر بذریعہ پوست کا لڈیں تو طبی عذایت ہو گی کہ مولانا طبیب صاحب نے جو کتاب خلافت معاویہ ویزیر کے ندیں لکھا ہائی زعم میں آگئے۔ آپ کے اس کا جواب کسی کتابی شکل میں دیا یا نہیں۔ اگر دیا ہے تو احقر کو مطلع کریں ورنہ اس طرف ضرور اور بہت جلد تو صفر مائیں۔ جیاں آپ کے اس فتاویٰ کو کشش کی بے حق بات کے امہار میں اور ہی۔ یہ میری بھی نہیں بلکہ میرے بہت سے دوست اور احباب کی تھا ہے۔ اس کتاب سے بہت سے لوگ مطلع قسمی کا شکار ہو رہے ہیں۔

اجواباً:-

اس کتاب اور اس موضوع پر تجھی میں ہم بہت کم کھل جائے ہیں اور تحقیق مزید "نامی کتابیں اس کا بڑا حصہ نقل گردیا گیا ہے اب کچھ لکھنا غیر ضروری ہو گا۔

نہیں لیکن مصافحہ ایک عضویاتی عمل ہے لہذا اسلامی خیریتی کثرت اور بادامت والترزا میں دشواری و پریشانی ہے اسلام آسانیاں پیدا کرتا ہے دشواریاں نہیں لہذا اس کو سلام ممکنی اہمیت نہیں دی جائی۔

یہ تو بھی واقعیاتی گفتہ۔ اب معنوی کیفیت پر فوجہ کیجئے تو معلوم ہو گا کہ مصافحہ عبادات کی نوع میں سے نہیں ہے، لہذا لوگ اسے عبادات سے جوڑ دیتے ہیں وہ صریح غلطی ہے یہیں۔ مثلاً بعض جگہ نمازوں کے بعد اس کا الترجمہ کیا جاتا ہے اس میں عکس دلت ہے اور عقیدہ خامی۔ ہر جزاں کی حد میں رکھنا ہی دیانت دعا شندی ہے۔ معاشر کو نہ اتنا اہم بنایتے کہ جان ضریب ہے اسی سے نہ ایسا نظر اندازی کرنا مدد قشان ہی ملت ہے۔

الشہاب الشاقب

سوال: از آغا حسن۔ صلح منظفو پور (بہار)

الشہاب الشاقب پر الفضل مولا ناصین الحمد صاحب شیخ کی معارف کی کتابی۔ اس کے باعثے میں علمائے عظام کے لیے نظر ہے ہیں۔ یہاں اس کے باعثے میں کافی اختلاف ہے۔ خصوصاً مذکورین نے کافی پریشان کر رکھا ہے اب جو فیصلہ کریں گے درجی اچھا ہو گا۔ متألم خالق نتیجے کو حضرت مولا ناصین الرحمن بہادر تبلہ عظمی ترجیح الحدیث استاد مولانا مصطفیٰ راحمہ اللہ تعالیٰ سمیتاً اس کتاب کو فاضلانہ رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ ترجیح الاسلام صحت میں لکھتے ہیں کہ "اس کو کیا یاد کار آپ کا "فاضلانہ رسالہ" الشہاب الشاقب" جس میں برطی فتنہ کی تجھیکی کی ہے اور آپ ماہنامہ حملی فروزی و مالیج روپیہ کے صفحہ لکھا پر تحریر فرماتے ہیں کہ "ساختہ ہی یہ بھی سلسلہ کرتے ہیں کہ نہ صرف الشہاب الشاقب کا انداز تحریر دا اتفاقی غیر تجوید اور لاقی احتناء ہے بلکہ ہم وہاں کے اور بھی بزرگوں سے کہیں کہیں از راه اہل بشریت الہ باطلا نہ انداز کی ایسی لغزشیں ہو گئی ہیں کہ قابل اصلاح ہنچا جائے۔"

وہ سمعت صاف ہو جائے گی اور یہ میں اس کی تلفیق نہ ہے بلکہ میں عقیدہ فرض و واجب قوی ہے جی نہیں، مدت ہے۔ جس طرح مدت نمازوں کا ایک محل ہے اور اس محل کے سوا کسی اور محل میں پڑھنے پر وہ قضاہ الہا پس گی۔

فضا میں ادا کا تو اب کہاں۔ ہاں کسی شرعی عذر کی بسامیر بر جعل ادا نہیں کریا جائے تو فضا میں بھی ادا صیبا تو اب ملیکا۔ بھی حال عقیدہ کا ہے۔ اگر عقیدہ کا ترجیح موجود نہیں تھا یا اور کوئی شرعی عذر عقیدہ کی ادا مگر میں بالغ تھا تو نہ کوہہ نہیں دلوں میں ادا نہ کریا جائے۔ کا ضبط ایسیں کہاں تھا۔ چھپ جب ترجیح جتنا ہو جائے یا عذر دوڑو پر جانے کے بعد عقیدہ کرے گا تو مدت کا تو اب مل جائے گا۔

لیکن استطاعت مدت ہوتے ہوئے بلا عناء ان میتوں دلوں کی بجائے بعد میں کرے گا تو اگرچہ ثواب پھر بھی کچھ نہ کچھ ہے گا مگر اتنا نہیں جتنا بروقت کرنے سے تائی۔

مصطفیٰ

سوال: (ایضاً)

مصطفیٰ اور سالنقرس کے متعلق اسلامی علمیں کی ہے، کوئی کو واقع پر اس کا کرنا بابت ہے۔ آنحضرت صاحب تبعین تبع تابعین رضوان اللہ اور احمد سلفتے میران وائاخ کے ملاد بھی ایسا کرنا درست ہو گا یا بدعت ہے۔

الجواب:

یہاں اسلامی نہدیب و معاشرت کا ایک انتہی ہے جو باہمی تعلق اور سوالت و موردات کی مانند ہی ارتقا ہے۔ قرون اولیٰ پر اظر کرنے سے معلوم ہوئے کہ مصافحہ اسلام کی طرح تو کثیر میں تھا۔ ایضاً ایسے اوقات میں اس کا استعمال کافی ہوتا تھا جب دو اجتماعی ملکان ایک دوسرے سے میں یا ادوشننا سا بچھت مدت کی حد تک کے بعد طلاقات کریں جو یا رضوان اللہ علیہم السلام اور حضرت مسیح امیر عاضی پر کرتے تھے، یہاں مصافحہ کا الترجمہ نہ تھا۔ سلام ایک باقی فعل ہے لہذا اس کی کثرت میں کوئی تقبیح اور دشواری

ہم اسے فقرے نقل کئے وہاں مطالبہ دینا عین کام ہیں اس طبق دانداز کا ذکر ہوا اور اسلوب دانداز کے لحاظ سے بے شک الشہاب الثاقب میں بعض مقامات پر ایسی گجری اگرچہ اور شدث پائی جاتی ہے کہ وہ نہ پائی جاتی تو حکمت و مصلحت کے پہلو سے بہتر ہوتا۔

ایک الشہاب الثاقب ہی کی بات نہیں۔ یہم سے اور ہمارے اسلاف سے ازراہ الشریت علی، تکری اور عظی لغزشیں ہوتی ہی رہی ہیں۔ ہم الگ مختلف دینی گروہوں کے باہمی احتلافات میں رداداری اور دینی اضفی کا عصر شامل کرنا جاتا ہے ہیں تو ہم ایمانداری کے ساتھ خدا پری لغزشیں بھی یہم کرنی چاہتے ہیں تاکہ وہ سرسے گروہ بھی خود تقدیمی اور رداداری مراکد ہوں۔ فروعی اختلافات کی سب سے بڑی بیانداری ہے کہ سر شخص اپنے بزرگوں والوں سے منہماں کو عملہ خطاؤں سے بدل دیجھا ہے جس کے نتیجے ہم انکی کسی راستے پاہل کی خلاف وہ ایک لفظ بھی سننے کو تباہ ہیں ہوتا۔ آپ دیھتے ہیں کہ ہم ضرورت کے وقت خود اپنے اعزز تکری۔ فہارے احافت پر بھی تقدیم نظر سے گیری ہیں کرتے اور ہم دیھتے گوئیں کو منگ دامن بھیتھے ہیں اسے زینت دامن ثابت کرنے کی صعی ہیں کرتے۔ اسی طرح الگ وہ سرسے لوگ بھی حق کو گردہ ہی تھبیت سے بالاتر ہو کر قبول اور تشرک کرنے کی حدود ڈالیں تو امت کا بیڑا اید ہو جائے۔

بدری عنیوں سے کہدیجھے کو مطالبہ دینا عین کے اعتبار مولا نامدنی کے فرمودات عین قرآن و سنت کے ترجمان ہیں اور دین میں اصل اہمیت معانی و مطالبہ ہی کو مہل ہے۔

الفاظ کے چندوں میں ایجھتے ہیں دانا
خواہ من کو مطلبے صدقے کو گھر سے؟

شرک اور شرک

سوال سادہ۔ (ایضاً)

”تفویت الایمان“ برابر مطالبہ میں دستی ہے اور طبیعت کا رحمان بھی اس کی جانب کافی ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ

نیزاںی رسالہ میں صفحہ ۷ پر آپ نے اسی قسم کی بات تحریر فرمائی ہے۔ لہذا ہم کسی کی بات نہیں، آپ کی بات جاہاں عظیم صاحب کی اور اس کتاب کو کسی چیز کے تصور میں پیش کر سکتے ہیں یا نہیں۔ پورا جواب ماہشامہر جملے میں شائع فرمائیں۔

اجوابات:

استاذ المکرم مولانا یتھر حسین احمد بخاریؒ کی کتاب ”الشہاب الثاقب“ کے مارے میں مولانا عظیلی دام ظلاءؒ نے اور ہم نے جو کچھ کہا وہ ظاہر متصادم سالظرا تھا ہے لیکن فی الحقيقة اس میں کوئی مکارا نہیں۔ بدعت کے روادار باطل معتقدات کی تردید میں بلاشبہ یہ کتاب اچھی کتاب ہے اور اسی جھوٹی افادیت کے پیش نظر موآنا عظیم یا کسی اور کی تعریف و تحسین اس کے باشے میں بالکل بجا ہے۔

لیکن ہم نے جو راستے ظاہر کی تھی وہ اس کے انداز تحریر اور اسلوب اکابر سے متعلق ہے۔ ہم اسے تحقیق مولانا مدینیؒ بطرے بنے لائیں ”صاف گوئی“ در اور خالص بزرگ تھوڑی بات کو انھوں نے جیسا بھاوسایا ہی بردا کرہے گزرے اور انہوں باطل کے معالم میں وہ رداداری و نمری کے قابل بندھے۔ شدث اور سخت تحریر پر عالم تھے۔ مزا جو نکی قطری خصوصیات بہر حال رنگ لاتی ہیں۔ ابو یکبر کی تحریر اور عصر فارقؒ کی شدث کوچھ ایک سطح پر نہیں آ سکتیں اسی طرح ابوالصیفیؒ کے مراج کا سمند جیسا بھاری بھسر کم ہی را اور ابن تیمیہ کے مراج کی گرجی اور حدت کا فرقہ بہر حال قائم رہے گا۔ پھر بھلا کیا تھجھے ہے جو مولا ناصیل احمد مدینیؒ یا مولانا شاہ اسماعیل شہزادؒ جیسے جلیل الفرد بزرگوں کی تحریروں میں ان کے مزا جوں کا ایک خاص لذہ کیسی کہیں اپنی گھری چھاب ڈال جائے اور یہ چھاب روشن عمل کی خصیت سے ڈاپل اور اڑا خون زد بھی جائے لیکن غیر اضافی اعتبار سے داغ را جھوپیں ہو۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ کے جس مقام سے آپ نے

نے قرآن و سنت ہی کے قویِ دلائل سے یہ صحیح ترجیح ہے اخذ
کیا ہے کہ کوئی مسلمان جو ریازِ ایمان یا الیتیر یا ہمسایہ آزاریا گا
محمد ان معاصی کے ارتکاب سے کافروں شرک نہیں ہو جاتا
حتیٰ کہ ریاضت کیسے جو شرکِ اکبر ہے مسلمان خارج از اسلام
نہیں ہوتا۔

کیوں؟— اس لئے کہ تمام گناہ اپنی سرشنست کے
اعتبار سے خاندانِ کفر و شرک ہی کے چشم و چوراغ ہیں۔ اسلام
اللہ کی فرمان برداری اور مکمل خود پرداگی کا نام ہے۔ جو اعمال
نافرماقی پر ہنسنی ہوں دھرم سے فراتت نہیں رکھ سکتے۔ اہم
معاصی کو کفر و شرک ہی کے تحریج دینے کا بچل اور برگ و باقرار
دیا جائے گا۔ لیکن اعمالِ کفر و شرک ذہن و قلب کی کیفیات
اور عقیدہ و دہنیت سے تعین رکھتا ہے۔ افعال فقط مظاہر
ہیں۔ اگر کافرانہ پیش کرنے افعال کا ارتکاب کرنے ہوتے
ہوئے انسان عقیدہ و نیت کے اعتبار سے بھی کفر و شرک
ہی سے ملوث ہے تو اس کے کافر و شرک ہو جانے میں کوئی
شک نہیں، لیکن اگر عقیدہ و نیت کے خالیں ہیں ایمان موجود
ہے اور کفر و شرک سے شعوری جیشیت احتیار نہیں کی تو اس کھر
کو اسلام کا قانون کافر و شرک قرار نہیں دے گا اور اسکی موت
پر نمازِ حجراہ پڑھی جائے گی مسلمانوں ہی کے قبرستان میں فن
کی جاتے گا اور مفترضت کی دعاویں میں کوئی مضائقہ ہو گا۔
یہ نیادی قاعدہ ذہن نہیں کر لیجے تو وہ شبہات دور
ہو جائیں گے جو آپ کو مولانا گنگوہی کے بڑھہ شب پر سدا ہوئے
ہیں۔ ان کے اجداد میں سے کسی نے الگ اپنے بیٹے کا نام پیر بخش
یا قریب بخش رکھا تھا اور تصریحِ الایمان کی تصویح کے مطابق
یہ شکر یعنی شرک کرنے کا ابطو و ترجیح ہے جویں تصویر کرنے تھے کہ اللہ کے سوا
کوئی اولاد بخش سکتا ہے۔ یہ تصویر ہوتا تو ای لوگ سچے مجھ شرک
ہونگے ہوتے لیکن ایسا ثابت نہیں تو انھیں مسلمان ہی مانا
جائے گا اور صرف یہ ریمارک دیا جاسکے گا کہ یعنی اخنوں
نے کم ہی باجهالت کے باعثِ مشرک کا نام کیا تھا جس کی ہرگز تقدیم
نہیں کریں چلائیے۔

حضرت مولانا گنگوہی نے فرمایا ہے کہ اس کا پڑھنا اور رکھنا
میں اسلام ہے اور اس کے نام دلائل کتاب اللہ اور احادیث
سے مخذول ہیں۔ اس لئے جب بھی موقع ملتا ہے کچھ نہ کچھ ضرور
و دیکھ لیتا ہوں اس میں ایک عبارت ظریفے لگنے والی جس کی بتائی
میں بھی نشکن میں مبتلا ہو گیا۔ آپ کی خدمت میں سوال پیش
ہے اس بھی شائع فرما کر عہد اللہ اور جو ہوں تاکہ دوسرا
ووکی بھی مستفید ہوں۔ (عبارت یہ ہے) تقویۃ الہماسان
ص ۵۶ میں یہ مسطور ہے کہ ”کوئی نام رکھتا ہے علی بخش پیر بخش
علام الحی الدین“ غلام معین الدین یہ رب بھجوئے مسلمان پرچے
شرک میں مبتلا ہیں۔

صلحت پر بھی اسی قسم کی عبارت ہے۔ اور تذکرہ الرشد
کے عدالت پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا پیری د
مادری تسبیب نامہ یوں درج ہے۔ (پوری تسبیب دریجی)
”رشید احمد بن ہدایت، احمد بن پیر بخش بن غلام بن
بن غلام علی“

مادری تسبیب نامہ :-

* رشید احمد بن کبیر الصفار بنت فرید بخش بن فائز بخش
بن محمد صالح بن غلام محمد

تفویۃ الایمان کی اس عبارت کی بتائی پر حضرت کے
آیا واحد اذ شرک ہوں گے یا نہیں؟
اجواب :-

دین کا یہ نکتہ ہم تجھی میں بارہا بیان کر رکھے ہیں کہ کسی فعل
کو فعل شرک یا فعل کفر کہنے کا لازمی مطلب یہ نہیں ہوا کہ اکابر
اس کامِ عکب شرک یا کافر ہو گیا۔ احادیث میں آیا ہے کہ چوری
زنا، لوٹ ماریب کافرانہ اعمال ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ
ربِ العین و کھدا و اشور کرتے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس میں دیا نہ
نہیں اس میں ایمان نہیں جو ہمسائے کو تکلیف پہنچائے وہ میں
نہیں وغیرہ لک۔

خواجہ اور معتزلہ کو ایسی ہی روایات و آیات سے یہ
غلط فہمی ہوئی کہ کبیرہ گناہ کا مرکب کافر و شرک ہو جاتا ہے یا
کم سے کم خارج از اسلام تو ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن تمام علمائے حق

کی طرف کروٹ لیکر کپتا ہاتھ ان کے سنتے پر رکھ دیا جسیئے کوئی عاشق صداق اپنے قلب کو تکین دیا کرتا ہے۔ مولانا قاسم ناؤزی ہر چنی فرماتے ہیں کہ یہاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا لوگ ہمیں کے کہنے دو۔

(تذكرة الرشید جلد دوم ص ۲۲۵)

آپ دینی مولوی رشید احمد گنگوہیؒ ایک مرتبہ خواب میان خراست لگ کہ مولوی خدا قائم کو میں نہ لکھا کہ دھن بنے ہوئے ہیں اور میر انکاح ان کے ساتھ ہے اچھے خود ہی تعمیر فرماں کہ آخر ان کے چوں کی کھالت کیماں ہیں مولوی رشید احمد گنگوہیؒ کے اجداد جو کچھ بھی بیہم ہوں ان کے

ایمان و کفر کی بحث میں پڑھتے فائدہ ہے بات وحی و دست ہے جو تقویۃ الایمان میں قرآن و سنت کی بیانات پر کبھی ٹھیک سکی نہ کہیں بھی پڑے پڑے اگرے۔

میں۔ نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی خدا قائم دو ہن کی سورت میں ہیں اور میر ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن دشوار میں ایک دوسرا کو فائدہ پختگی سے ابیطح پھیلان سے اور اپنیں تھوڑے سے فائدہ کیجا ہے۔ چند رات بعد یہ توضیح اور ہے یہم خدا صادق کا نہ طوی نہ کہا الرجال قامون علی النساء یعنی مرد حاکم ہیں خود توں پر آپ نے یعنی گنگوہی صاحب نے فرمایا آخر ان کے چوں کی قربت کرتا ہی ہوں۔

اس کے ملاude بھی بہت سے صحیب و اصحاب ہیں۔

الحوالہ:-

عفیدت و ارادت رکھنے والے لوگ جب لیے شیوخ اور ائمہ کا تذکرہ لکھیں گے تو قدرتی بات ہے کہ مبالغہ اور جانبداری سے دامن یکان ان کے لئے بہت دشوار ہو گا۔ عقیدت کی آنکھ اپنا خاص دائرہ بناتی ہے اور نیازمندی سے لبریز داعم مقاماتیں کی طرح ہر اس روایت کو مرغوب غذائی طرح قبول کر دیا ہے جس سے اس کے مددویں کی طاقت تقدیم کا حصہ لا دیکھا ہوتا ہو۔

اس بنیادی اصول کے پیش نظر ارجواح خلشہ اور تذكرة الرشید جیسی کوئی بھی کتاب زیادہ سے زیادہ اتنی ہی قابل اعتماد ہو سکتی ہے کہ اس میں جو یاتیں معقول نظر

ہیں کسی کو مفرما کو یہی خدمہ ہو کہ ہم تو تقویۃ الایمان کی تابیہ میں انھیں سچے سچے مشترک ہی مانیں گے تو اگرچہ یہ لغویت ہو گی لیکن پھر بھی اس سے مولانا گنگوہیؒ کی عظمت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کسی کا باپ دادا کافر و مشترک ہو گنگوہیؒ اس میں اس کا بیان ہو گا تو ظاہر ہے ٹھیک ٹھیک وہی نام دیتے جائیں۔ جو درستہ جا چکر حضرت مکرمہؓ کا باپ ابو جہل خاتم اسے ابو جہل ہی کہتے اور عکرہ مہابین ابو جہل کہلائیں گے۔ مگر کیا اس سے عکرہ مہابین عظمت صحابیت خود رجوع ہو گئی؟

مولانا گنگوہیؒ کے اجداد جو کچھ بھی بیہم ہوں ان کے ایمان و کفر کی بحث میں پڑھتے فائدہ ہے بات وحی و دست ہے جو تقویۃ الایمان میں قرآن و سنت کی بیانات پر کبھی ٹھیک سکی نہ کہیں بھی پڑے پڑے اگرے۔

غیر شرطہ کتابیں

سوال ۱۵۔ (الفصل)

ارواح ثلاثہ و تذکرہ الرشید، یہ دونوں کتبی کتابیں ہیں۔ اس میں کچھ دو ادعیات متفقا ہیں۔ اس سے بدعتی حضرات کا فطعن و تشیع اور مذاق اورستے ہیں۔ ملا حظہ نسلیہ دو تین دادعات درج کئے جائیں کہ آپ بھی نظر مالیں اور اس کا جواب اپنی محبوب رسالہ علیٰ ہیں ظاہر کریں۔

ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۸۹ حضرت والد راجدہ مسلم حافظ محمد احمد صاحب و عم حترم مولانا صدیق الرحمن مجید اور میرزا میہمانے سان فرمایا کہ ”ایک دفعہ گنگوہی کی خانقاہ میں سچے تھا۔ حضرت گنگوہیؒ و حضرت ناؤزیؒ کے مریدوں کو اس سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی دوہیں جمعیت پر قبائل تھے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے حضرت مولانا قاسم ناؤزیؒ سے محبت آئیں لیکھ میں فرمایا ہے اور حضرت ذرا علیہ طیب جاؤ۔ حضرت ناؤزیؒ کچھ خراست سے لگے مگر حضرت گنگوہیؒ نے پھر فرمایا تو یہیت اس کے ساتھ جدت لیٹھ گئی حضرت بھی اسی چار پانی پر لیٹھ گئے اور مولانا قاسم ناؤزیؒ

مزاج پست نہیں کرتا گوئے مقرآن کے معالم ہیں متنی احتیاط برقراری جل سے اولیٰ ہے، لیکن ہمارا یا کسی کا بھی مزاج دین کے معلمے میں قاضی نہیں مانا جاسکتا۔ اگر کسی سلفت مذکورہ مکتبے سنبھی کر رہی ہی ہے تو اس پر بدگمانی کی عمارت اُھنا درست نہیں

شہزادی

سوال: — (الصلوٰ)

حفظ الایمان مولف حضرت مولانا اشرف علی صاحب
حصہ پر ہے پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدس پر علم غیب کا حکم
کیا جانا الگ بقول زید بیجیخ ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس
غیرہ سے مراد بعض غیبی یا کل۔ الگ بعض علوم خوبیہ مراد ہے تو
اس میں حضور کی کیا حصیص ہے۔ ایسا علم تو زیریغ و بکر بلکہ ہر
صیحی و مجنون بلکہ جمیع یہاں کو حاصل ہے۔

اس عمارت میں لفظ ایسا اگلیا ہے اس پر آجھل یعنی
نے عجیب رنگ بھرو ہے۔ اب آپ ہی اس کی عقدہ کثافی
فرائیں اور جلی میں شائع کریں۔

تو فتحیں ایمان فی حفظ الایمان مولف مولانا اشرف حسن ہفتا
چاند پوری نئی درجہ کوئی حصہ مطبع قاسمی دیوبندیا ہتمام مولوی
محمد طیب رقمطران ہیں۔ واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مادر اور
مشل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اسقدر
اور استعانت کے بھی آتے ہیں جو اس جملہ متعین ہیں اور مولانا مدنی
صاحب الشہاب الشاقب ملا پر لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا
تحالویؒ عمارت میں لفظ ایسا فرمائے ہیں۔ لفظ اتنا تو
ہمیں فرمائے ہیں الگ لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البر جمال
ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے
برابر کر دیا۔

تو فتحیں ایمان کی عمارت سے مدیں صاحب کافر ہوتے
جلتے ہیں اور الشہاب الشاقب کی عمارت سے مر تھے
صاحب کافر ہوتے ہیں۔

(بات سمجھیں نہیں آتی۔ آپ فوراً اس کا حاصل
تلش کریں)۔

آئیں انھیں مان لیا جائے اور جو غیر مقول محسوس ہیں انھیں
رد کر دیا جائے۔ روایت کافی، فی حدیث کے مسلسلے میں اپنے
آخری گلال کو پہنچ چکا۔ وہاں تو راویوں کے حالات اور اتنے
بارے میں اہل الراتے کے خالات کا مطالعہ کر کے فیصلہ
دنیا ممکن ہے کہ کوئی روایت کس درجے میں قابل قبول ہے
لیکن مذکورہ الرشید ما اور اوح شلتہ جیسی کمی بھی کتاب کی روایات
پر اطمینان اور بھروسہ کر لینے کے لئے کافی شافی شہادتوں کا
حصول عملًا حال ہے۔ لہذا ان میں جو روایات قریب قیاس
اور شہجہن خیر نظر آئیں ان سے تو سبق سمجھے اور جو ایسی شہادتوں پر
لطف ادا کر دیکھئے۔

ویسے ارواح نلائی کی نقل فرمودہ روایات ہیں میں کوئی
ایسی خروجی نظر نہیں آئی جس کی وجہ سے آپ بگسان اور
متوجه نظر آ رہے ہیں۔ آخراں یہ رکیا عجیب باستعمال ہے
کہ بزرگ ایک چار باتی پر لیٹ جائیں اور ایک کے باقہ کا
مس اور دباؤ دوسرے کے اندر کسی نوع کارروائی و باطنی
فیض پہنچا دے۔ متعدد احادیث میں معلوم ہوا ہے کہ ہمارے
آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کام لکھی ہی بار
اڑاڑ کے لئے شفاقت ابتدہ ہو اسے اور روحانی فیوض بھی
اس سے پہنچے ہیں۔ تو ایسے زمانے میں جب کہ اداز جیسی غیر
مادی چیز کے نقل و انتقال کا انتظارہ رہی تو اور دائرہ میں جیسی
ایجادات کی صورت میں ہر شخص کھلی اپنکوں سے کر رہا ہے
یہ بات کیوں غیر معقول سمجھی جاتے گی کہ ایک بزرگ نے اپنے
باکھ کے مس اور دباؤ کے کسی شخص کو روحانی نیفی پہنچا دیا۔

رہی ”عاشر صداق“ کی مشیل تو وہ خود مذکورہ نثار کا
انداز میان ہے نفس حکایت سے اس کا تاریخی تعلق کچھی نہیں۔
مذکورہ الرشید کی مذکورہ دنوں روایتوں میں فقط
خواہوں کا بیان ہے۔ خواب تو عموماً ہوتے ہی عجیب و غریب
ہیں الگ کسی مرد کا دھن منا ہر انظر آنا ہیرناک ہے تو اس پر
یہ اختباری یا استگارہ کیوں جو خواہوں میں تو اس کے گھمیں زیادہ
محیر العقول اور خرقی عادت ہیز نظر آ جاتی ہیں۔
الرجا جا تو امون ہکیتی اور جیسی مکتبہ سنجوں کو ہمارا

المحاجب:-

جب کوئی فرد یا گروہ نفقات کی راہ پر کھاد دنعت تھب، ہبڑ دھرمی اور شرکی گیری کو مقصود ہیں ہے تو پھر اس کی غیر تختم و سیدھہ کاریوں سے شرافت اور سیدھہ لوگوں کا مامون رہنا سخت مشکل ہے۔

اہل بدعت کے پاس کرنے کا کام اس کے سوابہ کیا کہ اپنا تاریک داشت بھولے جائے جو اس کے دامغوں میں آئئے رہیں اور جو بھی فرد یا گروہ مشعل لے کر آگے بڑھے اس کی راہ روک کر ٹھہرے ہو جائیں۔ فروعی مسائل پر عین اور بدعت پر اصرار ہی ان کی ٹھیکی ہے۔ ان کے بازار کی روشنی جب زبانی وہ رزہ سماں پر ٹھہرے ہے۔ کسی بعین کو آپ ہیں (یعنی) کوہہ اعلاء کلمۃ الحق اور خداوت دین و ولت کے میدان میں کوئی ثابت اور تحداد افراد بینام سے کردہ قدم چلنکی زحمت اٹھا رہا ہے۔ اثبات کے خلاف میں بتدعین کے بہان صرف عرض، فاتح، قوامی، میلاز اور اسی نوع کے گونوں کوں مشاغل ہیں۔ یا قیمتی ہی بھی ہے۔ فلاں کافر فلاں ملحد فلاں وہابی فلاں جنمی۔

دیوبندی علماء سے واخیں خصوصی کر دے ہے۔ آئے دن طرح طرح کے لا یعنی اختراضات اٹھائے جائیں گے۔ جوابات کے لئے ان کے کان پرے ہیں۔ سوبار ان کے کسی اعتراض کا شانی جواب دیدیجئے۔ یہ ٹھہرے ٹھوڑے وقفہ سے پھر اسی اعتراض کو دیر استرہیں گے جو کسی سے بھی آج تک اس کا جواب بن نہیں آیا۔ ایسے قدر ترازوں کا توڑا استدال سے بہت مشکل ہے۔ کوئی تین اور خوش اوقات آدمی ان سے جھک جھک کر نہیں اپنی انرجی اور وقت برپا کرنا یسلاں کرے گا۔

ہمیں تجویز ہے کہ جس اعتراض کو آئے ہے اسے آگے پیش کیا ہے اس کی نویت خود آپ پر کیوں نہ کشف نہیں ہوئی۔ عقل سلم کے لئے تو ایسے اختراضات صابن کے جھاؤں سے زیادہ پچھلی جیشیت نہیں رکھ سکتے۔

ہر طبقہ اکھا جانتا ہے کہ اُردو میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے

استعمال ہوتا ہے۔ تشبیہ کا مسئلہ قاعدہ ہے کہ مشتبہ اور مشتبہ ہے کے درمیان مکمل مخالفت اور یکسان مقصود نہیں ہو اگر کسی خاص و صفت میں اشتراک پر لیتے ہے مثلاً آپ کہیں کہ زید قایل ہے جیسا شیر۔ اس کا مطلب ہر چیز ہے ہو گا کہ زید بیادر ہے تو قایی ہے جس۔ یہ نہیں ہو گا کہ وہ بھی شر کی طرف خارج اور بیرون پر چلنا اور خلک جانوروں کو دانتوں سے چھڑ کھاتا ہے۔

مولانا اشرف علیؒ کی بخارت میں یہی لفظ ایسا پایا جا رہا ہے جس پر اہل بدعت عرصہ دراڑ سے پیغمبر نفس اور دماغی تاریکی کا مظاہرہ کئے جاتے ہیں حالانکہ دل و دماغ الگ عزاد و مخصوص سے خالی ہوں تو کسی بھی پڑھنکھے آدمی کو مولانا مر جم کی اس بخارت میں ایک صاف مادہ سچائی کے سوا بھی نظر نہ آئے گا تذکرہ علم غیب کا ہو رہا ہے۔ اہل بدعت خ فکری کے اعتضالت کے رسول کو عالم الغیب بنت اور بحثت ہیں حالانکہ یہ اتنی جاہل اور مشترک انربات ہے کہ الگ دوسرے فاروقی میں کوئی ایسا ہبھتا تو اسے دُر دیں سکے مدن کی طکال گردی جاتی۔ مگر اب تو زمانہ زاد بھی کامل کا ہے۔ قرآن کو مانند دالے خدا اور اس کی صفات سے جو بھی تفسیر جائے ہے کہیں کوں ان کے منہیں لکام دے سکتا ہے۔

خبر۔ مولانا اشرف علیؒ بطور معارضہ اہل بدعت سے سوال کرتے ہیں کہ جس غیب کے علم کا دھوکی آپ حضرات سرکار پارسالت نے لیتے کرتے ہیں اس سے آپ کی کہا ہزاد ہے۔ آیا آپ کی مراد یہ ہے کہ حضور صریح از ان سے یکم ایڈنک پر ہر امر غیب کا علم تھا یا یہ کہ بعض امور غیب کا علم تھا۔ بعض کا علم مراد ہے تو اس میں سرکار پارسالت ہی کی کیا خصوصیت ہوئی۔ ایسا علم لئی بعض امور غیب کا علم تو پر کہہ دیہے حتیٰ کہ جانوروں تک کو حاصل ہے۔

فہیم الامت کا یہ ارشاد مسلمات میں سے ہے۔ قرآن میں جو نبی نبی کی طرف وحی کئے جانے کا تذکرہ آتی ہے ہذا وہ علم غیب ہی ہو گا جس کا احصار وحی پر ہو۔ اب

جو انتیازی احکام دہدیا یات لیکر آئے ہیں ان پر ایمان لا جائے۔ یہ سائے احکام پذیر یہ وحی نازل ہوئے اور گوناگون امور غیب اللہ نے اپنے آخری پیغمبر پر یہ منشافت فراستے جن میں کوئی دوسرے آپ کا حاریف نہیں۔ یہ سب جست مسلمات میں سمجھے تو مولانا اشرف علیؒ کے رقم فرمودہ تکمیل لفظ "ایسا" کا مفہوم وہ کیسے لیا جاسکتا ہے جو شریر اہل بدعت یتی ہیں۔ کیا فاطر عقل دیوار کے سوا بھی کوئی یہ بات کہہ سکتا ہے کہ جن مقدار میں حضور کو امور غیب کا علم تھا اسی مقدار میں ہر انسان بلکہ جانوروں تک کو مل سکتے ہے؟

خوب سمجھ لیجئے تکمیل و تغیری صرف اس وصفت میں ہے کہ اللہ کے سوا ہر خلوق کا علم غیب ناقص ہے۔ حضورؐ کو دنیا بھر سے زیادہ علم سی لیکن ازال سے لیکر ابد تک کہ ہر سر جلی و خفی اور جھوٹے طریقے و اسقوع کا علم ہرگز نہیں کھانے یہ علم کامل تہذیف کا حصہ ہے۔ عالم کمال کے وصف میں انبیاء اور اغیر انبیاء سب برابر ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے دشمن ہوں جن میں سے ایک کے پاس ایک ہزار روپے ہوں اور دوسروں کے پاس دس لاکھ روپے۔ ظاہر ہے دوسرا پہلے کے مقابلہ میں بہت دولت مند ہے لیکن یہ کہنا پھر بھی یقیناً بجا ہو گا کہ وڑپتی نہ ہوئے کے وصفت میں دونوں شرکیں ہیں۔ بالکل اسی پر مولانا اشرف علیؒ کے معارضے کو تیاس کیجئے۔ وہ یہ نہیں کہہ رہے اور بنا کا کوئی بھی پوشیدہ سلامتی ہوش و خواس کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضور غیب علم کی زیادتی میں مقدار میں امور غیب کا علم مصالحتا اسی مقدار میں ہر شاکر بھی حقی کا جا تو روں کو بھی مصالحتے ہے۔ ایسا ہمیشہ البطلان، اعتماد اور لاعینی مفہوم ملنے اشرف علیؒ جیسے علم کے سر جیکیا صریحاً اہل بدعت کی شرافت اور قدر المیزی ہے۔ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ جس طرح فقط ہزار دو ہزار روپیں کا الک کروڑ پتی ہونے کے وصف کے عاری ہے اسی طرح دس ہیں لاکھ روپے کا الک بھی اس وصف سے عاری ہے اور جس طرح معنوی انسانوں کو کام علم غیب میں مصالحتا ہے اسی طرح حضورؐ کو بھی کام علم غیب مصالحتا ہے۔ مخان میں سے دس کوڑا انکال بیجے یا صرف دو کوڑا انکال بیجے

اہل بہعت کے میں اس مسلم صداقت کی تردید تو ہی نہیں لہذا الحقویون نے یہ شوستر چھپا کر ایسا سے مراد اتنا اور اس قدر ہے۔ یہ ایسا ہی شکوفہ ہے جسے زید کو ٹھیڑھیسا کہنے کا طلب یہ لیا جائے کہ زید سیرت و صورت ہر لمحہ میں یک مشیر شیر کی مانند ہے۔ مرتضیٰ حسن صاحب کے کوئی پرچھ کر آپ کے معنی دادا اور پردادا کے بھی آئتی ہیں تو کیا جب بھی کوئی لفظ آپ بولیگا آپ پردادا ہی مراد ہیں گے چاہے وہ کہا ہی کہے جائے کہ میں تو اپنے والد کا ذکر کر رہا ہوں؟

الگر ایسی دھاندی اہل انصاف کا کام نہیں تو یہ ہاندی سوائے انصاف دشمنوں کے اور کوئی کر سکتا ہے کہ ایسا کے معنی اتنا کرے اور اپنے دلاغ کا تعقین مولانا اشرف علیؒ کی عمارت میں اٹھ کر قدرت و امتحار کی آگ بھڑکاتے۔ ایک شخص اپنے محبوب کی تعریف میں اہم ہے "وہ تو چاند ہے"

تو کیا کسی غبی سے غبی آدمی کو بھی یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے محبوب کو تمام صورتی و معنوی اوصاف میں چاند کا حائل قرار دیا ہے؟

ظاہر ہے الحقوی کے سوا بلکہ قدرت پر دار معاونوں کے سو ایسا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ سب جانتے ہیں کہ چاند کہنے کا مطلب حسن و جمال میں اشیاء دینا ہے اور اس۔

ٹھیک اسی طرح جب مولانا اشرف علیؒ یوں کہتے ہیں کہ بعض امور غیب کے علم میں زید عمر بکار اور جانور تک شر کیا ہیں تو یہ مفہوم کوئی بد املاں اور فتنہ بخوبی نکال سکتا ہے کہ سرکار رسالت اور دیگر حیوان و انسان کا علم غیب مقدار و تعداد کے اعتبار سے بھی برابر ہے۔ جس طرح بچتے بھی جانتا ہے کہ حسین سے حسین آدمی وزن، جسامت، ہمیلت اور جملہ اوصاف خواص میں چاند کا حائل نہیں ہو سکتا اسی طرح جمال سے جمال مسلمان بھی جانتا ہے کہ جس مقدار اور جس نوع کام علم اللہ نے آخری پیغمبرؐ کو عطا فرما باالک اتنا اور یہ میسا تو اسی غربی باختر انسان کو تو کیا دیگر انسیا کو بھی نہیں دیا گی۔ مخان نامی اسی ہے کہ ہمارے حضورؐ عیسیٰ ایمت اور یہودیت وغیرہ سے جدا گاند

ساخت فرار ہے۔

اللهم اپنے سوا ہرگز وہ کے بزرگوں میں کیڑے
ڈالنا اور ان کی ختم و تقدیر سے من مانع فاعل ہم اخذ
کر کے ترقہ پھیلانا اہل بدعت کا پر اتنا شغل ہے۔ اخھیں
لاکھ بار کسی اعتراض والرہم کا شافی جواب دیجئے مگر ہم
متنی آن سنی کردیں گے اور برادر ہمیں رسمی جائیں گے۔
اخھیں غالباً اس خوش فہمی نے مار لیا ہے کہ جن بزرگوں کی
تبروں کو ہم نے بعد بنار کھا ہے، جن کے نام کی نیازیں ہم
دیتے ہیں، جن کی توصیف ہیں زین و آمان کے قلایے طلاق
ہیں وہ لازماً ہمیں غذاب آنحضرت سے بچائیں گے اور
جنت ہمارے لئے زندہ ہو چکی ہے لہذا اب جو بھی حرکت
کئے جاؤں رب روا ہے۔ ایسی خوش فہمی ہے ہر جائے
اس کی بے کرداری اور خستگی کے مخفیں کون لگام نہ
سلتا ہے۔

اہل بدعت کا مشرك

سوال ۱۲: از عبد العقار۔

گذشتہ یہ کہ رسانے میں آپ نے بعنوان "دہی
دریں بھاری" تحریر فرمائے کہ "نقد خفی ہی نہیں بلکہ
لهمہ اور کرم" ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کووا
کسی کو حاضر و ناظر یا غیب داں جاتے لیکن رضاخان افی
حضرات کو کافر کہنا قریر نہ سکل ہے کیونکہ وہ تادیل سے
ایسا نہیں ہے۔ غذکرہ جو اسے بہان دوادیوں کے
دریان جھکٹا پیدا ہو گیا ہے۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ
حباب کی عمارت کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ
کے سواد مسرے کو حاضر و ناظر یا غیب داں جانے وہ
کافر و مشرك ہے۔ اس اصول سے رضاخانی وغیرہ کوئی بھی
مشتنا نہیں۔ دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ نہیں جانتے
رضاخانیوں کو مشرك و کافر کہتے ہیں مستانا کیا ہے۔ یہیں
وجہ کوہہ تاویلا ایسا کہتے ہیں۔ جباب! آخر وہ کوئی نہیں
مشريعت مطہرہ تادیل ہے۔ ہماری بھروسیں تو انہیں آتا کہ

یہ ہر حال کیا حاجت گا کہ کٹا اچھی موجودہ مقدار میں "قہان"
نہیں ہے۔ اسی بکسانی کو علم غیب کے سلطے میں ہولنا اشرف
علیٰ ہے۔ ایسا" کے تمثیلی لفظتے بیان کیا ہے اسیں دھیکا
مشتی اور مہیٹ دھرمی کو کوئی کاکرے کر فتنہ گر لوگ "ایسا"
کا "استا" بنا دیں اور جاہل دیتے جس سماں نوں کو اکا بیرامت
کے خلاف بھڑکاتے چھروں۔

عالم الغیب ایک اصطلاح چیز کا مطلب ہوتا
ہے کہ وہ تھی ہے تھا امور غیب کا علم ہو۔ یہ مطلب نہیں
ہوتا کہ ہے ایک دیا دس بیس امور غیب کا علم ہو اسے
بھی عالم الغیب کہدیا جائے۔ اسی وجہ سے یہ خطاب بلند
خداء کے خاص ہے اور خدا کے سو انسی کے باشے یعنی اس
خطاب کی نسبت کرنا نہیں کہی۔ جہالت ہے۔ بد دنیا ہے
لیکن اہل بدعت کا طرز ایمانزہی علم و عقل کے
تفاضلوں کا خون کرنا اور جہل کے گروہ بننا کہ امت میں
نقد و نظر کی۔ ان کی پست فکری کا اندازہ اسی سے
کچھے کو حضور کو بشیر کہنا ہی ان نازک مزاجوں کے کلمجے
پر سانپ اٹا ہے۔ یہ اتنا نہیں بھتھت کہ قرآن نے حضور
سے ائمہ ایسا سفر مقتدکم کا اعلان و اعتراف کیا اس سے
وہی جزوی تمثیل مقصود ہے جو مولانا اشرف علیؒ کے "ایسا"
میں پائی جا رہی ہے۔ میں تمہی صیالشر ہوں۔ اس کا
مطلوب اس کے سوا کیا ہو الصلی اللہ علیہ وسلم حضور اور انتی
رب برادر ہیں۔ وہی آدم کی اولاد۔ وہی بشیر جبلتوں کے
پیکر۔ وہی عرض ہر سے دلے ھبھوں جلنے والے غرض کرنے
والے مکروہ شخص۔ اب اہل بدعت کا توجہ کردا مانع ہی اور دھرا
چلنے کا عادی ہے لہذا وہ گھبراۓ کہ ہائی حضور جبلہ ہائے
صیالشر ہوں۔ ہم لگنا ہرگاہ غلام نے حیثیت اور وہ مخصوص
آقا اور معزز و حکم۔ کیسے پوسکتا ہے کہ ہم اور وہ یکسان ہوں
یہ لوگ تمثیل و شبیہ کی علمی حقیقت سے با جبر ہی نہیں بھی وہ
ہے کہ مولانا اشرف علیؒ تو درکنار اخھیں خدا کے کلام
میں کلام ہے اور حضور کو مشرکتے ہوئے بھی ان کی جان نظری
ہے حالانکہ بشیرت کا اثبات خود اللہ تعالیٰ مکار و اصرار

اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ نام امور غیر کی اطلاع اور کسکے علاوہ کسی نہیں۔ وہ بھی شوچاں امور غیر کی اطلاع تو بھی کہتے ہیں اس طنز کا مدار مختلف ہے مگر یہ ذراائع ہے اور ماذ یہ ذراائع سے حاصل شدہ علم غیر نہیں کہتا۔ پان بعض غیر امور کی اطلاع اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اپنی اسیات دل کے بغیر وحی اور القارئ کے ذریعے بھی کہتا ہے اسی کا ذکر منہ دریافتی والی آیت ہے۔ بر جلوں کو اپنے غلط فہمی پڑی کہ تمام ہی امور غیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنطمع کر دیا گیا۔ یہ فاحش و صریح غلط فہمی ہے میں اس کے ساتھ ہی یہ فریب خودہ حضرات یہ بھی اعزاز افت کرتے ہیں کہ حضور کا یہ سارا علم عطا کیا ہے لیکن باری تھا اسے عطا فرمایا ہے لہذا ہم مشرکین کی صفت پہنچنے سے بال بال بچ جاتے ہیں۔ اللہ کسی کو کسی علیحدہ چیز کا علم عطا کر دے اس اتفاقاً میں کوئی قباحت نہیں۔ قباحت اور استعمال صرف اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے برادر علم عطا کر دے۔ یہ لوگ لپٹنے والے تو اون کی خرابی افراست کی کمی اور نفس کی بے راہ روانی کے باعث اس قباحت اور استعمال کا دراک نہیں کہ لپستے لہذا انگر اور بدعتی ضرور کہلاتیں گے مگر قانونی الفاظ میں مشرک و محدث نہیں کہلاتیں گے۔

جیسا کہ اسلامی حکومت قائم ہو تو اس کا ذریعہ ہو گا کہ ایسے داہی عقائد و رسم و رسمیت اور کی مراجی پر سی کرے، ان کو وارثگ دے اور پیر بھی یہ بازدہ نہیں تو اسلامی تعزیرات کا ڈنڈہ استعمال کرے۔ ایسے عقائد رسم و رسمیت کے تجھے نہیں درست ہیں۔ یہ تو اس قابل بھی نہیں کہ ان سے معاشرتی تعلقات رکھ جائیں۔ اگر تاویل کے ذریعہ اپنی امت سلمہ ہی کے ذریعے میں رکھا جائے تو بھی ان کی بیدعت شدید اور اس پر ان کا اصرار مکھلا فتنہ ہے۔ فراق و فجارتے ترکیقتن کا خذبلہ افسوس اور ہر گاہی روز دن کے قوت میں کرتا ہے۔

حدیث کی کس پہنچی

سوال ۱۲: از عدالتی۔ صلح سیال کوٹ۔ پاکستان۔

کسی تادیل سے مشترک مشرک نہ رہے۔ مثلًا زید باغر جو عالم اور مادرس بھی ہے قرآن پاک آیت کریمہ عنده کہ اللہ تعالیٰ تکن تعلم اور سورہ حن کی آخری آیات سے دعالم الغیب الم ایں قال اللہ من ایضاً (غیر) (من رسول)

خریفی معنوی کر کے یہ کہتا ہے کہ ان آیات کی روشنی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ اجل اول تلقین مدت حتیٰ کہ ہر شخص کا ذاتی علم بھی اور فلاں خص جنتی ہے اور فلاں دوختی فلاں فلاں جگہ مرے گما۔ ہر رادہ کے پیٹ کا حال ہے کہ نہ ہے نامادہ وغیرہ وغیرہ جانتے ہیں اور مدعاً اس بات کا ہے کہ حضور صلیم کو تمام علم مذکورہ عطا کیا ہے۔ برآہ کرم تشریح فرمائیں کہ کوئی الصدراً آدمی کہتا ہے کہ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھ دے۔ ادب اور گستاخ رسول ہے وہ امرت محمد یہ سے خالی ہے۔ کیا یہی حقیقت دلے ام کے تجھے نہزادا ہو جائے گی کیا اس شخص کی تاویل مذکورہ آیات کی درست ہے؟ یہی عقیدتے والا مشرک دکا فر ہے یا نہیں؟ مسلمہ قرآن مجید اور سنت و اجماع کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

اجواب ۱۲: -

جن طرح مزائلہ موت کسی جرم کی آخری سزا ہے اور اس میں عدالتیں انتہائی اختیاط برثے گی باہمیں اسی طرح کسی مومن پر فتویٰ کفر عائد کرنا آخری الزان ہے جو کہ بارے میں انتہائی محاذار و شوش پھر دی ہے۔

اس میں کسی شبہ کی بجاوٹ نہیں ہے کہ تھوڑا بہت علم غیر دنیا میں ہر شخص کو حاصل ہے۔ اپ امریکہ نہیں کے امریکہ کیا آپنے اپنے ہی ملک کی بہتری بستیاں نہیں دھیں گے اپ جانتے ہیں کہ امریکہ اور یہ آن دھیبی بستیاں حقیقت ہیں مثلاً وہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ مقالات اپنے کے غیر ہی کا درج رکھتے ہیں لہذا الغوی افکار سے اپ کو ان کے تعلق سے "عالم الغیب" کہدیتا خلاف واقعہ نہ ہو گا۔

لہذا صلطان میں "عالم الغیب" اسے کہتے ہیں جو تم غیری امور سے باخبر ہو۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا یعلم الغیب الـ ہو۔ اللہ کے سوا کوئی غیر نہیں جانتا تو صریحت

تعجب کام قائم ہے کہ کیا امرت مسلمہ کو کتاب مشکوہ
شریف میں بر احادیث طریقہ کا اتفاق نہیں ہوا ضرور
طریقہ ہوں گے مگر اس کے باوجود ہر قریر پر عرض اور میلے
رچلے جاتے ہیں اسی لئے سمجھوں نہیں آنکہ کیا بات ہے
کیا آپ اس پر روشنی ڈالنا پڑ دکریں گے ؟
بالکل ہکھلے اور صاف مقطوں میں مذکورہ چاروں
احادیث یہ ثابت کر رہی ہیں کہ قبریں برائی کردی جائیں
قبروں پر جھٹانہ جائے، قبریں کی نہ بنائی جائیں۔ کما بھیر
ہم حصے سے علم مسلمان دماغ ماوٹ ہوا جاتا ہے کہ آخر حرم
بے غنوں بُری بھی تو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ کیا
جو اب دیں گے۔ ایک طرف بر احادیث ہیں اور دوسری طرف
سوکتے دماغی نکتہ سمجھوں کے پھر بھی نہیں۔

مولے دماغی نسلتہ سمجھوں کے پھر جھی ہیں۔
 (دھوٹ) بہ جھی خیریکا جائے کہ یہ قبریں یخنے بنانیکارواج
 کب تے نزاع ہوا اور اس کام بوجرد کون ہے اور یہ کیسے
 رواج یا کیا؟
 اک اعتماد:-

روشنی دالنے کی ترکیب احادیث صحیح میں کوئی بات
بھی نہیں ہے۔ یہ اپنے مفہوم و مراد میں صراحت ہیں اور
دو ایت کے اعتبار میں مخصوص طریق سے آجھے اور
زور دینے کا بے شک مقام ہے کہ جس استدلال کے آفیاں
غسلیات یہ ہوں اس امت میں قبریتی اماں مستقل
دینی مشتعل کی تو عیت اختیار کر جائے۔ عرض تو خرچ لاو کی
ایجاد ہے اور قبروں پر نذر و نیاز اور استکار کو لیلا تو خر
مشتعل ہوتے بد عین رچائے ہیں لیکن اس کو کیا کہتے کہ اس سے
کے بعض سطلوں میں قبروں سے رباط ضبط مستقل علم کی حیثیت
رکھتا ہے اور قبروں سے کسی پیش کرنے والوں میں اس سلسلے
شیوه نظر آتے ہیں جن کے زیر و تقویٰ کی تسبیں لکھائی جا
سکتی ہیں۔

ڈاکھستا۔ وادیلہ!
مسلم کی جو روایت آپ نے بڑے لمحے پر نظر کی اس کے
ذمیں مشہور تاریخ مسلم انام نوی گرامانے ہیں کہ اس حدیث

مشکوہ شریف پڑھنے کا اتفاق ہوا اُس کے سفری ۱۹۷۳ء
 (مطیوع عاصدی) پر بے چار احادیث یہیں:-

حضرت ابوالبکر اسدی کہہ
ہیں کہ مجھ سے ملی تھے کہاں کیا میں تجھے
کو اُس کامی براہمود نہ کرو جس
پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو
ماہور کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ نہ
چھوڑو تو کسی تھویر کو بیٹھی جسوار
دیکھ کر تو کسی تصویر پر کو اُس کو جو
اور نسبت ونا بول کر دے اور جیسا
کسی قبر کو اونچا دیکھا اسکر بر کر کے
(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہے ہیں کہ

(۲۲) حضرت جابر رضیتہ ہیں کہ کوئی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا
ہے قبروں کو پڑھ کر میسے قبروں پر
عمارت بنانے سے دور قبروں پر
بیٹھنے سے۔

(۳۲) دُعَتْ إِلَيْهِ هَرَبَرْتُهُ تَالَّ
قَالَ سَرْ سُوْلُ اللَّهُ مَحَمَّدُ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَنْ تَعْلَمُ
أَخْدُوكُمْ عَلَى حَمَّارٍ فَتَجْرِي
ثَيَابَهُ تَخْلُصُ إِلَى حَدِيدَةٍ
خَيْرُهُ مِنْ أَنْ تَعْلَمَ
عَلَى قَبْرٍ (رسَادَا مُسْلِمٌ)

(۲۷) وَعَنْ حَاجَةِ رَبِّ الْمُرْسَلِينَ كَمْ يَرْجُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ
وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلَهُ مَلِكَ الْمُلْكَيْنَ
وَإِنَّهُ لَمَنْ يَقْبَلُهُ إِلَّا مَنْ
تَوَطَّأَ لِلْمَطْأَفَةَ (رَوَاهُ التَّرمِذِيُّ)

ہو سکا ہے مجھ سے کامیت میں عملی ہرگئی ہو گرا بخوبی
پر مشکلہ کا باب دفن المیت پورتی ہے تبیں ہنر کا اس لئے
ہر باتی فرمائ کچلی میں ضرور اس پر لمحیں۔

اس کے برعکس اسلام و مسلمانوں یہ کہتا ہے کہ تقدیری باطل کے لئے ہر کتبہ فکر کا لٹڑیوڑ و خوت کر سکتے ہیں تاکہ لوگ نام سیاسی و مذہبی عقائد و نظریات کا مطابع کر سکیں۔ کوئی شخص "باطل" بیوں کے گاؤوہ خود اس کا ذمہ دار ہو گا۔ غیر اسلامی اور خلاف اسلام لٹڑیوڑ و خوت کر سکتے ہیں تاکہ لوگ اس کا تقدیری اور تقاضی مطابع کریں اور ان سے واقف ہوں۔ رہنمائی اور دوامی لٹڑیوڑ و خوت ہر جگہ اور ہر شہر میں بیسوں مقامات پر فروخت ہوتا ہے۔ چن لوگوں کے فروخت نہ کرنے سے باطل کی روک تھام توڑ ہوئی۔ شالیقین کہیں نہیں سے بہر حال خریدی ہیں گے پھر طلاق جو لفظ سے کیوں محروم رہا جائے۔ دو لوگوں میں کس کا موقف اسلام کے مطابق ہے؟ جواب دیجئے۔ کیونکہ ہم سب اپنی راستے سے خواہ دیکھیں ہو اتفاق کرنے کے نتیجہ ہیں۔

الجواب ۱۹۔

دونسرے گروہ کا موقف باطل ہے۔ انش تعالیٰ نے حرج طور پر کم دیا ہے کہ ظلم دلگناہ کے کاموں میں تعاون مرد کردا رشتہ، مسود، مشراب وغیرہ کے احکام آپ کے راستے ہیں۔ بچھا تو درکانہ شہزادی کے ہر ل اور ظروف کو ادھر سے ادھر لے جانے کی خریداری کرنا بھی حرثاً ہے۔ اب اگر اس نامقوں اور زبردست دلال کو اہمیت دی جائے کہ جن لوگوں کے فروخت نہ کرنے سے باطل کی روک تھا نہ ہوگی اور شالیقین کہیں پھر سے بہر حال خریدی ہیں گے تو پھر شراب کی تجارت اور کشیدہ میں کیا وکا وک و رہ جاتی ہے۔ ایک شخص کسی ایٹم کی سے پیشہ کرائے تو وہ بھی بڑے الہمناں سے کہہ سکتا ہے کہیں کیوں لفظ سے محروم رہوں جب کہ پورے پورے بازار طوائفوں کے موجود ہیں اور میں نے یہ پیشہ نہ کیا تب بھی شالیقین دوسرا جلوخوں سے ضرورت پوری کریں گے!

پادری کھٹے! آخرت میں ہر شخص اپنے فعل و عمل کا جواب دے۔ کسی عمل کے اختیار یا اترک گئے کا انحصار شریعت میں ہے۔ اس بات پر ہے کہ وہ فعل جو اسے خود کیسا ہے۔ اگر بُرا ہے تو اس کا اختیار کرنا گناہ ہو گا اور اچھا ہے تو اس کے اختیار پر

کی رو سے تجھے قبر مانا۔ قبر پر عمارت تعمیر کرنا اور قبر پر عیضنا حرم اٹھرا۔ جمہور علماء کا اسی مذہب کے اور امام شافعیؓ نے کتاب الامم پر اذرا کیا ہے کہ میں نے بہت سے ائمہ علماء کو دیکھا کہ ہر قبر دن کے گذشتہ غیرہ کرانے کا حکم صادر کرئے تھے اور فقاہ میں کہا ہے کہ قبر پر اس اتنی ہی مٹی کا گانج جائے جتنی اس کی ھدایت ہے تکلی ہے اس۔ یہ بادہ تکرہ ہے بھل اس کے بعد قبر کو حج کیتے اور حجتہ بنانے یا اس پر عمارت بنانے کا جواز قابل تصور تک لیے ہے چونکہ اس پر محمد بن عبد الوہاب تجدیؓ جعیس آج طرح طرح کی گالیاں دی جاتی ہیں ان کا تصور بھی تو تھا کہ اجھا اپنے تعلیم میں انھوں نے مالی شان متفقر ہوں اور بخشنہ قبروں کو حکم کر دیتے کا ارادہ کر رہا تھا۔ بھل یہ بنتی اس اندت کو کہیے تو اراہ ہر قبی جس نے قسم کھاتی ہے کہ دین کو خالص کر کے ہرگز بھنسیں نہیں گے بلکہ ہر آیت اور حجت کی اپنے آباد احادیث روشن کے مطابق تاویل کریں گے مlays سے حدیث رسولؐ کسی پڑھی کے حاطم میں پڑھی رہ جائے مگر یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ تصویف کے مبتدا عما مشاغل و وظائف کی توہین ہو جائے۔

فاسد انداز فکر

سوال ۱۹۔ ارشکیل احمد حسید رہا باد۔

ہم چند دوستوں کے درمیان آج کل ایک سلسلہ زیر بحث ہے وہ یہ کہ ایک سلامان کتب فروش اسی دو کامیں فلمی، رومانی اور سیاسی مذہبی ہر ملتہ فکر کے کتب و رسائل فروخت کر رکھتا ہے یا نہیں؟

ہم میں کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ایک سلامان کیلئے یہ قطعاً ناجائز ہے یا کم سے کم اس "طوناں جاہلیت" میں خلاف اسلام کتب و رسائل فروخت کرنا مناسب نہ خورد ہے۔ ایسی کتابیں پڑھ کر جو لوگ "باطل" اختیار کریں گے اس کی نتیجہ اسی فروخت کرنے والے پڑھی پڑھی اور وہ مگر اسے والے کے گناہ میں شریک بھی ہو گا۔

ویسے یہ تلوظ اڑتے کہ حرمت کا حکم صرف ایسے ہی طریقہ کی فروخت پر لگے گا جو اسلام اور اس کے اصول و اقدار کے واقعہ منافی ہو۔ لیکن نرم قادیانیت، شجریت، عصایت وغیرہ تو عقائد کی رو سے اور شہوانیت کو ہوا دیشہ والا فتحی و دوامی طریقہ اخلاقی اقدار کے اعتبار سے صریح اسلام کی خوبی ہے۔ لہذا اس کی فروخت اور اشاعت بلاشبہ لگناہ۔ مگر اس طریقہ بخنانگناہ مذہب گا جو کسی بھی ایڈم اور نظام کے لئے من حقیقی معلومات ہوتا گرتا ہو۔ ایسا بھی طریقہ تقدیری و تقابلی مطالعہ کا فائدہ دے سکتا ہے اور اسی سے قاری کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

رَمْهَ اللَّعْلَيْنِ صلی اللہ علیہ وسلم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بخاری کے پر قاضی سیہمان منصور پوری کی شہرۃ آفاقی کتاب کا مختصر تعارف یہ ہے کہ اہل علم اسے علمی اعتبار سے مستند مانتے ہیں اور انداز بیان، دلکشی، رچا اور درود بست کے محاذ سے یہ اپنا جواب آپ ہے سوزدگار میں ڈوبا ہوا اسلوب شترہ اور نکھرا ہوا فکر۔ عبارت میں روان، شگفتہ اور دلنشیز۔ مدت سے یہ قیمتی کتاب نایاب تھی اب خلصہ اہتمام کے ساتھ تین جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔ قیمت نکلی غیر مجلد میں روپے۔

(مجلد تین جلدوں میں ۲۵ روپے)

مکتبہ تجلی۔ دیوبند (بیرونی)

ثواب ملے گا۔ آج دنیا بھر میں گناہ و طیفیں ہی کاغذی ہے۔ کوئی بد سے بدتر برائی ایسی ہیں جس کے جواز پر وہ ہی دلیل نہ لائی جائے جو منزد کرہ گرہ لایا ہے۔ آخر کی آپ روپے اسے اور شریعت نہیں تو سودی کاروبار سڑت جائے گا؟ شراب نہ بچیں تو شراب دنیا سے اٹھاتے گی؟ ہمیں ظاہر ہے کہ نہیں۔ پھر تو ہر شخص کے لئے لگناہ کا راستہ محل گیا اور جہاں ہیں کا حصہ ہی پاک ہو۔

تفصیدی مطالعہ کی بات بھی شخص یا کتابوں بازدھت تلقیدیوں کا بھیں نہیں۔ مختلف ایموں مذہبیں، رہنمائیوں کی تقابلی مطالعہ کر کے فقد و نظر سے کسی فیصلے پر ہمچنانہ عامۃ الناس کے بھیں ہیں کہاں۔ عام دکانوں سے کتابیں خریدنے والوں کی غالباً اکثر سب جانتے ہیں کہے شعور اور کم سواد جو تیہ یا کم سے کم ایسی تہرگاہ تیکا ہوئی کہ اس سے لفڑی نظر کے بہت خاں طے کرے کی توقع کی جاسکی۔

علاوه از جی تدقیدی و تقابلی و مطالعہ کے لئے بادی کتابیں درکار ہیں جن تھیں احتیات کہا جاتا ہے۔ دکانوں میں عام طور پر بختہ والا طریقہ اس طبق کی چیز کہاں۔ لیکن نرم ہو یا مستلزم قادیانیت ہو یا بہائیت، ان پر جو کتابیں درار میں عموماً ملتی ہیں وہ تو سرتاسر پر و پیشے اور طبع کاری کا پلندہ ہوتی ہیں۔ انھیں پڑھ کر لوگ گراہ تو ہو سکتے ہیں کسی بہتر تصحیح پر نہیں پہنچ سکتے۔

واعذر یہ ہے کہ اسلام کے خلاف طریقہ فروخت کرنے والا تاجر ایسے ہی لوگوں کی صفت میں شامل ہے جن کے لئے میں قرآن نے تعدد بار کہا ہے کہ وہ شعن تکمل کو رفاظ اختر کو، اللہ کی آیات کو صداقت و تقویٰ کو یقین کھاتے ہیں۔ اس کا خیر نہایت کے عالم میں ہے اور اپنی علط کاری کے جواز کے لئے جو دلائل وہ پیش کر رہا ہے وہ درست و غیرہ ریکارڈز کی آخری پیکھوں کا نفعی ای ردعمل ہیں۔ احمد و عبل و اون گے تعاون قیامت تک حرام ہی رہے گا جا ہے ہمارا شخص آثارہ اس کی باحت پر زمین سے آسمان تک لانی کا انبار لگائے۔

کیہ مسلمان ہیں؟

کو داعیان حق کو اپنی امانت میں بیجانے والے یہ اجنبی لوگ اپنے عورت پر قائم رہیں گے یا غذاری برادر آئیں گے۔ جانے والے زندہ والیں اپنے گے یا ان کی لاشیں ہی باقاعدہ سکھیں یا لیکن وہاں نہ غذاری کے اندازوں پر خور و نکر میں وقت صفات کیا گیا۔ نہ اس کی شعلہ باریوں کو سوچا گیا اور نزغوڑہ اُحد کے تھرے ناخنوں کے نشانات پر نظر فرمائی گئی۔ وہاں هر ایک بات سوچی گئی کہ جن سینوں میں خدا نے اپنے پیغام حق کی عظیم امانت اتنا دی ہے ان سینوں سے خون کے اُبلے پر ٹھوڑے تو اروں کی بھی اسی پیغام کو نہ کرنا ہو گا۔

مشترک انصار کو اپنی سر کردگی میں لے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف روانہ ہوئے۔ جانے والوں میں سے کسی ایک سے بھی اپنے گھروں اور عزیزوں کی تجھے مڑکر نہ کھا۔ ان کی پشت دنیا کی طرف تھی اور ان کا اُرخ اپنے خدا کی طرف تھا۔ پوری طرت میں سے اپنے انتخاب پر کسی نہ کوئی احتجاج نہ کیا۔ کوئی حیل و جوت نہ ہوتی۔ بلکہ خدا کی راہ میں آبلہ پائیوں اور جنم دھگاریوں کے اس نتے موقع پر کوئی یا کوئی ان کے چہرے آخوت کی کامیابیوں کے نورانی یقین سے جملکا اُٹھے۔ پھولوں کی طرح حمل گئے۔

یہ وفد چو انسانیت اور انسان کا بہترین درود مدد و دوست اور خالص جھوٹ اور مگرا ہی کا جانی دشمن تھا جس سے ہی یہ موعودؑ کے نزدیک یہیجا اس دعوت کا پر وہ فاش ہو گیا۔ خدا کے ختنے پاہیوں پر انسانیت کے درود اور خدا کے ختنے کا پتھر ہوتے ہیں میں یہیجا اس لئے بھی ہیں کامیابی حاصل کرنا۔

غیرت بندگی

جنگ اُحد کے ناخنوں کی لیک بھی احساسات کی تر میں لمبہ ہوئی تھی کہ حضرت مسیح اور ایک اور زخم تازہ کھانے کے لئے تیار ہو گئے۔ شہر معونہ سے آئے ہوئے ایک وفادار خدا کے رسولؐ سے عرض کیا تھا کہ یہیں اور پیاری تیسی کو ایسے راجیان حق کی ضرورت ہے جو اپنے فیض قلب بظر سے وہاں کی مشترکانہار جیوں سے جواہر سکیں۔ جو اپنے درد دل کو الفاظ میں ڈھال کر ہیں اس بات کا موقع عطا کر سکیں کہ ہم اسلام کے پیغام کو سینا سوچیں، بھیجیں اور پھر زندگی کا اُخري فصل کرنے کے قابل ہو سکیں۔ خدا کے رسولؐ اور رسولؐ کے جان شاروں نے اجنبی انسانوں کی اس دعوت کو بغور سنا اور ایک سمجھ کے لئے تاذب میں ڈپے بغیر پہ فیصلہ کر لیا کہ جن لوگوں کی زندگی کا پہلا اور آخری مقصد ہی یہ ہے کہ خدا کے بنزوں کو خدا کا آخری پیغام پہچانیں ان کو پہر حال اس پکار کے جواب میں شہر معونہ کی دادی میں پہنچ جانا ہو گا۔

سوچنے کے لئے تو اس وقت اور بہت کچھ سوچا جا سکتا تھا۔ حق اور باطل کی زہناں کشش انکھوں کے سامنے تھی۔ بدر و اُحد کے وہ میدان پر ہی طرح پیش نظر تھے جہاں خون میں نہایت ہوتے ذرے اور لاشوں سے ٹھی ہوئی زمین نے کھوکھ کر تباہی کی جانی کا اعلان کرنا موت کی انکھوں میں آنکھیں ڈالنے بغیر کبھی ملن نہیں ہوا۔ تمام ملک پر جنگ جدل کی نخداوں کا سلطنت تھا اس لئے بھی ہیں کامیابی حاصل کرنا۔

معرکہ جان نماری کے ہر ہر قدم پر تلواروں کی چھاؤں میں اعلائے کلرنے الحن کیا تھا۔ اس لئے وہ خوب جانتے تھے کہ اس نازک گھانی میں کسی کیسے کیسے زخم کھانے پڑتے ہیں بلکن خدا جانتے کیسی تھی وہ زخموں کی روحاںی لذت کو وہ خون میں نہانتے گئے اور اصل ان حق کا جذبہ بے اختیار کچھ اور ترد تازہ ہوتا گیا۔ درودختنا سوا ہر اداں سے بے نیاز ہی طریقی گئی، خطرات بڑھتے گئے اور قلبی سکون و نشاط کچھ اور نکھر تا پیگا۔ ہمیرے مولو اکیا چیز تھا وہ ایمان بالغب۔ آخرت کی فلاح کا وہ بے پناہ یقین۔ رضائے الہی کا وہ جذبہ مہرشارج راجرا جنگوں سے جی گھر آتا تھا اور اذیتوں کو بیٹھنے سے لگا تا تھا۔ جسے زخموں اور آبلوں کی کجھ برصین سے میندا آتی تھی۔ جتواروں کی خوبیں چھاؤں میں یقینہ مسرور کی شان سے مسکراتا تھا۔

جب حضورؐ کی دفات کا جاری گذاز واقعہ پیش آیا اور تو سے فوستے زخم کھا کر بھی سکرانے والے چہرے اس ایک خم پر شرت دوڑتے زد ہوتے اور آنسوں سے ترپھنگے تو کھسی کے خون چکان سیفستے ہوکر اٹھی اور سہ آواز معین بن عدی کے کاؤں میں آئی "کیا چھا ہتنا اگر ہم آپ کے سامنے ہی مر گئے ہوئے!"

"میں یہ نہیں چاہتا! "معن بن عدی کی بے قرار جنگ ایک نعمت پر شوق میں دھھلتی جلی اُسی "معن بن عدی کا بیٹا یہ نہیں چاہتا۔" میں تو یہ چاہتا ہوں کہ حق کی شہادت دیتے ہوئے جس طرح رسولؐ خدا کی پاک زندگی میں زخم کھائے شہدصال کے بعد بھی یہ زخم کھانا چلیوں۔ کھاتا رہیوں اور جب آخرت میں خدا کے رسولؐ سے ملاقات ہوتی تھی عرض کر سکیوں کہ آپ کے بھیجی آپ کا غلام آپ کی تصویریں کافر خدا کا تاریخ تھا۔

پہلی، دوسری بھی بلا کار دھما اور دوسرا یہ بھی بلکن اس دوسری پکار میں درد ہی نہیں درد کی طلب ہی تھی۔ اس تظریب نے دوسرے کو بھی ترپایا۔ رگوں میں تھکے اندھے خون کی رفتار تبیر ہوئی اور پھرے شہادت حق تھی

حمل کر دیا۔ اور تجوڑی ہی درمیں سوائے منڈپ کے سالے داعیان حق تبیر تھی کر دتے۔ اپنے ساتھیوں کی قوچکان لاشیوں اور غذاء روں کی زبردستی تلواروں سے درمیان ھٹپے ہوتے منڈپ بن گرو سے گھاٹیا کہ "معن زندہ چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکن شہطیر ہے کہ تم ہم سے زندگی کی بھیک اور امان کی پیش کش طلب کرو۔"

وہ پھرہ جو اپنے بہترین ساتھیوں کی بے رحمانی پاکت پر اسراپا درد دگداز بنا ہوا تھا ان الفاظ کو سنتے ہی بیکاپ سرخ ہو گیا۔

وہ جانتے تھے کہ حملہ اور نالم اور غذاء ہیں اور اپنی جان کی امان طلب کرنا بھیک بھیں اپنا جائز حق طلب کرنے کے ہم معنی ہے۔ بلکن وہ یہ بھی خوب جانتے تھے کہ سوال کرنے کے قابل صرف ایک ہی در ہے۔ باختہ پھیلانے کے لائق صرف ایک مستی کی بارگاہ ہے۔ زندگی کی بھیک بھی ان ہاتھوں سے قبوں نہیں کی جاسکتی جو مومنوں کے خون۔ سے رکھیں اور کفر و مشرک کی گھناؤتیں سخا استوں سے آبودہ ہیں۔ اس وہ جانتے تھے کہ زندگی کس زندگی کا حقیقی اور شاندار ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اس انسان سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں پہنچا جس نے اپنی کے درجم و کرم پر جیتنے کے بجائے خدا کے نام پر برجا نا پسند کر لیا ہے۔ جس نے اپنی جان عزیز اپنے جان افریں کے قدموں پر لٹادی ہے۔ اسی نے ایک لمحہ کے لئے پس پیش میں پڑے بغیر آخرت کے اس سافر نے کفر کی اس شاندار شکش کو قدموں سے رد نہیں ہوئے اعلان کیا کہ میں تم سے زندگی نہیں وہ شہادت طلب کرتا ہوں جو ایک ومن کی زندگی کی سب سے حسین آزاد ہوئی ہے۔

خدا کے رسولؐ نے جب یہ واقعہ سننا تو اس بجاہد کی توصیف میں پکارا۔ لکھ کہ "انھوں نے موت کی طرف خود پیش قدی کی۔"

ایمان۔ ایک سلسی طرب

معن بن عدی نے غزوہ بدروسے شروع ہونے والے

بھیلیاں دوڑ اسے سکے۔ سارا ماحول پکارا اٹھا ”ہاں ۔ ہم سب بھی اور صرف بھی چاہئے ہیں۔“

شہادت کی والہا نہ پیدا رہی

جب علواءں میں طالعون نے زبردست وبا کی شکل اختیار کر لی تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح حضرت معاذ بن جبل کے پاس آئے اور کہا:-

”بھرپر یہ کہاں ہے؟ باقی علاقوں کو خیر یا کہدا یا حاکے ۔ دیکھنے نہیں ہے یہ وبا نہیں بلکہ آگ کا ایک دیکھنا ہوا الا اور ہے۔“ بظاہر یہ ایک خاص بھرت مشورہ تھا لیکن معاذ بن جبل کے چہرے سے اس بات کو شکر عدم خصوصی کے لئے گھرے جذبات ملک پڑے۔ وہ تیزی سے اٹھا اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے اپنے جذبات و خیالات پر سے یہ پڑھا اٹھایا:-

”لگو! ۔ یہ وبا نہیں خدا کی رحمت ہے؟“ پیغامبر نے جذبات سے چھلا اپنے اسرار فتوح و سنتے ہی سب لوگ چونکہ اٹھا ۔ یہ معاذ کو کیا ہوا ہے؟ ۔ یہ معاذ آخر کیا کہہ رہے ہیں؟ ۔ درود دعہ، سوز اور کامشوں کی اس آگ بھری آندھی کو طالعون کی اس طوفانی وبا کو خدا کی رحمت قرار دیا جا رہا ہے!!۔ لیکن حیرت و احتیاج کے جذبات میں سچ و تاب گھانتے ہوئے لوگوں کو معاذ بن جبل کے انگلے فھروں نے اچانک یقین، اطمینان اور تائید کی ایک نئی رہنمائی پہنچا دی۔

”میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملت افہما“ حضرت معاذ بن جبل کی پیر شوق آزاد رہ جوں کو جھکاتی اور دلوں کو چونکا تی ہوئی بلکہ ہوئی۔ کہ مسلمان جب ملک شام کی طرف ہجرت کریں گے اور شام ان کے سلطان میں آجائے گا تو وہاں ایک واپھیلے گی جس میں جسم پھوٹے کی طرح لگھائی ہو جائے گا۔ اس وبا کا جو شخص شکار ہو گا اس کا شمار تھہدار میں ہو گا اور اس کے اعمال پاک و صاف ہو جائیں گے۔ حدیث رسولؐ کو بیان کرنے میتے

جب معاذ شہادت اور تزکیہ اعمال کی اس بشارت تک آئے تو ان پر وجد سرشاری کی کیفیت طاری ہو گئی اُخترت کی اس شاندار کامیابی کے تصور نے ان کو بخوبی کر دیا جو خدا کی بارگاہ جلال پر ایک شہید ہی کے حلقہ میں آئے والی ہے۔ وادیہ کے خوف اور احتساب کی کڑی گھاٹیوں کے مقامی میں بے حباب رحمت اور ملک تھات کے اس روشن ہیوڑ کو دیکھ کر ۔ سامنہ دیکھ کر وہ دارِ نیکی کے عالم ہیں بے اختیار بکار اٹھے ”خداوندنا زا اگر یہ بات ہی نے تیرے رسولؐ ہی سے منی ہے تو ہمیرے گھر میں اپنی رحمت کو نازل فرمایا اور میرا درا من شوق اس کے حصہ و افسوس بھرئے اُس نے دلے ایک بار پھر جوناک اٹھے۔ لیکن یہ چونکتا بر بنا کے حیرت و احتیاج انہیں ملکہ اس ونشک و عقیدت کی پیداوار تھا جو اس کے شریعت جذبات معاذؐ کی شہادت طلبی کی سروتیباں دیکھ کر ایک ایک یعنی میں جاگ اٹھا تھے۔ لوگوں کا یہ ایمان کا پر شوق مطردیکھ رہے تھے۔ سر و حنی سے تھے، میکن سوچ رہے تھے کہ کیا وہاں میں شہادت کا ہمیوڑ کیوں کو فروٹ شوق سے بے تاب ہوتے والا اس کی عمل گھاٹیوں کو بھی اسی بیتائی شوق سے طے کر سکے گا؟

عملی گھاٹی مژو دیور پر گئی حق کی پہلی آزمائش نیک یہ وہاں معاذؐ کے گھر میں داخل ہوئی اور ان کے لخت جگہ کو اپنی آتشیں پیدا کیں لیتے ہوئے سوال کیا ”لگو! ۔ اب کیا کہے ہو؟“

اسی وقت بیٹھے ۔ درد اور ٹیس کی گود میں ترپتے ہوئے بیٹھے کے ہمیں پر غیر کی آواز جاہد کو قسی اور ترقیت دیتی ہوئی اُبھری ”حق تیرے پال ہار کی طرف کے ہے یہی ونشک و شہرہ میں پڑنے والوں میں سے نہ ہو جانا!“

لے احمد اس سعادتمند بیٹھے کا جاہد باپ پکارا اٹھا ”تو اگر میرے خدا نے چاہا مجھے صبر کرنے والوں میں یا۔۔۔“ ایدی وجہ سچ شہادت کا مستر الاصبر کے چاروں طرف پرداز و اور ذقر کرتا رہا۔ عبد الرحمنؐ معاذؐ پس زندگی کر دیتے ہوئے اُنگوں معاذ بن جبل کے چہرے سے ہی

مر جا !!" وہ پکارا سچھے " اے اجل ! خوش آمدید اسی سیرے خدا ! تو خوب جانتا ہے کہ میں تجھ سے صدقہ پا کر کرتا رہا ہوں اتنا ہی ڈرتا بھی رہا ہوں ۔ میرے والک ! آج میری تمناؤں کی لاج تیری رحمت کے ہاتھ ہے ۔ میری تمناؤں کے وادھ مرکز ! ۔ اے میری امیدوں کے ایکلے سہارے ! مجھے تجھ سے بڑی بڑی امیدیں ہیں ۔ میں اس رات سے بناہ چاہتا ہوں جس کی صبح دو زخ میں جھوٹکی ہو !"

زندگی ۔ سوز شہادت اور حن کے پیار اور خوف تقویٰ سے سلکتی ہوئی زندگی لمحہ برمودھوت کے قریب تر ہو رہی تھی اور حضرت معاذؓ کے چہرے سے روح و دل کی دو آتش کیفیت جملکرہی تھی جس میں سوز بھی تھا اور ساز بھی ۔ شوق بھی تھا اور اضطراب بھی ۔ وہ جوں جوں منزیل سکون کے نزدیک آ رہے تھے اضطراب بڑھتا جا رہا تھا ۔ بڑھتا جا رہا تھا تاکہ پھر ایک بارہمیث کے لئے تختم ہو جائے ۔ یہ اضطراب ان آخری الفاظ میں دھمل گیا اور پھر اس عظیم اتفاقی سکون و نشاط میں گم ہو گیا جو ایک انسان کو خدا کے قدر کے سوسائیتی بھی جگہ نہیں مل سکتا تھے ذمہت کا مال پہنچا اور تدبیا چھوٹ جانے کا ۔ مجھے فکر ہے قویہ ہے کہ اپنے خدا کو کیا جواب دوں گا !"

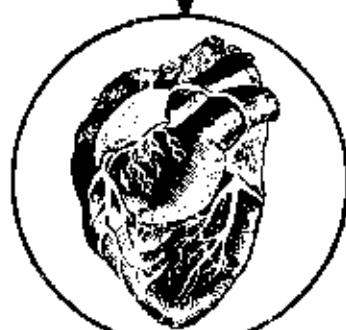
فرض اور احساس فرض کی اس متمنانہ ترتیب پر رحمت کو سیار آیا اور ترتیب پنڈوالی روح کے لئے آخوش رحمت باری کھل گئی ۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون ۔ یہی تھیں وہ کامیاب رو سیں جو صحیح اپنے خدا سے راضی ہوئیں اور ان کا خدا ان سے راضی ہو گیا ۔

آج پھر کفر و باطل کی عفرستی طاقتیں یہ کہہ رہی ہیں ۔ " زندہ رہنا چاہتے ہو تو تم سے زندگی کی بھیک طلب کرو ! " لیکن کوئی منت دربین عزم و عوجہ نہیں جو غیرت بننگی سے اس پیشکش پر ٹھوک رکھ کر کہہ سکے کہ " ہم صرف اسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں جس کے آگے سر جھوکاتے ہیں ۔ " آج پھر میلاد اور سیرت کے جلوسوں میں حیثیت رسول کے دعی اس دوسری کی یاد میں

صبر و رضا اور وہی ذوق شہادت کا فوراً بلسا اور سینکار ہا ۔ ڈیوبان لقہر اجل ہوئیں مگر معاذ ۔ مجاہد معاذ اپنے مقام ذوق و شوق پر خدا سے ملاقات کا سیاق متنے کے لئے ہمہنئی گوش برآواز بنتے ہوئے تھے ۔ ایسا لکھتا تھا جیسے سچھ و مایک آگ نہیں، بلکہ رحمت کے جنتی چھولوں کی بارش ان کے گھر کے اوپر ہو رہی ہے اور تمام فضا کو رنگ دی کی جیسی طیعنی میں غرق کے دوستی ہے ۔ آخر کمیں آرزو کا دقت آیا اور جب رحمت کے لئے دامن شوق پھیلا گیا تھا وہ معاذ کے دامن میں آگئی ۔ ان کی انگلی پر ۔ انشاشت شہادت حق پر شہادت حق کی پہلی کرکن بن کر طاعون کا پھوڑہ انگوڈا رہوا تو حضرت معاذؓ کا ہجہ کلی کی طرح حکل گیا اور شمع کی طرح روشن ہو گیا ۔ وہ اس موت کا خیر مقدم کرتے ہوئے دیدہ و دل فرش راہ کر رہے تھے جس کا انعام دائمی سکون کی دائمی زندگی ہے ۔ کیف وہرہ بکھیرتا ہو ایہ درج چیزیں ٹھہرا گیا حضرت معاذؓ بن جبل کی موقع لپنے خدا کے قریب ہوئی تھی ۔ اب وہ اپنے خدا کے قریب ہوئے ہوئے اس سے سرگوشیاں کرنے میں محو تھے اور اسکے لئے زستے ہوئے ہوئے ٹھوٹوں سے یہ آواز آرہی تھی " اس درد کے آنکھ دینا بھسر کی راحتن بیچ ہیں ۔ لایعنی ہیں " شدت درد سے غشی طاری ہو گئی لیکن جوں ہی ہوش آیا دینیا اسی تھے لمبیں پر کرہ کے بجائے وہ سی " خداوندا ! " وہ خدا سے سرگوشی فرمائے تھے " مجھے اپنا ہی عم دے ۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں بچھے لکھا پیار کرتا ہوں । "

تکام دن اسی جذب و کیف میں کٹا جو دیکھنے میں سرپا درد دھما اور حسوس کرنے والے کے لئے سراپا درماں ۔ رات ہوئی تو حرض کی شدت پچھے اور بڑھ گئی اور خدا سے ملاقات کوئی کانتظار کرنے والی روح فرط شوق سے بے قرار ہوئے تھی ۔ مکڑی مکڑی پاچھتے کیا صبح ہو گئی ؟ ۔ جیسے ان کو بتایا گیا ہو کہ اگلادن وہ دن ہو گا جب خدا کا بندہ اپنے خدا سے جائے گا ۔ لوگ جواب دیتے " ابھی رات باقی ہے ۔ " آخر سپیدہ سحر نوار ہوا ۔ پوچھتی اور اس کی اطلاع ملنے ہی ستر کی ایک روز صحیح نوار کی طرح بیمار کی رنگ و پیپے میں دوچھتی " مر جا !

نکار اور خوف کا
دل پر گہرا
اثر بنتا
ہے



جس سے خون کی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں

صافی

نظام عصبی کے فعل
کو رُست کرتی ہے
خون کو صفات کرنی
ہے اور شفاف خون
پیدا کر کر جہرے پر
تازگی لاتی ہے۔



دہلي - کالنڈر - پٹیالہ

ردتے اور تھرپتے ہیں جب خدا کا رسول خدا کے بنیوں کے درمیان موجود تھا۔ یقین کوئی معنی بن نہیں یہ یکار ملنے نہیں کر سکا۔ "حبت رسول کا ایک بڑا اتفاقاً یہ بھی تو ہے کہ جھنوں تصدیق کی جاتی رہے۔" اچھے ہی دنیا حق و صداقت کے چلھنے والوں کے لئے ایسی وباوں اور آفتوں کی بھٹی بھی ہوتی ہے جو ان شہادتیں ان اور تکریہ و ہمارت کی آزادی پر دی کی جاسکتی ہے مگر کوئی معاذ میں جسیل لطف نہیں آتا ہو یہ لوں سے دھمکی ہوتی دنیخ کو بھانپ کر کا نہیں سے پڑی ہوتی جنت کی جھلک دیکھ سکے اور عذاب آخرت سے بچات پانے کے لئے دنیا کے دلکھ درد کو رحمت "قرار دے سکے ।۔

کہاں گئے وہ لوگ جو دنیا کو فانی اور آخربت کو باقی مانتے تھے؟ جو ہم سے تن شوق اور سرایا پرستش پڑ کر خدا کے آجے جھکتے تھے اور صرف اس انتظار و آرزویں اپنی جان کو لئے بھرتے تھے کہ جان آفریں کی طرف سے کب اور کہاں اس جان کو مطلب کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی جو اس سوال کا جواب خود لینے آپ کو اور ساری دنیا کو دے سکے؟۔

مولانا آزاد کی چند کمیاب کتابیں

انسان کی حیات صافی	سالہ تھیں روپے
دعوت حق	ڈیڑھ روپیہ
صدر اے حق	سو اور روپے
اصحابِ کہف	ڈھانی روپے
فلسفہ	دو روپے
صدر اے رفت	تبین روپے

مکتبہ بھلی - دیوبند (ریوپی)

نہایت نفیس عکسی قرآن اور حمایتین

آرڈر میں صرف وہ نمبر لکھا دینا کافی ہے جو ہر لکی کے ساتھ دیج ہو

حمدہ۔ مجلد ریگزین ہر یہ آٹھ روپے۔ جرمی ساٹھ گیارہ روپے۔

حائل ترجمہ ۲۰۵۔ ترجمہ۔ شاہ عبدالقادر محیث دہلوی کاغذ آرٹ ۱۲ میں رکھیں۔ سائز جملی سے

نصف۔ مجلد کمیج ہر یہ دس روپے۔ مجلد بلاشک کو گیارہ روپے۔

حائل ترجمہ ۲۰۵۔ ترجمہ۔ مولانا فتح محمد صاحب حاشیہ بر تحقیق تفسیر زمین بزرگ۔ کاغذ ۱۶۷۵ میں۔ سائز جملی سے نصف۔ مجلد بلاشک کو ۱۰۔ ہر یہ گیارہ روپے۔

حائل ترجمہ ۲۰۵۔ ترجمہ۔ شیخ المندر مولانا محمد الحسن۔

حائل ترجمہ ۲۰۵۔ تفسیر۔ مولانا غیاث الدین جمالی حائل ترجمہ ۲۰۵۔ سائز ۱۲ میں سے کچھ بڑا۔ غیر مجلد بارہ روپے۔ مجلد ریگزین ساٹھ تیرہ روپے داس کاغذ نہیں۔ پیچہ تیکس لے۔

حائل بلا ترجمہ ۲۰۵۔ کاغذ سفید مضمون۔ سائز جملی سے نصف حروف کاٹی روشن۔ ہر سطر کے بعد اگر

مجلد کمیج ہر یہ پانچ روپے۔

حائل ۲۱۔ بالکل ۲۲ صیسی سی فرق پر ہے۔ ہر سطر کے بعد اگر نہیں۔ سائز بلاشک پانچ روپے۔

حائل ۲۲۔ بلا ترجمہ۔ بالکل ۲۲ صیسی سی فرق پر ہے۔ کاغذ باریک اور جگنا سائز جملی سے کچھ بڑا۔ کاغذ ۱۶۷۵ میں۔ سفید۔ آغاز قرآن میں بہت کی

مقدیریں۔ مثلاً سورتوں کے خواص، ان ناموں کی تفصیل جو

قرآن میں آئے، ان مقامات کا نقشہ جن کا ذکر قرآن میں ایسے

مجلد ریگزین کا ہے۔ ہر یہ بارہ روپے۔ مجلد جرمی ساٹھ ۱۶۷۵ روپے۔

ہر یہ دو روپے

منونے مفت طلب فرماسکتے ہیں

قرآن ۲۰۵۔ ترجمہ۔ شیخ المندر۔ تفسیر۔ علماء شیر احمد تھا۔ الحجۃ لذاب بچھے سخنے ہیتا ہوتے ہیں۔ نفیں ایڈیشن۔

ہر یہ مجلد ۲۵ روپے (۱۲ میں کاغذ نہیں۔ پیچہ تیکس لے۔)

قرآن دو ترجمے والا ۲۰۵۔ (۱) مولانا شاہ و فیض الدین

(۲) مولانا اشرف علی خا۔

حاشیہ پر مستند تفاسیر کا خلاصہ۔ آغاز میں اندیاد و صحابہ کے احوال مقدمہ، سورتوں کے خواص، غزوہات کے تذکرے اور اسی نوح کی دریافت جزیں اور دو میں یہی ہیں۔ لکھائی چھنانی نفیں۔ کاغذ اعلیٰ آرٹ پر دیز۔ زمین بزرگ۔ ہر یہ مجلد ریگزین جودہ روپے۔ مجلد جرمی ساٹھ شترہ یہیں۔ یہی قرآن نسبتاً بڑے کاغذ پر (۱۲ میں کاغذ ۱۶۷۵ ہے) ہر یہ مجلد ریگزین یہیں بارہ روپے۔

مجلد جرمی ساٹھ پندرہ روپے۔

قرآن ایک ترجمہ والا ۲۰۵۔ ترجمہ۔ مولانا اشرف علی خا۔

حاشیہ پر مختصر میان القرآن سائز جملی سے کچھ بڑا۔ کاغذ ۱۶۷۵ میں۔ سفید۔ آغاز قرآن میں بہت کی مقدیریں۔ مثلاً سورتوں کے خواص، ان ناموں کی تفصیل جو

قرآن میں آئے، ان مقامات کا نقشہ جن کا ذکر قرآن میں ایسے

مجلد ریگزین کا ہے۔ ہر یہ بارہ روپے۔

مکتبہ جملی۔ دیوبند یونی

اخذ و انتساب

ڈھوپ اور سائے

چاہئے، میکن برطانیہ کا قانون یہ ہے کہ جاند اور کی دارث ہی خورت ہوگئی ہے تو باقاعدہ نکاح کی نوٹسے رفیقہ چاتین پر کلی ہو۔ اگر ایک مرد کی ایک صلی بیوی ہے اور دوسری داشتہ بن کر سا خود رہتی ہے تو جائز ادا اور پیش کا حصہ اس کی اصل بیوی کو سے گا اور داشتہ کو محروم کر دیا جائے گا۔

ہمارے قابل غورات یہ ہے کہ برطانیہ میں اصل بیوی کے ساتھ ایک یاد میں داشتاوں کو رکھنا خلاف قانون نہیں ہے جس شخص کو " توفیق ہو وہ اصل بیوی کے ساتھ الگ جائے تو اسی اور محنت و حفا کشی کے لئے مشہور ہیں اور جھوٹی سامنے کو ترقی دے کر ساری دنایاں احسان غلبہ کیا ہے۔ افسوس شکر کردہ عاملی زندگی پر قابو پانے میں قاصر ہے جو قوم اپنی ترقی میں صلاحتیوں کی کمی نہیں ہے اگر کوئی شخص ایک اصل بیوی کے ساتھ دوسرے نکاح بھی کرے اور دوسری خورت کو داشتہ کے طور پر نہیں بلکہ بیوی کے طور پر رکھے اور اسے پہلی بیوی کے ساتھ اپنی جاند ادا کا دارث قرار دے تو وہ ایک بڑے جرم کا مرتکب ہو گا اور دوسری بیوی سے نکاح قابل تحریر جرم قرار یافتے گا۔

مغربی ممالک کے قانون میں ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری خورت سے شادی کرنا قانوناً منوع ہے۔ ہمارے قانون کسی شخص کو بھی چندزوجیت کی اجازت نہیں دیتا۔ دوسری بیوی کی موجودگی کو نہ سو سائیں برداشت کرنی ہے اور نہ پہلی بیوی کی اس کی اجازت دے سکتی ہے۔ لیکن یہی بھلی بیوی اور بھی نیک تہار سو سائیں اس شخص پر کسی دقت بھی الممکن نہیں کہ سکتی جو ایک بیوی

اپنی دکان بھسک کو ان

برطانیہ کی خوبی کو دہان ۱۹۷۴ء میں ایک سال کے اندر ۲۳ ہزار طلاقیں ہوتیں۔ یہ اعداد دشمار بڑے پہنچاں ہیں جو خوش حال اور ترقی یافتہ ممالک کی گھریلو زندگی کے ایک بھی انک پہلو کو بیش کرتے ہیں جن ملکوں کی سماجی زندگی قابلِ رشک میں جو اپنی دیانت اوری، فرض تسامی اور محنت و حفا کشی کے لئے مشہور ہیں اور جھوٹی سامنے کو ترقی دے کر ساری دنایاں احسان غلبہ کیا ہے۔ افسوس شکر کردہ عاملی زندگی پر قابو پانے میں قاصر ہے جو قوم اپنی ترقی میں صلاحتیوں کی کمی نہیں ہے اگر کوئی زندگی زندگی میں اس قدر بد نظری اور انتشار کا ثبوت دے تو اس سے اس کے سوا اور کیا تباہت ہو گا کہ گھریلو زندگی زندگی کے عام قواعد اور اصولیں مستثنی ہے اور ضروری نہیں کہ عام سماجی اور قومی زندگی میں اعلیٰ اصولوں کو پرستی والا گھریلو زندگی میں بھی کسی اعلیٰ اصول کا پابند ہو۔

برطانیہ میں طلاق اسکا انک دوسری بھیہہ مسئلہ یہ ہے اگر ایک شخص کی خورت کے ساتھ چالنس سال گذارے مگر اس کے ساتھ نکاح نہ کر سکے تو اس کے ہمراں کے بعد اس کی جاند ادا کا دارث کون ہو گا؟ چنانچہ ایک بڑے میان نے ایک خورت کے ساتھ نہیں سے ان گزارے۔ اس نے بڑھیا کے نام و صفت بھی کیے کہ اگر اس کا اتفاق ہو جائے تو جاند ادا کا زیادہ تر حصہ بڑھیا کیلئنا

کہ اس کا قائل کون ہے کہ:-

رند کے زند رہے ہاتھ سے جنت در گئی
داز رو نامرد عوت دہلی۔ ۳۰ مارچ ۲۰۱۴

امریکہ میں گھر بیویز ندی

ماں میں ایک امریکن سیاح نے تاج محل کی زیارت کرنے کے بعد نیشنل نکال سے کریب یادگار گھر بیویز ندی کے لئے محبت کا ایک دستور العمل قرار پاسکتی ہے۔ انہوں نے امریکے کی گھر بیویز ندی پر روشنی ڈالتے ہوئے طلاقوں کا عدد اور شمار پیش کئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ طلاق کے معاملات وکیلوں کے ہاتھ میں ترپڑی بلکہ ایک نیشنل سنٹر نام کیا جائے جہاں تغیری اپرتفیات اور ڈاکٹر اینی چاہرات سے طلاق کے واقعات کو روکیں اور اپنی کوششوں سے طلاق کو ناممکن بنادیں۔ آپنے بتایا کہ امریکی میں ۵۰٪ سے تیس٪ تک نیصدی۔ سو یو ان اور ڈنارک میں، ایضًا صدی اور سرطانی میں آٹھ فیصدی طلاقیں ہوتی ہیں اور جب طلاقوں کی تکرت اتنی ہوتی ہے تو اس کا اثر بچوں پر پڑتا لازمی ہے۔ اسی وجہ سے امریکی میں گذشتہ دس سال کے اندر، اسال تک شے پکوں میں تین سو فیصدی کا احتراق ہوا ہے۔ طلاق کے بعد پکوں کی دیکھ بھال نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ جراحت پیشہ بن جاتے ہیں۔ صرف ایک تھری کیلی فوری نیامیں دس کروڑ روپیے مالا نہ طلاقوں کی فیس سے وصول کئے جلتے ہیں۔ آپنے کہا کہ امریکی میں بہت ہی معمولی اسیاب پر طلاق حاصل کر لی جاتی ہے۔

سہماجی کینسی

امریکن سیاح نے کہا کہ اکثر حالات میں یوں طلاق حاصل کریں میں کامیاب ہو جاتی ہے اور طلاق کے بعد وہ ایک تو خاوند کی جانب اور دیں برا بر کی حصتہ دار بنتی ہے۔ دوسرا سکے نام و نفع کا خرچ خاوند پر ڈالا جاتا ہے۔ تیرسے اسے پکوں کی پروردش کا بار اٹھانا پڑتے تھے۔ چوتھے حصتہ عدالت کے تھا اُخرا جات بھی اسی کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ وکلاء ایسی عورتوں کو عدالت کی طرف رجوع کرنے کی شرطیت ہیں اور عورت فوراً اُمان جاتی

کی موجودگی میں ایک دوچار داشتناہی بھی رکھتا ہے۔ قانون بھی اس کی مدد و مفت نہیں کرتا۔ سوسائٹی بھی اس پر نگران نہیں کرتی اور یہی بیوی کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہوتا جو نکاح کے بغیر ایک مرد خواہ کتنی ہی عورتوں کی عزت خراب کرے وہ سبکے لئے قابل برداشت ہے لیکن الگ ایک شخص دوسری عورت کو قید نکاح میں سے آئے تو مغربی ممالک کی پوری طبقہ دینی حرکت میں آجائے گی اور سوسائٹی بھی اس پر تقریں کرے گی اور بیوی بھی بناوت پر آمادہ ہو جائے گی۔

شہرت یہ ہے کہ مغربی ممالک میں سو فیصدی لوگ تعلیم با فہرست ہیں۔ ساختہ ہی وہ ریٹنگسٹ دیکلیت پسندی بھی ہیں۔ وہ ہربات پر سائنسی نقطہ نظر کا ساتھ خور کرتے ہیں، اُنکے لئے نامعقول باقی کامانغا غیر ممکن ہے۔ وہ تو ہمارے لفڑت کرتے ہیں اور ہر ظریبے کو عقل کی سوٹی پر پرکھتے ہیں، میکن ہم دریافت کریں گے کہ آخر اس میں کیا مخصوصیت ہے کہ دوسری عورت کو قید نکاح میں لانا تو جرم ہوا اور داشتناک اس کے ساتھ چالیس سال گزار دینا جرم نہ ہے۔

بلکہ بیوں کہیے کہ دوسری عورت سے شادی کرنا تو عیش پرستی، شہوت رانی، ہوسناکی اور زندگی قرار پائے اور بے نکاحی عورتوں کے ساتھ۔ جن کی تعداد ۴۰٪ ہے۔ پوری عمر سرکرد میا اور وہ بھی اصل بیوی کی موجودگی میں عین عفت مانی، ضبط نفس، فرشتگی اور در و بیشی ٹھہرے، جسمی ہیں کہ ایک شخص اہل بیوی کی موجودگی میں دوسری عورت کی عزت خراب کرے، جرم یہ ہے کہ ایک عورت کی موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح کر لیا جاتے!

جن ممالک میں خواتین کی طرف سے چنزو جیت کیخلاف آواز بلند ہوتی ہے، وہاں خاوندوں کی عیش پرست از زندگی اور داشتاوں کے ساتھ خلط ملط ہونے کے خلاف آج تک کوئی آواز نہیں اٹھی، کیا ہم تسلیم نکالنے میں حق بجا پہ ہوں گے کہ خواتین کو مردوں کی ہوسناکی اور زندگی پر نہیں بلکہ باطنیں نکاح کرنے پر اعتراض ہے۔ اب یہاں آپ اسلام کے قانون ازدواج بر عقل و حیرت کی رکشی میں خور عجیب اور پھر متلبے

جو بولیا ہے وہی کا لوگ

۱۹۴۷ء میں امریکی میں ناجائز بھوکی تعداد ایک کروڑ ہو چلتی تھی۔ ۱۹۴۸ء میں اخخار ھوئیں پچھے میں سے صرف ایک پچھے جائز ہو گا۔

داشمنی ۶۰٪ - امریکے ایک موفر ہفت و زہ

پورٹ نے یہ حریت انگریز لفڑی کیا ہے کہ اس قوت ستر لائلہ شہری ایسے ہیں جو ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہیں اور ان کے والدین کا صحیح علم کمی کو نہیں ہے پوست نے لکھا ہے کہ اگر حرامی پچھوں کی بھی رفاقت اور بھی تو ۱۹۴۷ء میں ان کی تعداد ایک کروڑ ہو چکی ہے۔ پورٹ نے بھوکیوں کی پیدائش کی تفصیل پیش کرنے پڑھا ہے کہ امریکے میں تقریباً ڈھانی لاکھ لٹکیاں ہر سال بغیر شادی کے ہی ماں بن جاتی ہیں اور ہر سال تقریباً اس لائلہ لٹکیوں کے ناجائز محل گزارے جاتے ہیں اور بھرپور دھن بننے والی ہر بھٹکی لائلہ کی حاملہ ہوتی ہے۔ بچیں سال کے دوران امریکی کی شرح پیدائش میں ہم فائدہ اضافی ہو رہے ہیں لیکن ناجائز تعلقات کی بناء پر حرامی پچھوں کی تعداد لکھنی ہو گئی ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ اب ۱۹۴۸ء کے دوران امریکے میں جو بھی پیدا ہوں گے ان میں سے ہر اخخارہ پچھوں میں صرف ایک بچہ جائز ہو گا۔ باقی سترہ ناجائزولادت پائیں گے۔ حکومت امریکہ ناجائز بھوکی کی دیکھیاں پر ہر سال خزانہ اخخارہ کروڑ ڈالر دیتے کروڑ دو بیس خرچ کرتی ہے ہر ان ناجائز ولادتوں سے تعلیم کا سلسہ منقطع ہو جاتا ہے دردناک حالہ میں ان لائلہ کے لٹکیوں کا دماغی ترازن بٹھاتا ہے بیرون گاری میں اخخارہ ہوتا ہے ماہر انسانیات ڈاکٹر اگر میٹ کا نہ ہے کہ ہم اپنے لائلہ کے لٹکیوں کو جو آزادانہ اختلال کی اجازت دیتے ہیں یہ اس کا نتیجہ ہے ظاہر صاحب کا ہنا ہے کہ کم عربی کا میں ٹالا پختہ ناک ہے۔ جو نکدہ ہمارا معاشرہ بھروسہ کشم کا ہے کہ یہاں بغیر شادی شدہ لٹکیوں کو میاں بیوی کی طرح رہنے پر بھوکیا جاتا ہے جس کا نتیجہ حرامی بھوکی کی پیدائش ہے

ہے، کہی نکدہ عالم کے مصادر اسے نہیں بلکہ اس کے خاوند کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ آپ آخر میں کہا کہ امریکے میں طلاق کا جواز ایک سماجی کیسر ہے۔ بلکہ اسے عورت اور مرد کے درمیان غیر جنگی سے تغیری کرنا چاہئے۔ تم چاہئے ہیں کہ اس غائز جنگی میں زخمیوں میں مقتولوں کی تعداد کم سے کم رہ جائے۔

فطرت سے انحراف کی سزا

امریکہ دنیا کا دولت مندرجہ ملکائی ہے۔ دنیا کا ہر فرد خوش حال ہے۔ سائنس اور ایجادات میں بھی وہ دنیا کا پیشہ ہے۔ دنیا نے یورپیوں کی کمی ہے اور نہ لابربریوں کی اسی نے نامور سائنس داں پیدا کئے ہیں۔ اسی کو بھجوڑی بلاک کی سربراہی بھی حاصل ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود دنیا کی سائنس خاندانی اور عالمی زندگی کو متوازن نہ بنا سکی الگ ہے۔ سو شادیاں ہوتی ہیں تو یہیں کا انعام طلاق ہوتا ہے۔ حالانکہ میساںی نہ ہیں میں طلاق قطعاً ناجائز ہے لیکن اس سیلاہ میں چیز بھی بہتا جا رہا ہے۔ اسلام میں طلاق کی اجازت ہے مگر انہیں بھجوڑی کی حالت میں جس طرح حرم کی انگلی اگلی جانی ہے اور اسے اس سلسلے کاٹ دیا جاتا ہے کہ وہ باقی حرم کو متاثر نہ کر سکے۔ اس طرح اسلام میں طلاق کی اس وقت اجازت ہے جب ازدواجی زندگی کا مقصد فوت ہو جاتے اور جو دو ایسے بغیر خارہ درہ ہے۔ عیسائیوں نے یہی نقطہ نظر سے فطرت کا مقابلہ کیا اور طلاق کو ہر حالت میں حرم ٹھیریا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ طلاق نے ایک دبائی شکل اختیار کر لی۔ سبھی حوالہ دو عورتوں سے شادی کرنے کا ہے۔ عیسائیوں میں دوسرا عورت سے شادی کرنا منوع ہے۔ لیکن اس کا غیر فطری وہ عمل یہ ہو اک داشتاوں کا دوچھوٹا جل نکلا۔ اب غربی ممالک میں دوسری شادی توحہ ہے، لیکن ایک بیوی کی موجودگی میں دس داشتاوں کا رکھنا کوئی جرم نہیں۔ قدرت نے فطرت سے انحراف کی سزا کیا ہاں جا کر دی ہے؟
دائرۃ النامہ الجمیعۃ دہلی۔ اسلام پرست

اُردو کی اشک شوئی ہو جائے گی اور یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ
چار سے ہکڑاؤں کے اذان صاف ہیں لیکن غریب اُردو کو
سر لسانی فارمولے کے سایہ میں بھی پناہ نہیں ملی۔

گذشتہ روزا سی و گیان بھومن میں جاں وزیر اعظم نے
اُردو اخبارات و رسائل کی تماش کا افتتاح کیا تھا جب پریر
کا انفراد میں وزیر اعظم کی توجہ یونی میں سر لسانی فارمولے سے
اُردو کو خارج کر کے سنگلریت کو لانے کے سلسلہ پر منقول کرائی
گئی تو انہوں نے طریقے کے سی اور جوہری کے ساتھ یہ حباب
دیا کہ:— ”وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کہ سکتے۔ حکومت یونی
کی اپنا سر لسانی فارمول بنائے کا اختیار ہے۔“

اس کے معنی یہ ہوتے کہ اگر حکومت یونی کوئی زیادتی
کرتی ہے اور کسی لسانی اتفاقیت کا حق خصوب کرنے ہے تو اسے
وزیر اعظم نہیں ٹوک سکتے۔ اس مرحلے پر یہ سوال کریں گے
کہ جب وزیر اعظم کی طرف سے اُردو کے فروغ اور اسکی بہت
افراطی کی بات کی جاتی ہے تو اس کی رہاں میں رکاوٹ ٹولنے
اور اس کی بہت شکنی کرنے والوں کے خلاف کوئی اُردو کو
نہیں اٹھائی جاتی اور اس سوال کا جواب ہی اُردو سے وزیر
اعظم کی محبت کے معیار کو داشتگاہ کر دیتا ہے۔ وزیر اعظم کو
یہ سلیم ہے لاسنکریت ایک کلامیکل زبان ہے اور سر لسانی
فارمولے میں تین جدید زبانوں کو شامل ہونا چاہتے اس کے
باوجود اُردو پر حکومت یونی کے ظلم و ضمیر وہ کوئی تصریح کرنے
سے معاور ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

ایک طرف تو آئین کی چودہ قوی زبانوں میں اُردو کو
بھی شامل کیا گیا ہے اور دوسری طرف اُردو کو سطح پر جنم کرنے
کا عمل جاری ہے۔ سر لسانی فارمولے کے ذریعہ اُردو کی تعلیم
کے مناسب انتظام کی ایک راہ تکلیٰ ہے۔ لگر اُردو کی جگہ پر
سنکریت کو لا کر یہ راہ بھی بند کر دی گئی۔ کاش ہمیں کوئی یہ بتا
سکتا کہ اُردو پر اس ظلم ناوار کا کیا جواز ہے؟

جب وزیر اعظم پنڈت نہرو اُردو کو اس کا جائز حق
نہیں دلا سئے تو پھر ایکسپریس یہ کہتے کہ ایسا حق ہے کہ ملک میں کوئی
لسانی سامراج قبیلہ ممال کرنے کی کوشش نہیں کرو رہا ہے ملکا

دماںی صحبت کے قومی ادارہ کے ڈاکٹر کلاک ونسٹل کا کہنا
ہے کہ ہمارا امعاشرہ نامیانہ جنسی تعلقات سے جسم پوشی کرتا
ہے جیسا کہ جو صلوا فرازی کرتا ہے۔ ہماری بھروسے اور نمائیوں
میں نامیانہ جنسی تعلقات کو ایک معقولی تھیں اور تماشا کے
طور پر پیش کیا جاتا ہے مختلف میلوں تھیں اور فقط بال کے
 مقابلوں میں ”ملکہ حسن“ کے مقابلے دراصل جنسی اور اگر اُو
حرابی بھروسے کی پیدائش میں خست اول کا کام دیتے ہیں۔
یکجا رہ میاں کی طریکوں کو طریکوں سے آزاداً نہ طور پر بھرئے
کے موقع جیتا کے جاتے ہیں اور لڑکی تماش و نگو در پر جان
دیتی ہے اور اس طرح بدکاری مشروع ہو جاتی ہے۔

(از روز نامہ دعوت دہلی ۸ مئی ۱۹۷۶ء)

وزیر اعظم اور اُردو

اُردو سے وزیر اعظم پنڈت نہرو کو خصوصی لگاؤ ہے
وہ جمیشہ بھی ہے ہیں کہ اُردو مہندوستان کی زبان ہے اور
وہ دوسری زبانوں کے ساتھ ترقی کر رہی ہے اور متنہ کری
ہے آئے گے بڑھنے سے نہ رکنا چاہئے اور اسے ترقی کے ساواں
موقع ملنے چاہتیں۔ دو سال قبل دہلی کے ولیان بھومن میں
ہندوستان بھر کے اُردو اخبارات اور رسائل و خبراء کی
ایک تماش ہوتی تھی۔ وزیر اعظم نے اس کا افتتاح کیا تھا
اور اُردو کے لئے انتہائی بہت محش اور ہمدردانہ کلمات
بھی استعمال کئے گئے تھے لیکن جب اُردو کے ساتھ وزیر
اعظم کی عملی پھر دی اور بہت اُردو کا وقت آئی تو
ہم وزیر اعظم کو بالکل لاچار و بے می باستے ہیں۔

یوں، ہمارا دہلی اور پنجاب میں اُردو کو علاقائی
زبان کا درجہ دینے کی بات اب بہت پر ایسی ہو چکی ہے
وہ حضرت نامہ بھی اب دیک کی خواہ اس چکا ہو گا جو حامل
اُردو نے اس سلسلے میں پیش کیا تھا لیکن سر زبانی فارموں
کی بات تو ابھی نہیں ہے۔ حامیان اُردو کو توقع کھنی کر بعض
مہلوں میں اور خاص طور پر یونی میں سر لسانی فارموں
میں اُردو کو ضرور شامل کر لیا جائے گا۔ اس طرح حامیان

ریڈیو کے جوان سے بھٹکے یہ بات نقل کی۔ غالب تھیں اندازہ ہو گا کہ قابوہ ریڈیو کے باشے میں جب بعض دوست ہم سے کہا کرتے تھے کہ وہ اپنی سیاسی صلحتوں کے لئے بھجوٹا پر و پینڈا اگر تائے اور بعض اوقات اس میں سونی صدری بھجوٹ ہوتا ہے تو میں پر بھاکرنا تھا کہ ان دوستوں کو صدری کی موجودہ حکومت سے چونکہ بہت شدید اختلاف ہے اسکے ان کا صدر کے بارے میں یہ ذہن بن گیا ہے اور میرا ذہن اس بارے میں تھی کہ ان سے بورسی طرح موافق تھیں کرتا تھا۔ لیکن اس تازہ تجربے کے بعد اندازہ ہو گا کہ اقیانی قابوہ کی اس ستم کی نشريات کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں اور وہ اپنی سیاسی صلحتوں کے لئے بورسی صدری بھجوٹ پر و پینڈا کرنے پڑے لئے بھجوٹ ہوتے ہیں۔ مثلاً اور وہی انتظامات کا کیا ذکر ہے کہ اس کے باوجود میں رالف بھی نہیں دیکھی۔ اس سے چھکا یہ لکھا کہ اس کے دسوں حصے کے انتظام کے لئے پر ملک میں اچھی خاصی پولیس فورس کی ضرورت پڑتی ہے لیکن یہاں اس کا قطعاً ذکر نہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ قابوہ ریڈیو نے یہاں گرائی کا بھی ذکر کیا ہے کہ اس کی دو ریال کی ملک رہی سے لا جوہ دلاؤ فہرست بال اللہ۔ حالانکہ اس کے برعکس ہیں حریت ہے کہ اتنے بڑے عظم الشان میں الاقوامی مجمع میں ہر طرح کی چیزوں خاص کرھانے کی چیزوں کیوں اتنی ارزان ہیں۔ چھلوں کا بھی یہی حال ہے بہت اچھی ستم کی موسمی ایک روپیہ سیر۔ اور بہت عمدہ ستم کے سب دور و پیچے سیر ہیں ہماری دنیا کی مخصوصیات کی ارزانی قمیں و معلوم و معروف ہے ٹیکونکہ یہاں کسی ستم کا سیر نہیں ہے لیکن اس وادیٰ غیر ذی زرع میں لاہوں کے اس مجمع کے باوجود جن کا سلسہ ہمیشور سے جاری ہے اور ابھی ہمیشور اک جاری رہے گا۔ مکانتے میں کی چیزوں کی یہ ارزانی نہایت حریت انگریز اور بیان اللہ کی نیروں کی نتائی ہے۔

دائرہ تھار صداق جدید لکھنؤ ۱۹ جون ۱۹۴۶ء

تمام زبانیں ترقی کر رہی ہیں اور ان کی ترقی کی راہ میں کوئی دوسری زبان رکاوٹ نہیں ڈال رہی ہے۔ حال ہی میں فوجی احاطہ نے مدرسیں کیا تھا کہ ملک میں کسی زبان کی ترقی کی راہ میں کسی دوسری زبان کو نہیں حاصل کیا جا رہا ہے لیکن کیا وہ بتائیں گے کہ سافی فارمیٹے میں اور دو کی جگہ پرنسپرٹ کو لاگر اور دو کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈالی گئی ہے؟ ہم پرنسپرٹ کے دشمن نہیں ہیں پرنسپرٹ لیکسیز مردہ اور مذہبی زبان ہے اسے ترقی کا موقع ضرور مانا جائیتے، لیکن اور دو کی قبر پر پرنسپرٹ کو۔ یہ ایکم ہیں یقیناً پسند نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا شور غل لاحوال ثابت ہو گا کیونکہ ہماری آزادی میں کوئی طاقت نہیں ہے اور ہم خود مخفف ہو کر اور دو کے حقوق کے حصول کی کوشش نہیں کرتے ہیں لیکن آئینے میں رائے کی آزادی دی ہے۔ اس لئے ہم اور احاطہ میں اتحاج کر سکتے ہیں۔ کاش وہ ہمارے اس اتحاج پر تو جو کہ سکتے۔ (از روزنامہ نئی دنیا۔ ۱۹ جون ۱۹۴۶ء)

مکتبہ حجاز

مولانا محمد منظور حسین تھامی مدیر الفرقان لکھنؤ کا مکتبہ اُم کے صاحبزادہ کے نام۔

بیجا ہے صدری اور سینی مسلمان اس سال نہیں آئے ہیں موجودہ سیاسی اختلاف کی وجہ سے ان دونوں حکومتوں نے اپنے شہریوں کو بالکل اجازت نہیں دی۔ شاید اپنے خواہ کی تسلی ہی کے لئے قابوہ کا ریڈی مسیبل اعلان کر رہا ہے کہ اس سال حجاج بہت کم آئے میں ہندوستان و پاکستان سے کچھ آئے ہیں اور بہت بھوڑے سے بعض دوسرے ملکوں سے۔ اور زیادہ تر ملکوں نے احتیاجاً یا نیکاٹ کر دیا اور یہ کہ حرم مشریف ایک فوجی چھاؤنی بنا ہو رہی ہے اور اس کے اور گرد سخت فوجی انتظامات ہیں۔ ٹینکوں کا حصہ رہے اور حالات نازک اور خطرناک ہیں اور حجاج کو طرح طرح کی پر شانیاں ہیں۔ مجھے خود تو ان دونوں میں کہیں کا بھی ریڈیو ٹینک کا اتفاق نہیں ہوا لیکن متعدد دوستوں نے قابوہ

عمہ کتابیں

عہد رسالت کی مقدار خاتم، اپنے موضوع کی مکانی

کراماتِ صیاحہ از مولانا امشروت علی خاں زنجی -

عیقات اختلافی میں پرستی کے مطابق اور علمی تصورات پر
شامل میں شامل شد کہ مشتمل کرنے کا ترتیب انجام دیا گی۔

مولانا ممتاز اخسن گیلانیؒ ساٹھے دش روپیے۔

نجدۃ المناک

مولانا شیدا حمدانی بھی۔ ہدایہ مجلہ آٹھ روپے۔

حقوق الاسلام

تصنیف حجت میں بتا یا کیا ہے کہ اسلام کی رو سے کس برس کا کما حق ہے۔ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم والدین، اقرباء، حاتم شوہر، پیری، اولاد، طب و سی۔ غرض ہر لذکے تحقق کی تفصیل رسالہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر ہنگامہ شامل کیا ہے۔ اور دو ترجمہ عالمیں قیمت محلہ درود ہے۔

فتح الغيب [شیخ عبدالقادر جيلانيؒ کے مقابلات کا اردو ترجمہ۔ محلہ ڈھانچی، رومی۔]

القاموس الجديد المعاصر

کے علاوہ اس میں ضریب لامثال حماورا ست اور زبان تھے
تفصیلات کا لایٹنگ، کھلاؤ، پرسپکٹ، یونیورسٹی، اسلام کے

ذریعہ قرآن کو اصلاح کیا گیا ہے۔ مفہید بیش قیمت اور جعلی القدر
عنی سکھنے والوں کیلئے خاص تخفیر ہے۔ سات روزے

صَحِيفَةُ هَمَّامَ بْنِ مُنَبِّهٖ حَضْرَتِ الْوَهْرَانِيَّةِ كَمْرَتِبٍ كَيْا ہُوا

مکتوپات نبوی کے فوڈ بھی شامل تباہیں۔ سائٹھتیں روپے سچے اور سختقلم انندگی کے تخلف شعبوں سے

سے رکوں فی پی ڈم امتحان تعلیماتِ رسالت کا
امان افرید مجھے۔ قیمتِ حکم و طریقہ رو سے۔

جانب اسعد گیلانی کی دو کتابیں

انتظار (جديد معاين)

کاب-لٹاپ (۱۰) " " " مولنامیٹلی
کہا اے (جتھے) ان۔

ہندوستانی پنجی اسلامی حربیں

دھانی روپے
میرا شیخاں وحی کی حقیقت اور ایمان دیانت

گفتگو مشہور فرقہ رفیعیہ مولانا محمد الحسن شیرازی کے قلم

مشائخ و مஹو فیما رکے ایمان افسوسز
لشکر سے - ایک روپیہ -

درستی یہ ہے کہ ارشادات - قرآن و سنت سے
ہم آئندگی کی تفہیس تو پڑھیں - سو ادوار ہیں۔

چھٹ کے اندر خور توں سکتے چڑیاں مضا میں
قہست ایک رو سہ

محمد بن عبد الله بات (ایک منظوم اور بدنام متصالوی متن) سوانح ہمارا سماع دلاغت و دعویٰ

کے قلم سے۔ قیمت پونے تین روپیہ۔

اوچی دکائیں

مستقل عنوان

مُلَّا ابن العربِ تَعْلَم

مسجد سے مہجا زمکھ

پھر پردینہ سے ان کی شادی ہو گئی۔ چھ ماہ بعد مجھے
بھنگ لگے۔ ”ملاؤ کسی نہ کسی طرح پردہ نہ سے میرا بھجا جھڑا تو درد
خود کشی کروں گا۔“ قبیل گارڈی کا صفراء خصم ضرور ثابت ہوا یہاں تک
کہ شاید بعد سے کی ٹڑی آنت نے چھوٹی آنٹوں کو چاڑالا
لیکن رومناٹ کا ثابت نہیں ہوا۔ کھیت سے شک نہ ہے۔ باغ
بھی تھے۔ کئی راج بھے اور نالے بھی راہ میں آئے جن کا بہت
ہوا یا ان تجھیلائی اعتبار سے پھلی ہوئی چاندی اور حسین
آنجلوں کی ردمابی سر سراہٹوں سے کم نہیں ہوتا۔
مگر دانتوں میں کو کرتے ہوئے وہی آنجلوں میں چھٹے
ہوئے غبار اور بھیجے کو ہوولائی ہوئی دھوکے سامنے اس وقت
رمادان اور حجت کا ان دن اک پھٹک سے مرک گئے۔ ذہن کے کسی
بعید تر گئے شہ میں بھی رومانی کا کوئی چاراغ نہیں جل رہا تھا۔
جب راستے کے بیٹکے قشیب و فرازِ نہیں کو لیکر وہی
ٹکرایتے تو ماش کے منہ سے سیکان لہتیں، میں بھی بھی
معذرتا اور کبھی حقیقتاً کہا ہتا۔ ایک دنہر تو ہم دونوں سے سر
ٹکرا گئے تھے۔

”ٹرا برا اسفر ہے۔ آپ ذرا اپنے سہا رہے رہیے۔“

انھوں نے تھاں پر بیک بخت آج ہی تو سہار ایسٹے کا وقت
”کیا کمٹی ہے نیک بخت آج ہی تو سہار ایسٹے کا وقت
آیا ہے۔ کہا در گھر چھوڑاں جکی ہیں۔“ داتھی گارڈی کے چوبی سکے اور بیٹھدی کی ٹڑی کے

آپ نے زین غنٹہ ضرور شنا پڑھا لیکن سے غنٹی بھی
نہیں سنی ہو گی۔ میں نے بھی نہیں سنی تھی مگر قسمت کا لکھا
بہر حال پورا ہوتا ہے۔ ایک ایسے غنچوڑہن بزرگوار کی
زبان سے ہے غنٹی سدنی پڑی جھیوں نے شاید زون غنٹہ
بھی کبھی نہ سنا ہو گا۔ ان کا نام شمع مسیدنا تھا۔ یہ ان متعدد
کرم فراؤں میں سے ایک تھے جو ہم نہ جیں کوئی طیش لیئے
بیل گھاڑیوں سمت تھے۔

بیل گارڈی کا سفر تھوڑا تی نقطہ نظر سے بڑی
رومائیک چیز ہے۔ ذرا سوچیے دائیں باقیں دھان کے
سرسوں کے، اور ہر کے کھیت جن کے نرم دنازک ساتھے
میں خدا معلوم کتنی مرتبہ شیر سر فرما دکا، سو ہمیں ہمیں ال کا،
وامن غذر کا چھل ھٹلا کیا ہوئا کا، بخت لے گئت کامن کرنے
ہوں گے۔ کھیتوں کے تجھے آئیں کے باعث جن کے گھنے
ساتھ میں نہ جانے کئے ہیروا اور ہر دن تھوڑے کے گھنے
ہوئے ذر تھرٹ یعنی ظلمی گھنے قافت کی پر پوں کی طرح
چھڑ پھڑا تھے پھر وہی ہوں گے۔ نیچے زمین اور رأس مان۔
آسمان پر سوچ، زمین پر طھان اور رہیت۔ یہ رہ تھوڑا اتنی
سطح پر کتنا دل کش ہے لیکن عملاً اس سے اس طبق میں آجائے تو
بھی بات ہے اپنی تو کچھ دسمی ہی کیفیت ہوئی جیسی میان
تقدریں کی ہوتی تھی۔ تقدریں چھ ہیئت نک ایک بی بی اے
پاس طاقوں سے پروردین کے عاش رہے۔ اس دو ران میں
بار بار جھوٹے کہا کرتے۔

”ملاؤ کر پردہ نہ مجھے نہ مل سکی تو خود کشی کروں گا۔“

دن کی دنیا کے الگ چاندی کے زیر پہنچتی تھام کسی جوڑھی چاری
کو۔ چارے ڈیپری تو مل بھی خالص سوتھے کے بندے اور بازوں
اور ہاتھیوں کی لائے ہیں۔ ڈیپری سور و پر تو آج بھی چھپا چھپے
سو نالے ہے۔ تھاری محبت بھی ہے تو ہمیں جڑا اونٹکلیں لا کر دے۔
میں کہوں۔ ہاں ہاں کہوں نہیں۔ ڈرامہ وجہ ڈھینے دو

جن شوق کے ڈلاتے خالص سے دش تو ہے کا نیکلیں بنازوں گا جبکی
رُگ رُگ میں ستارے جھٹے ہوئے ہوں گے۔

لیکن ملاں کا نہ اس قدر خراب تھا کوئی فتنوں میں ہیں
محبود ہو کر میں بھی خاموش ہو گیا اور تصویر کے پر دیوار چڑھ
مناظر ابھرنے ڈوبنے لگے جو بھی ریل کے سفریں سامنے آئے تھے
گروہی بھتو نہ ناکھت ایک کانگریسی بزرگ سوار ہوتے
بزرگ ان کی گاہدھی کیپ کی وجہ سے کھڑا ہوں دردھیں
تو بھسے ٹسے ڈرے ہوئے ہوں گے۔ چرسے کی بنادٹ بھی صبوں
جس نہ رہی۔ دیسے اسیں کانگریسی آج کل ملت بھی نسل ہی سے
ہے۔ فردی کو بارہ ان حاملوں میں جھانکتے کی معاویت نہیں
ہوتی ہے جہاں کانگریسی بھروسے فقط انگوٹ باندھ کر غسل کرتے
ہیں۔ جنہیں بیاس کے چھکٹے میں ہمیشہ کانگریسی کا سکون جھانکتا
وہ بھوکپڑے اُمار کرویتے ہی اظر اسے جیسے اپنے صوفی ملنیں کو
اس طبق اس وقت نظر آئی تھی جب وہ رات کی تھیٹر میں اپر
عاشق ہوا کو صح اس کے ڈیپر پر ملتے گئے تھے۔

جیز کران کانگریسی بزرگ کا ہو رہا تھا جوڑھی بھوڑ
ناکھست سوار ہوتے تھے۔ ان کے پاؤں میں میڈی می یا یزو الہ
لکیسا بورٹ تھا گریلاس پورا کھدر ہی کا تھا جو نیتا ہونے کی
نافرمان تردید طاعت ہے۔

الھوں نے کپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی ایک ایسے
اندازیں لیتے کا جائزہ لیا تھا جو اسی سکم شنزادوں کیلئے خاص
بھجا گیا ہے پھر وہ مسلم کی سوچ پر بڑھتے گئے تھے۔

اب الھوں نے دستی سیکے چڑا خبار نکالے۔ ایک
ہندی ایک انجینئری اور ایک ایسی الجی زبان کا جس کا نام
تک بھجو جاں کو نہیں معلوم۔ بھجو جیسے طیری کا بندول نکانا
اوہ ترندھر کھاڑ سے اس کا کاغذ پکھاڑ کر ایک شیری

ماہینہ مصلحہ اسلام جاذبی تھا۔ توں ہمیشہ ساک رہتے تھے۔ اب
بھی اگر ملائیں کا سہارا نہ لیتا توں کہا گیا۔ غمہ مت سے کہ اس
بیل تلٹھے میں کوئی میسرے صاحب نہیں دھرم سکھتے تھے کوئی
بھی یہ اتنا مختصر ساقاً اگر کوئی دشادور انہم روحیں کے تھے جو
کی جرمیں نہ اچکھے گئی ہوتی تو ہمیں سے فقط یا کسی اس
میں سما سکتا تھا۔

لئی خوش بر افضل ہے یہم۔ امداد، بھوڑھی کے کھبڑ
میں گاؤں کی ایک آنکھ حسینہ اور اس کا لکا۔ ادوہ دیکھو
لیکر کی پھنگل پر مل کٹھے۔

الھوں نے یہ ساختہ بھاڑو تھا مگر پھر ہر ہنی اگر
لے جیں پڑی ڈائی چسیں۔

”یہ آپ ہی دیکھیے۔ مجھے کیا معلوم تھا میں کاٹا کا
سفر اسیا ہوتا ہے۔“

”اوہ تو یہم بھی ہمیں مل گاڑی ہیں۔ میراں تھا کہ
لے جائے گی۔“

ایسا بھی کیا راستہ۔ قدم قدم پر گھٹھے اور پھر جھائی۔

”میں لویں زندگی کے لشیب تھاڑیں۔ وہ کسی شاعر نے کہا
ہے ن۔۔۔“

”میں شاعر کو رہنے دیجئے۔ آخر کنار استہ اور باقی ہے؟“

”میں چھ میں۔ ہم ابھی دیمیں آئے ہیں۔“

”اللہ تو ہے۔ اس سے تو پیدل چل لیتے۔ اُخھا اپ زرا
اپے سہاۓ بیٹھیے۔“

بیل گاڑی بھی رہی۔ اُسے بھی کئی مل گاڑیاں درجیں
یا کاروان اور اس کا سفر اگر سنبھال کے پڑے پر دیکھتے تو لکنا اچھا لگتا

میں چارہ بھاڑا کیں اور ملائیں پسند ہیں۔ اُنکی طرح یا میں کریں۔
میں ہم اسے جان ہمارا بہریں سے آسمان تک بھری جوئی

دھوپ کی چاندی لٹھی جیں ہے۔ میں اسے تیرے مالکے کا
ٹیکے اور کاونس کے اوپر بٹے جاؤں گا۔ اس سے بھٹک کر سونے

کی طرح چاندی بھی کسی قانون کی زد میں آئے جیں۔ قلعے سے فانہ
اٹھا چاہیئے۔ وہ بکھرے۔ لے رہا تھا من سلامت۔ دیتے ہے

لے میری آؤں کے جنم پر جراغ۔ اُنھوں کیا ہوتا ہے۔ میری

فراداں لا پرروائی بھی اب صاف جھلک رہی تھی۔ پھر
دیر تک ان میں رنگارنگ باتیں ہوتی رہیں۔ موسم کی باتیں
سیاسیت کی باتیں، سماج، پلیٹ اور آدم کے اچار کی باتیں۔
شاریہ شریہ گفتگو بھارتی وزیروں، گورنروں اور زمیلی افسروں
میں تھیں۔ اب شری دیوار اس کچھ اس طرح کے فرقے فرم
رہے تھے۔

”پڑا نہ صبر ہے صبا۔ جسے دیکھو تو عن بنایوا
ہے۔ دیکھے کا آدمی کام نہیں کر سکے دے گا جب تک اسے
تو بڑی کھڑا ہٹت تو منی ہے۔ بھگے دیکھے نہیں گی
سمت، کبھی کانگریس کے ساتھ۔ اس سینی چیلیں کاٹیں
کہاں جو ماکارے لوگ تھبیر بھگوان کی غلط بخشی نے
تھے۔ سیاہ بکش و کرپن سید۔ جسے ختم بات نہیں کرتے تو
کی کی تربیتیوں کی قابل تبلیغ جعلیں تعلقات کیا اس۔
صلکے کھائے جاؤ کوئی کام وفت پر ہو کے نہیں دیتا۔
چلراہمن سمجھے بھیٹ سے بیٹے۔“

”تم پیار پڑے جھوٹے ہو۔ پکھڑ دی پہلے تو پرت
نہیں کوئی ذائقہ نہیں تھے۔“
دیواراں کا تھوڑا نقش ہو گا۔

”لوہ۔ اور۔۔۔ آب کھے نہیں۔۔۔“

”ہاں ہاں سمجھنا تبسم کانگریسوں ہی کے حصے
میں سارا آگیا ہے۔ اسے میں تم یوگوں کی روگ روگ سے
وافتہ ہوں۔ کرنا دھرننا جو کچھ تھا آزادی سے ہلے کیچکے
اب تو بلا وجہ کی ایٹھے مر دو ہے۔ تھیں ہی ابھی کسی کو سی
بیٹھا دو پھر دھکوڑیں پر قدم نہیں رکھیں۔ جسرا مام
کی کھاڑی کے طھاٹھا کے غراؤ ہے۔“

دیواراں غربت لئیں کچھ مختصر کتارہ ہیں۔ اسے امید

نہیں تھی اور جیسا حلف ایسے مختصر تاثر ہے۔
گفتگو کے اطیش سے ایک اور کمپنی سوار
ہوتے۔ وہ بھی دیواراں ہی کی طرح سیاسی شیم نظر آ رہے
تھے۔ سیاست کوئی مکمل طور پر عالمی نظر نہیں آئی تو اور جڑ
گفتگو کے باوجود ان کوئی خواہ بھاوسی کی تحریت

بہادری۔ اسے بیٹھوں تک ملے جا کر دانہوں سے اس کا سرا
کالا اور پھر خلاصہ اہتمام سے اس کامہ طاوس را چس پر چھٹا چھٹا
کیا۔ میں یہ سب بھی اور جیرت سے دیکھ رہا تھا۔ باختیوں چیزیں
جیسے میری مگروں کے ساتھ تو یہ تکلف برستے بھروسوں کو
دیکھ لے یعنی میری کے ساتھ یہ خداوند سلیک شای جیسی تھیں
کی پاس باری میں تھا۔

ٹھیک چکار سے ایکٹے مسافر سوار ہوتے۔ خانی بہاس۔
ٹوپی قامت۔ ہماری بھر کم اور جسمہ۔ کافی ساروں مان
کے ساتھ ایک لڑکی بھی ان کے ساتھ تھی۔ شرسی اور قدامت
زدہ۔ قدامت زدہ یوں کہ نہ اس کے بازو دریاں تھے ترکیجا
چاک تھا۔ زاب اس تری ایسا چست تھا کہ تھی دلوں کے بھروسوں
میں چوتھیاں بیٹھاتے۔ رخسار غاز سے نہ ہوتے بھروسے
اور آنکھیں ڈھڑکتیں سے ہوتے۔

”بیٹی تم ادھر پہنچ جاؤ۔“

لڑکی مان کے قریب جائی گئی۔ وہ خود ریانی بیٹ
پر جم گئے۔ پکھڑ دی بعد ان میں اور کانگریسی چھاشیہ میں کسی
گفتگو کا آغاز ہوا۔ اسے دیکھ ہزار کوئے تھے اور
ہاشمی تھے دیواراں۔ امرستھی کی سوت شرکا میت ہو گئی، میں
اس وقت جب ان کے ریثائی ہونے کا وقت قریب آپنا
تھا۔ کوئی نہیں نہ ان کا تباول کر دیا ہے۔ وہ جیا۔

”بڑی کاشش کی صاحب“ وہ گنجی آواز میں یوں اس
سے کہنے لگے۔ مگر تباول نہیں رکا۔ ہمارا سر بادشاہ بنا ہو رہے۔
”کاش پچھوپلے آپسے دسم دراہ ہو جاتی تو یہ دوں میں
کام چکیوں میں ہو جاتا۔“ دیواراں نے ہمدرادا نہ کہا۔ ”میں
وزارت داخلہ کے کسی بھی اخیر کی فون کر دیتا بالکہ براہ راست
چاہرہ لال ہی کو کہدیتا۔“ کیا بمال تھی کہ تباول نہ ہو کے۔

امرستھی نے اخیں گھوڑا پھر ترک کر لے۔
”کچھ پردا نہیں۔ بھجو کہاں بیٹھتے ہو۔ سات سمندر
پار بھی بیجوگ تو میں اپنی بھی سیاست دیں گھر جاؤں گا۔“
کمال ہیروں۔ تباول کے خلاف جتنی سندیدہ رازی
ایک لمبی پہلے جیلو صاحب کے لہجے میں باقی جا رہی تھی۔

جانے بھی دیجئے جیل صاحب۔ یہ پر شنیدہ نہ
جاں پر شاد کے بھائی ہیں۔“

”سیکٹوں دیکھ ہی پر ڈنٹ۔ ہم تو دیوبون وزیر
پناڑا لے۔ ہمارا دیا ہوا اسرٹیفکٹ نہ ہونا تو اتنے ہی وزیر آج
گھانس کھو دے پھرتے۔“

”سرٹیفکٹ...“

”ہار، ہاں اور کیا۔ جیل جانے سے ٹھکرنا بیت
اور کیا ہو گی مگر اس قابلیت کی مند ہمارا اسرٹیفکٹ ہی تو
ہوتا ہے۔“

اوپر والے جملے بھی سکرائے۔ بھی اس لئے کہہ رہا
ہوں کہ مسکرانے کی بجائے ان کے تصور اطراف کے تھے، لیکن
یقین کر لیں کہ بعد کہ کوئی ختم کا حصہ جیل گردن توڑ کر باخت
میں دیکھے گا انہوں نے تھیار ڈال دیتے تھے۔

”آپ تو ڈیڈی اور میں کو بھی جیل کا اور ڈیکھ دیتے ہیں۔“
لڑکی نے برا سامنہ بن کر کہا۔ بھی کوئی لڑپا انویسی بُری بات
ہو گی۔“

”بہت دیکھ ہیں لڑپا دا۔ اے بھی یہ گاہی کیپ
دلے کہیں لٹھنے کا بوتا رکھتے ہیں۔ یہ تو فقط باتیں بنلتے ہیں۔
لکھ دیتے ہیں۔ پس بٹورتے ہیں۔“

”معاف کیجئے گا۔“ دیوداس نے ڈستے ڈستے کہا۔

”آپ کو مارے دیش کی تو ہیں نہیں کرنی چاہیے۔“

”سارا دیش سدا ماغ بھی درست ہے۔“ امر سنگھ اٹ
پڑے۔ تم لوگ بھی یار ٹرے ٹھیٹ ہو۔ اے مارا دیش اگر
کانگریس کے ساتھ ہوتا تو یہ آئے دن کا نگرسی کنشٹ ٹریٹ کو
ہار کیوں ہوتی۔ ہوش کی دو اکرو۔ یہی حال تم لوگوں کی خوش ہی
کارہاؤں لگلے دوسروے ایکشن ہیں چوت پڑے نظر آؤ۔“

”چھ بھی صاحب کا نگریں کا نگریں ہے۔“

”کی بات ہوتی۔“ امر سنگھ نے دیوداس کو گھوڑا۔

”ہم کب کہتے ہیں کہ کانگریس کا نگریں نہیں رنجیت فلم
کہنے ہے۔ اسے تم ہم ہم ہم ہیں۔“

”معاف کر دیجئے جیل صاحب۔ یہ لوگ بچتے ہیں۔“

ضد رجھلک رہی بھی جو کھڑر پوشنی کا معروف لازم ہے
اور جس کی بالائی سطح بھی کی کی یادداشتی ہے۔

لوہر کی برخچر کہنی کے مل یاد کر انہوں نے سکریٹ
نوشی شروع کر دی۔ امر سنگھ کو ان کا اور برخٹھنا ہی خاصا
گران گزر اخراج حس شان کے ساتھ وہ سکریٹ کے کش
لے رہے تھے وہ فامر سنگھ جیسے ہے جہاڑوں کے لئے چیخ
تھے کم نہیں تھا۔ امر سنگھ کی دھاڑ نے دعتا ڈبہ کو بخ اٹھا۔
”تم ایک تو بد تہذیبوں کی طرح سر بر جڑھنے پھر
اکٹھا کٹھ کے سکریٹ پی رہے ہو۔ چینکو سکریٹ۔“

شہزادے کے چھرے پر تحریر، جوں اور کھیٹ
کی علی چل ار آئی۔ وہ سید جعہ پر یتھے اور جھٹکی بج کر
سکریٹ کا گل جھاڑتے ہوئے منتظر ادازیں یوں ہے۔

”آپ۔۔۔ ب طے عالم آدمی معلوم ہوتے
ہیں۔ جانتے ہیں میں کون ہوں؟“

”تم ملہ دکھوڑے سکے جما بھی ہو تو جھٹے پردا نہیں۔
چینکو سکریٹ درندے۔۔۔“

”وہ تیکا؟ جہاش طبڑا شے۔
کیا۔۔۔ بتاؤں کیا؟“

”دقعاً امر سنگھ کھڑے چکنے اور سکریٹ جہاش کے لئے
سچھین کر کھڑکی سے باہر چھینکا۔“

”اب اگر نے سکریٹ سلاگائی تو تمہیں بھی کھڑکی سے
باہر چھینکا دوں گا۔“

ہماشہ خستے اور بے بی کے ستم پر دم بخود سے ہرستے
تھے۔ چھڑ کشیدہ ناٹھے پر جھول، آنکھیں بھٹکی بھٹکی ہاں سچ
”ڈیڈی جانے بھی دیجئے۔“ لڑکی شکایت تہیز لے جے
ہیں بولی۔

”بکھرت“ امر سنگھ ہاڑے۔ ”یہ دو کھڑی کے
لوبڑے گاہی کیپ لگا کر جلنے اپنے آپ کر کیا سمجھے
گئے ہیں۔“

”دیوداس پر بھی خوف طاری تھا۔ وہ ملتوی اسے
ہیں بولا۔“

زندگی لذادار ہی ہے۔ وہ بھی اب اتنی ہی بڑی ہو رہی یا شاید بچھ جھوٹی ہو۔

ذخیراً تصویر کے پردے پر تاریکی چھائی۔ بیل گاؤں کا پیر کسی گورنمنٹ میں جا پڑا تھا جس کے نتیجے میں ہم زندگی کے سفر پر نکل گئے۔

خداحصار کے سفر تماں ہوا۔ مہرلی مقصود گاؤں کی ایک خوبی تھی جہاں شادی کے سلسلے میں خاصی روانی آئی ہوئی تھی۔ اب بینے تھی کیتھی کی بات۔ اگر روز بیخ میں اپنے لئے

کیوں جی ملائی جی صاحب آپ بھی جلیں گے جائز تشریف

کو؟ ”کیسی زیارت؟“ میں نے ان کا سخنہ سننا۔

”اجو ہی گونگ عرب کا جلسہ ہے۔“

”گونگ عرب!“ میں چکرا بایکس کی ترکیب تھی۔ یادداشت کی سطح پر کئی ہموزن الفاظ ابھرتے۔ علی میں چاہ دفن۔ رشک ہوتا۔ لیکن گونگ کس جڑ پایا کا نام ہے۔ عرب کے ساتھ اسکا کیا جڑ۔ فارسی ترکیب چمغی دارہ؟

”ہاں جی“ سمجھ بولے ”آپنے تو سن یہ یا ہو گا ہماری طرف گونگ عرب اُترے ہوئے ہیں۔“

پھر وہی گونگ عرب!

ان کے معصوم چہرے پر نظریں گاڑے میں جلدی جلدی اپنی کھوپڑی کی سختوں میں روپا رہا۔ آخر کار ٹری تک د دو کے بعد ری راز ٹھلا کرو یا نے عنی بول رہے تھے۔ یعنی گونگ عرب علی میں کی طرح مرکب اضافی نہیں تھا بلکہ ترکب تو یعنی تھا۔ یہ گونگ عرب!

”یہ گونگ عرب کون ذات تشریف ہیں؟“ ستر پوچھا ”پتہ نہیں مولوی جی۔ سنبھے بہت پچھے ہوئے ہوڑل ہیں۔ ہمیں بھرستے اپنے علاقے میں اُترے ہوئے ہیں۔ آج پاس دلتے گاؤں میں ان کا جلسہ ہے۔“

”خوب۔ تو چلے ہم بھی زیارت کرس گے۔“ ددسرے گاؤں تک پہنچیں سفر بیل گاؤں کے ساتھ

میں نے بھلی بار دخل دیا۔ انہوں نے فرخ پھیر کر تجھے بھی ٹھوڑا پھر ترکی کر بولے۔ امرے مولی صاحب ہم کی اعماق کر دیں انہیں تو بھگوان بھی معصوبیت تھی۔ اسے دیکھ کر کافی تھیں ہیں۔ انہوں نے تو کانگریس کا بھیس پہلی بیان ہے اور اسے دیکھو تو دس طرح کا کاٹھ کباڑے کا ملک کانگریس والانگریس کیسی نہیں ہیں تھے گی۔“

”دہ داہ۔ کیا بات کہدی ہے؟“ میں نے داد دی وہ بُر اسامتھی ناکر لے رہے۔

”آپ بھی کانگریسی معلوم ہوئے ہیں۔“

میرا ہاتھے احتیاط سرکی طرف لیا وہاں رام بیدری ٹوپی تھی۔ لیکن بھی ٹھوڑے کے اہمیت تھے۔ پھر رہا لڑا کیسا ہے ”بالکل نہیں جیسا لڑا۔“ میں تو کانگریس کے پڑوس میں بھی نہیں پہنچتا۔

”کاہیں کا پڑوس۔ اب کانگریسی کی جماعت کا نام نہیں ہے مولی صاحب! دہ تو ایک خاص ذہنیت بن کر رہ گئی ہے۔ میں نے بہت سے غیر کانگریسی بھی پہنچ کانگریس دیکھے ہیں۔“

”پکے کانگریسی؟“

”یعنی اصلی کانگریسی نہیں ہے۔ اور ہر سے پکے اندرے پکے۔ یعنی کہاں کہاں کہاں بناؤ، دولت ہڈڑو وغیرہ وغیرہ۔“

”میں نے دل ہی دل میں دہرا لیا۔“ اور ہر سے پکے اندر سے کچھ۔ یعنی چہ؟“

لڑکی اور ملائی میں کیا باتیں ہوتی رہیں اس پر بیری تو ہم نہیں تھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انہوں نے کافی باتیں کی ہیں اور ایک دوسرے سے تکلفی کی مدد کے ملک ماؤس پہنچی ہیں۔ اُنکی کام ادا شاکر ہے۔ جھوٹی بھائی مگر نہیں۔ جو کچھ لڑکا لکھا تھا اسی پر لڑکا لکھا تھا۔ سخت گیر اور قدر امت پسندیا اپنے اسکوں کا رخ نہیں کیا۔ وہا خاشاک اسی ملنے اس کے دلکش چہرے پر چاند کی کرنوں جیسی پاکستانی تھی معصوبیت تھی۔ اسے دیکھ کر مجھے اپنی وہ بھی یاد آئی پڑھیکڑیں کوں دُور انجی دادی کے ساتھ

عرب ہمان ایک تجھیس سے اس علاقتے میں آئے ہوئے ہیں۔ یہ سب کی خوش قسمتی ہے کہ اور مدینے مسلمان سے ایک اتنے طرفے بزرگ نہ ہم بلوگوں کو زیارت کے فیض سے لدازا۔ اللہ اللہ۔ کیسے پنجھے ہوتے اولینا ہیں۔ کاش ان کے زبان ہوتی تو آپ دیکھتے کہ کتنا عمرہ حافظ، قاری اور عالم ہیں مگر قدرت کوئی منظور نہ کاہ یہ ہے زبان رہیں۔

خبر یہ کہ ان کھوں کرسن یعنی۔ مسلمان سے اس جوستی ہے مولد مشریقہ ہاں نمازیوں کو بڑی پریشانی ہی کیونکہ کوئی مسجد نہیں ہے۔ ہمارے ان حضرت نے مسجد بنانے کا پڑا اٹھایا اور عرب کی علمیت کو درخواست دی دیا۔ سے دس ہزار روپیے مسجد کے لئے مگر مسجد کا خرچ کا تجھید مشریقہ کا تھا۔ پس ہمارے حضرت سر پر کافی باندھ کا کھڑتے نکلا اور ملک پندرا و سیستان آئے کیونکہ یہاں کے مسلمان بہت کمی اور نیک مشورہ ہیں۔ بخارے شہر شہر چڑھتے پھر چہیں مگر ۲۰ نہیں اس لئے ہم لوگوں نے اپنا کام دھماج چھوڑ کر انکا ساتھ دیا اضطروری خیال کیا تاکہ عرب والی مسجد بن جائے اور ہم سب کو توابع حاصل ہو۔ امّیں میں ہزار رمح ہوئے ہیں۔ خوب سمجھ لیجئے جو بھی ادمی مسی نبوانے میں حصہ لے گا اسکے لئے جنت میں ایک بہت بڑی حوصلی بھائی جائے گی۔ وہاں دو ہردوں کے ساتھ پہنچتے ہیش رہے گا۔

ان کے بعد شہزادت علی کھڑے ہوتے اور کافی لمبی تفریر جھاڑی جس کا جعلی یہ تھا کہ مسی کی تحریر میں چندہ دینا قوی یہی دھی داجبی ہے مگر جب مسلمان کے مدینے مشریق کے پڑوس کا ہیوں دل کھوں کر چندہ نہ دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ناس کی بیوی بیوی رہتی ہے۔ نسبت پچھے مانے جاتے ہیں۔ یعنی جس مسلمان نے چندہ نہ دیا اس کے مال جایا اور دغیرہ مت کے بعد اس کے بچوں کو نہیں ملیں گے بلکہ اس شخص کے بچوں کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جس نے سڑ رہ پئے سے اور پر چندہ دیا ہے۔

دہماںیوں کی آنکھیں بھٹی کی بھٹی رہ گئیں۔ ایک ٹھبرا کے بولا۔ "یو ایسا ہے مولیٰ دھڑا کے دارا"

سے ہر حال پہنچتا ہوا۔ یہ کہ ایک بڑے سے درخت کے پیچے نگی زینہ ہی کے ہوتا تھا۔ اس تھجے کے طور پر ایک تختہ الدیا گیا تھا۔ سامعین کچھ اچھے تھے کچھ اسے تھے۔ لٹھائی ہوتی لاٹھیوں کی گرد سی رکشی عجیب ہے اسرار فضایاں اکری ہی پھر دیر بعد پاس کے رکان سے کھو لوگ نکلے۔ ایک صاحب لاٹھیں ہاتھیں لٹھاتے راستہ دکھانے کے لئے آئے بڑھے۔

"آئیے جو لوگی جی تیخ میدا جلدی سے بسلے" وہ گونجے عرب صاحب آئے رہا تو گریں۔

میں نے آئے: الو یہ نگاہ خود را میں تو کامیز سر کے پیچوں تیخ ہنڈا سا جل گیا۔ یہ تو ہی دارت علی اور شہزاد علی تھے رہوان آباد کے اٹھن و الی یہم خان پاری طے کی پھر اور ڈائرنگ۔ وہ دنور، ایک عزیز بھتی کوئی میں نے آئے بڑھ رہے تھے۔ یہ سبی ظاہر ہے کوئے عرب کے نواؤں ہر سکنی تھی سلبا قد مُرخ سفید چڑھو۔ طویں داڑھی۔ سریر عاصم۔ پسٹ لیوں تک چوغا۔ میں پی بھر کئے تو دھو کا کھا گیا۔ مگر جب دہ قریب آئے تو صنوئی، داڑھی کے تھے خود رفین کا چہرہ یہاں پیٹا کم سے کم بھرے تو منکل نہیں تھا۔ تو پر تھے گونگے عرب ا

میں آئے بڑھ کے عرض کچھ بھی ہی بڑھ لیا تاکہ ان کی نظر مچھرہ نہ بڑھ سکے۔ تھجھ دیکھ کر ان کے دس درست نہیں رہ سکتے تھے۔ یعنی تھا کہ جھاٹ ہی پڑتے اور جھے کا تخت تاپنے عزیز ہمان کے فریق میں آہیں بھرتا رہ جاتا۔

تخت پر گئے عرب صاحب کو دھان کی طرح بھایا گیا۔ دایسیں یا میں ان کے ساتھی بیٹھے۔ مصا غور کا سالہ بر جاری تھا اور گونئے عرب کے کھڑے سے نوکی پھواریں چھوٹ رہی تھیں۔ دہماںیوں کے چہرے عقیدت کی افراط سے بہر کا ہی زنگ اختیار کر گئے تھے۔

آخر کار درست علی سے کھڑے ہو کر قرق نہ شروع کی۔ "بھائیو اور بزرگو! آپ کو معلم سچے کہاں میں عزیز نہ تھیں نے لئے تھے علی خاص نمبر ۶۳۔

ہم چاروں نخنوں کے گھر کی طرف جلدی ہی۔ گردشواری یہ
خواہ کہ سچھ مہستا بھی ہمارے ساتھ نہ ہے؛ ران کے سامنے
بیشم خانہ پاری ٹکاراڑ فاسن کر دینا خطرے سے خالی نہ خدا۔
ہر سلنا تھا گاؤں، اے عرب این لپکی کو راڑ کے سچھ
گز نگاہیں۔

میں سوچ رہا تھا کتنا بہت ساروں سے انھیں مے
آس پاس سے پڑرا ہیگا۔ زہ سب ان کے پیٹ سے نہ
نکلا تو کچھ بھی نہ پڑا۔

”دیکھتے تھا دلت علی صاحب“ میں نے کہا ”میں
ابھی نصف تھنٹے میں ادھر آتا ہوں آپ انتظار کریں۔“
پھر سچھ میدا کو لیکر میں وہاں سے ہر ط آیا۔ سچھ میں
ہمیں آرہا تھا کہ انھیں کہاں دھکا دوں۔ اسی ادھر طریقے
میں پتہ رہ منٹ گز لے اور ہم گاؤں کے یہم تاریک
رواستوں میں بوہی دھکے کھاتے رہے۔ ۱۹۵۱ میں آدھر
گردی سے اچھے ذمہ دار ہوئے تھے مگر مارے رعب کے پال
پہنچے مارے اغراق کے پول کچھ نہیں رہے تھے۔ آخر کار کہنے تھے
”بوہی جی آپ کیمیں تو ہم منٹ کیتے ہم جلف
سے مل آئیں۔ آپ جب تک عرب صاحب کا پاس چھیں۔“

”ٹھیک ہے“ میں نے دل میں الہیت کی۔ چران کے
دھنست پوتے ہی چھلاؤے کی رفتار سے ہر سچھ میں طرف چلا۔
مگر آئے کہ گز ہے ایک قاظم شاعر۔
جیسا ہے سانپ نکل اب لکھ رہا تھا
دان جھٹھی ہل رہی تھی۔ عرب کمپنی کا سایہ تک ہاتھ
آئ کا۔

”وہ صاحب کھیا جی کی گیں تم رفیع لے لے گئے ہیں۔“ ایک
جو اور نہ بتایا۔ کھیا جی کا گھر کہاں ہو گا کہ پوچھا کریں گرتا۔ کھلی
بات تھی کہ وہ منڈا ہو چکے ہیں۔

اب کیا کرو۔
کہی تا نیتے ذہنی شکش میں دامت پیتا رہا۔ ایک بار
زیارت ہی ہیں لی۔ وہ سچھ تو میں خدا کی فوج دار ہمیر تھا، بھاگ
کے تو بھاگ جنے لے دیمرے باپ کا کیا بگار کے لئے گھر کھوپری

درصل شہادت علی کی آڑ بڑی بھاری اور گوئی بھی تھی
۔ دوسرا بیت سماں تھی سے بولا۔
”یار چانے اپنی جھوڑ انس ایکی بیسی روپے جگات کے
جڑو ٹھکے ہیں کہے تو دیدوں چندے میں ۹۔“

”دیسے بیتے ہمیں تو جو روپے جھے بنے جوں
میں ھکات ہو جائیں گے۔“
”مگر یار دہ بھاگن میں جو ہم لوی آفت علی۔۔۔ بچھے
الیسا ہی ساتا م تھا۔۔۔“

”سرایت علی“ دوسرا نے نقطہ نظر تھا جو کی
”یاں وہ کہہ گیا کھا کے جگاتہ ہمیں دیکھو ہمیں تو
پھتوںی لک جائے گا۔ اسی کے لئے جرواۓ بیعت
کے دھکی ہے اب یوں اس کی ماں یا اختری سا ب کی ہے
”عین سا ب کا مکا بلکہ کون سالا کو سکے ہے صرفیت
علی تو مجھے استاذ علم دے سے ہے۔“

قریب تھا کہ جنے کی باوش نزدیع ہو جائے میں
ایسی جگہ ٹھوڑا ہو کر بلند آڈاڑ سے پڑا۔

”لے ہو لوی صاحب! بندہ لقام المشرقاں بھی
پھوڑ عرض کرنا چاہتا ہے۔ احانت ہو تو کہے۔“
”ہے یعنی جو نہ کے۔ یہ نام اور یہ آڈاٹی جلدی
بھیں ٹھیک ہے ہمیں تھے۔“

”وادرت علی کی کیکسی تی سی آڈاٹ بلند ہر ڈا۔“
”سلاما یکم بقائی صاحب سزا جو تو شہ ہیں۔
ہر بان بندہ پرور نصف لی و نصف لکھ عذتا
و چھ جا ہلوں۔“

”ہم شاہ صاحب۔ آپ اعلان کیجئے چندہ اس
وقت نہیں صحیح کیا جاتے گا۔— ہم رات میں بالی معلقا
ٹکر لیں گے۔“

”ٹھکا ہے ٹھکا ہے۔ بھاٹیو بزرگ۔ چندہ صبح کو
دیکھے گا۔ اکر رسالہ غیر و بیت میں ہمیں آسانی ہو۔۔۔ ہم
بحدار نخوکے طبری میں ٹکر رہے ہیں۔“
”پھر جمع ادھر تیکا نہیں۔۔۔“

اصح الرسم سرکاری درعہ عالم مسلمی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر
لاجاپ کتاب۔ محققانہ مگر صحیبہ مسنون
و قع اور بیش بہا۔ سیرت کی کتابوں میں اس کتاب کو اپنا
جاپ آپ مانا گیا ہے۔ فرمت مجلد دش روپے۔

کے پیدائشی غسل کا کوئی علاج نہیں۔ دہان سے کوئی پکارا۔
ڈوب رو لہا۔ باشنی تھیں اُ تو بناتے۔ لہا لہا۔۔۔ لہا لہا۔۔۔
”نہیں“ میں اندر ہی اندر جیسا ”میں پاہال سے بھی انہیں
کھو دنکالوں گا۔“

لمازندہ صحت باتی

دو خاص نمبر

تعالیٰ کا خلافت نمبر ایک روپے
چراغ راہ کا سالانہ ۱۹۷۴ء ڈیڑھ روپے
فناوی دارالعلوم بند امولانامفتی عرب الرحمن اوہرنا
”فناوی دارالعلوم دیوبن“ کے نام سے بارا چھپا ہے، لیکن
اس کی ترتیب و تہویر اور کتابت و طباعت ناقص ہی ہے
اب ایک نیا ایڈیشن عدہ ترتیب و تہویر اور کتابت و
طباعت کے معیاری انتظام کے ساتھ چھاپا گیا ہے رواں
خواص سریک لئے چھپ کی چیز ہے آٹھ حصوں کا یہ فتح
محیود ہزاروں فناوی پرستیل ہے جو ہماری روزمرہ کی زندگی
میں قدم قدم پر کام آنے والے ہیں۔ ململ قیمت ۲۱ روپے
اگر مجلد چار جاں گے تو ہر درج حصہ کی ایک جلد۔ یعنی
آٹھ حصوں کی چار جلدیں پانچ روپے میں تیار ہوں گی۔
گویا جلد کی قیمت ۲۲ روپے ہو جائے گی۔ جلد دو روپے
ریل طلب کیا جائے تو اخراجات میں کلفایت رہے گی۔
قرآن کیا سلکھاتا ہے؟ اورس۔ جلد ایک روپے ۵، پیسے
مسلمان عورت کی زندگی کے تقریباً

عورت اور اسلام سارے ہی گوشوں کے بارے میں
اسلوب احکام۔ شادی۔ طلاق۔ نان نفقة۔ رضاخت۔ عقیق
اور گوناگون مسائل کے معتبر جوابات۔ مجلد دو روپے ۱۲ پیسے
فائدات جیلیوروساکر ایک عترت انگریز کتاب۔
قیمت دو روپے

مکتبہ مکتبہ - دیوبند (یونیورسٹی)

خاص مسلمین اشاہ عبدالعزیز حضرت دیوبنی کے
لوٹے شاہ محمد اسحق حنفی مشہور کتاب
”مسائل اربعین“ کا اور دو ترجمہ۔ چالیس مرد جلد عتوں کا
روشنیز کتب فرقہ کے والوں سے۔ مجلد دو روپے۔

سوائی خواجه عین الدین حضرت مجوب العارفین حضرت
خواجہ عین الدین حنفی اخواجہ عین الدین حنفی
کی اثر انگریز سوانح حات۔ جواہیر کی خاک میں استراحت
فرار ہے ہیں۔ سارے ہی چار روپے۔

الویله جن میں نہایت شرح و مبسط کے ساتھ بتا گیا ہے
کہ قرآن میں وابستگی الائیہ الویله کہ کریم اللہ نے جو سید
کی طرف توجہ دلتی ہے وہ آخر کیا ہے؟ مجلد نو روپے۔

زندگی کے ساتھ دیر مولانا سید
حنذ لا جواب سائل حامل علم کے علم و تم محتاج تعارف
ہیں۔ آئندے وقت کے تقاضوں کے ہیں مطابق مفید ترین
 مضامین کا ایک مسلسل شرع کیلئے جو چھوٹے چھوٹے رسالوں
کی سلسلہ میں جھپتا رہا ہے تاکہ غریب سے غریب آدمی ہی فائدہ
اٹھاسکے۔ اب تک درج ذیل کتاب پر چھپ کر آچکے ہیں۔
خوبی یہ ہے کہ گھر بے علمی و عقلی موضوعات کو مصنفوں کے شمشتے
و پاکیزہ قلمبندی مان ہم اور دل نشیں بنادیا ہے۔

(۱) خدا کا انکار لوگوں کی قیمت ۳۲ پیسے (۲) کیا خدا کی
ضرورت نہیں ۶۳۲ پیسے (۳) مخدومین کے شہادت ۳۲ پیسے
(۴) خدا پرستی مخدومین کی نظریں ۳۲ پیسے (۵) ہندوستان کا
دفاع اسلام اور فن حرب کی رہنمائی ۳۵ پیسے۔

”تمیں معولی مگر مضامین بیش بہا۔“
”سچی ہاتھیں ازموں شاعر الماحمد دریا بادی۔ تمیں روپے ۷۸ پیسے۔“

خطا اور جواب

ہماری عادت ہنس کر تجھی میں ان خطوط کو شائع کیا اکریں جو بحث و تحسین میں آتے رہتے ہیں۔ لیکن آج ایک ایسا خط شائع کیا ہی جا رہا ہے جس میں توصیف کا کچھ حصہ بایا جاتا ہے۔ مقصود اس تھے کہ اشاعت ہنس بلکہ ان سوالات کا جواب دیتا ہے جو اس خط کا نشانے سے تحریر ہیں لیکن اس تھے کہ جز دا اس لمحہ ہنس کیا کہ توہین نعمت کا بھی شرع میں، ایک مقام ہے۔ اللہ کا کتنا بڑا فضل و انعام ہے کہ مکتب نگار کی طرح اور بھی ہزاروں اللہ کے بنے ایسے ہیں جن کے لئے تجھی کا سلطان فزار اور بیان صدقی ضروریات زندگی کی فہرست میں شامل ہو کر دی گیا ہے۔ **ذلک فضل اللہ یومیہ من یشاعر۔**
مکتب کے خاتمے پر علی الترتیب جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

عامر عثمانی

اور جس قابلیت مستقل مراجی سے قرآن و سنت کی روشنی میں دہا اس سخن کے کو چلا رہے ہیں کچھ ایھیں کا حصہ ہے۔ ان کی جماعت کے اغراض و مقاصد صرف ایک ہی جملے کے کمرد اگر دھومنے ہیں اور وہ یہ کہ اسلام زندگی کے سروکوش پر عادی ہو (جو کوئی نئی بات ہنس حضیقت ہی بھی اسی ہے اور اسی کا نام مکمل اسلام ہے) اس میں کچھ معنی حکایات اور بھی ہیں جو لوگ تاب ہنسیں لا سکتے وہ اپنی مکر و ری کا اقرار کرنے پڑتے مشرماتے ہیں۔ ہزار ان کے خلاف مجاز قسم کر رکھا ہے۔ یہیں کہتا ہوں آج اس بیویں صدی کا دوسرا نصف حصہ جو، افراد و تقریط۔ غلفشار اور غلبہ ہیں۔ کے انتشار میں گذرا رہا ہے اور ہزار اسے اسلام کے خلاف صفحیں لا کھڑتی ہیں مولانا موصوف بڑی پا مردی سے مقابله کر رہے ہیں۔ ہیں خود کرتا چاہتے کہ اللہ تبارک فی تعالیٰ نے مولانا جیسا جواہر اور صاحب نکر انہاں ہیں عطا کر کھا ہے جس کا ہر سالہ ہماری جانوں سے زیادہ قوتی ہے۔ اللہ آپ کو اور ان کو استقامۃ عطا فرمائے۔ آمین۔

مختصر مولانا عامر عثمانی حسب رایہ طیر ماہنامہ
تجھی دیوبند) اسلام علیکم و حسن اللہ و برکاتہ
تیرہ سال سے ترجمان القرآن اور دو سال سے
تجھی کا مطالعہ میری زندگی کا جزو ہے۔ ان دونوں مطالعہ
کو ہیں نے زندگی کے اسی خاذ میں رکھا ہے جس میں رہائش،
غذا اور لباس۔ جسم کی سلامتی کے لئے ہیں تو وہ روح کی
پاکیزگی کے لئے۔ اگر روح کی پاکیزگی کا التزم نہیں تو جسم جائز
بھی رکھتے ہیں۔ ان دونوں درساں سے تعلق میری تاثرات
کیا ہیں، یہ بیان کرنے کے لئے میرے باس الفاظ ہیں۔
ہاں! اس کی شرح میری سطور بالا کر سکتی ہیں۔ البتہ اتنا
مجھنا ہیں کہ تجھی اپنے ہم کی خواجہ رکھے ہمیں سے میظنان
کے سینے چاک کرنا اور عادل نہ تقدیر طمع احتیاز ہے میں دشیع
اور ریکاب جملوں کے درمیان مشترک و بدعت کا رد تجھی کا
نصب العین ہے۔ رہا ترجمان القرآن دوسرے معنوں میں
”جماعت اسلامی“ یا پھر ہوں کہیجے کہ محترم مولانا ابوالاصلی
میبدوری نے اسلام کی خدمت جس طرح اپنے اور پر لازم کریں

معاف کیجئے تحریر کی طوالت ترینہ کا مقصد فرمائے
شے رہی ہے دوسری طرف آپ کا قبیلی وقت خاتم ہو رہا ہے
عرضداشت کا مقصد چنانچہ دوسرکرتا ہے جو مندرجہ میں ہے۔
۱۔ اُج کل غواس میں ہے کو وضع محل شن اسٹان میں جائز
عیسائی نبیوں کے باخہ سے کرایا جائے۔ پلے ایک لکھ دست
تحاگر اب بچے کی حصہ بھی یعنی عیسائی لیڈی ڈاکٹر کرتی ہیں اور
ان میں وہ لاگ بھی شامل ہیں جن کے سر بر عمار، کانٹھے پر
عربی رسول، جسم پر طفیل سے نیچا کرتے، مانگوں میں شرعی پاجامہ
اونذبان پر قال اللہ و قال الرسول۔ کیا عورت وہ بھی عیسائی ہوتی
کے باخہ سے ختنہ جائے؟

۲۔ ایک جھوکو بازار میں اتحادی در ہوئی کتریب کی مسجد میں
جماعت کھڑی ہونے کی تیاریاں دکھائی دیں۔ پکا مسجد میں داخل
ہوا وضو کیا اور دوچار صحن پر تراہو اندر بخنا نماز شروع ہوئی
جب اطمینان سے سانس آیا تو معلوم ہوا اُنہیں کہا ہوں نمانہ
سے باہر آئے کا سوال یعنی پیدا نہیں ہوتا۔ اب میں نمازیں کم،
الحمدیں میں زیادہ بدلنا ہو گیا۔ رفع بدریں کروں پاڑ کروں۔ بچے
اسی حالت میں ایک بات یاد آئی۔ میں جب بگال میں تھا تو
میرے ایک غیر مقلد دوست جو زندگی سے محاجی اور حالم
بھی سا اور سیر کے نام سے مشہور تھے ایک جسد کو شہر میں آئے میں
اور انہوں نے ایک ہی مسجد میں نماز ادا کی اور انہوں نے
رفع بدریں نہیں کیا اسے میں باہر کی ہی مسجد کے باہر جب آئے تو
میں نے عرض کیا تباہ مسالک کے خلاف کیوں ہوا؟ فرانس لے،
میں نے حقیقی امام سے (قدیمت بھلدار امام کا ہم کیا اور
بھایا۔ لہذا میری پوری نماز اسی ادھیریں میں لگر گئی۔ کسی
رفع بدری اور کسی ساکن۔ اب آپ اس سے پروردشی ڈالنے
اگر ایسا الفاق ہو تو کیا کیا جائے؟

۳۔ یہاں ایک صاحب میں جنہوں نے بچہ نہیں کے ذریعہ
ایک بچہ سے دستی کر لی ہے۔ مغرب با عناء کے بعد وہ جن کو
بلائے میں لوگ اُن سے سوالات کرتے ہیں اور وہ اس کا جواب
دیتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ دین کی باتیں علم کرو۔ پہلی ہفتہ
اور اواری نام کو ہوتا ہے۔ ہفتہ عورتوں کے لئے اور اواری دوپہر

کے لئے مخصوص ہے۔ قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے وہ درود اور بچہ
و ظائف پڑھتے ہیں اور حاضرین سے بھجو درود پڑھتے کہ کہتے ہیں
پھر اکھیں بچھل ہو کر بن ہو جاتی ہیں آوازیں نایاں فرق
ہو جاتا ہے۔ ہر سال کے سوال پر پہلے پڑھتے ہیں نماز پڑھتے
ہو الگ نہیں تو بچھا نماز کی پڑھتے کہ پڑھتے کو
بتاتے ہیں۔ وہ لوگوں کے ہزاد کو بھی بلادیتے ہیں۔ دریافت
کرنے پر زور دراز مقام پر کون کیا کر رہا ہے اور کس حال میں
ہے پر بھی بتاتے ہیں۔ مددوں کی روحوں کو بھی بلادیتے ہیں۔
یہاں تک کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی روح کو بھی
ٹالیا۔ پیشکر نہیں اول کا نسب اٹھا۔ پھر اور ایک طریقہ ہے۔
ان کا دعویٰ ہے کہ کسی بھی زبان کے حروف لکھ کر ان کے سامنے
رکھ دیجئے اور سوال پیچے وہ اس کا جواب اس طرح دیں گے کہ
ان کی شہادت کی انگلی مدد جلد حروف پر جائے گی آپ حروف
جمع کر کے مطلب حل کر لیجئے۔ فرض کیجئے نہ اس میں جواب ہے تو
انگلی بالترتیب آ، آلف اور ن پر جائے گی۔ اب جو صاحب
آئے ہیں (یعنی جن) ان کا حال سنتے۔ ان کا اسم گرامی راجح ملتا
ہے اور ان کی عمر ساڑھے یا تین ہزار سال ہے۔ اب ان عارف
صاحب سے متعلق سنتے۔ ان صاحب کوئی ذاتی طور پر جانتا
ہوں اور بہت قریب سے حانتا ہوں۔

— اور اتنا جانتا ہوں کہ شخصیت شخص کرنے میں کوئی شر
کی تھی اُنہیں۔ بہت بارہت۔ صاحب افلاط۔ المتن
محیر۔ دوسروں کے دلکھ درد میں بے بوث بے نام و نہود کام
آئے والے۔ عزیزیوں میں صلدری کے بھیجے جائے تھے۔
صوم و صلوٰۃ کے سختی سے پابند شروع۔ کی یہ ہے کہ اُردو انگریزی
کے سوا بچھیں جلتے۔ فارسی عربی سے تابد عربی قتلان
پاک کی حد تک۔

ذہبی معلومات نہ ہونے کے برابر مجھ سے ایک حدا
نے پوچھا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ بزرگت
میں کوئی تکھائش نہیں۔

اب آپ سے سمجھی ہوں کہ دوچار باتوں کا جواب عنایت
فرما کر اس پر روشی ڈال لئے (۱) جنہوں کی عمر انہی ہی ہوتی ہے؟

اور خواہ نجواہ جھگڑا پیدا نہ کرے۔
جن بزرگو اور کامائی ذکر کیا ان کے اس عمل کو تم
دانستہ اند تقرار دیتے ہیں تو انہوں نے خفیہ امام کے تھیں اپنے
سلک پر عمل نہیں کیا۔ لیکن ان کی جس ذہنی کیفیت کا آپ نے
تذکرہ کیا ہے وہ قابل تعریف نہیں۔ ادھیرُ بن چہ معمی دارد
جب کہ رفع یہیں اور آمین بالآخر کو غرض و احتجاج کو بھی ثابت
نہیں کر سکتا۔ بہترین بات یہ ہوتی کہ وہ پورے سکون قلب اور
نوحیت سے نماز پوری کرتے ہیں جو کہ وہ خوشی کی جہانی سکون
تو فقط جسم ہیں روح وہ خشوع و خنویج اور توجہ الی اللہ ہے جو
من از کو نماز بناتی ہے۔ جب تک لوگ ہے کہ احتجاج کا رفع یہیں
اور آمین بالآخر سے پرہیز بھی دلائل علمی ہی پڑھتی ہے اور قرآن د
سنت سے گیریز کا کوئی شایر، اس میں نہیں تو ان بزرگ کو نہیں
سکون قلب سے نماز پوری کرنی جائیں گے۔

جو ایسے : یہ معاملات ایسے ہیں جن میں تم بالکل کوئے
ہیں۔ علم ظاہری کے مصادروں سے تو ہمیں پہلے ہیں جا کر کوئی شکر
روحوں کو۔ حتیٰ کہ انہیاں علمیں اسلام کی روحوں کی عمل کے
ذریعے بالسلک ایسیں عملیات و مظاہف کا بہر حال بچھا نہ ہے
اور ارادج و اجتنہ کا معاملہ علم ظاہری سے تعلق نہیں رکھتا۔
لہذا کسی سردوہم جو شایر عالم سے اس کی تحقیق کریں گے، ہم اپنی
پہلی صائمی کا اعتراف کرتے ہیں۔

علام عثمانی

۶۲) جزوں کو یہ طاقت ہے کہ برزخ سے نکال کر روحوں کو اس طرح
پیش کر سکیں اور اگر کہ سکیں تو کیا کسی بغیر کی روح بھی اس طرح
بلائی جاسکتی ہے (۳۴) ہمزادی کی حقیقت ہے؟

میں برزخ کو آزادی اور قید خلنسے کا درمیانی حصہ
جاناتا ہوں۔ بغیر وہ کو رو جوں یا پھر حن کی رو جوں کو والٹر
نے چاہا بہشت میں ہیں۔ **نیاز من**۔

بیل عفی عنہ۔ ڈپول ان م۵۲ کراچی۔

جو ایسے : اگر اچھا مسلمان نبای میسر ہے جو خدا کیے ہیں
تمہارت رکھتا ہے تب تو یہ بات مکروہ ہو گی کہ اسے حبیب کر
آدمی ہستاں کا اُرخ کرے اور صیباً یہیوں سے سرکام کرائے
یکن انگریز آسامی میسر نہیں ہے تو ہمارے خیال میں کسی بھی نہ ہے
ولے ماہر سے یہ سکام کرائنا قاتحت نہیں رکھتا۔ اس مشکل کے
کسی اور عالم سے بھی پوچھ دیجیں۔ اگر وہ ہمارے خیال کا رد
کرے تو اس کے دلائل سے ہم بھی آگاہ فرمائیے گا۔

جو ایسے : رفع یہیں اور آمین بالآخر حسیے مسائلی حقیقی
نوعیت ہم متعود بار و اربع کرچکے ہیں۔ ان مسائل کا اختلاف
سنن و بیعت کا اختلاف نہیں بلکہ ہر فرقی کا انکریزیت ہی
پڑھے۔ لہذا کسی خاص وقت کسی خاص داعیے سے ایکس فرقی
دوسرے فرقی کے سلک پر گول کر لے تو کوئی خرابی لازم نہیں
آتی۔

سوارک زمانوں میں تو یہ رواہ اوری عالم تھی کہ کسی ایک
فوقی کے تھجی میں دوسرے فرقی اپنے سلک پر عمل پر اپنے کسی
کی انگلی اس پر نہ اٹھے، لیکن اب زمانہ تحریک و فنا نیت
کا ہے۔ فراخ دل اور بداد اوری عطا ہوئی۔ کہنے کو ہم بھی کہتے
ہیں کہ چاروں فقہی مذاہب پر حق ہیں لیکن عملی حالت یہ ہے کہ
اگر ہماری سجدہ میں کوئی اللہ کا بندہ نہ رہے آمین کہہ
گزرے تو ہماری نالکے بال جل جاتے ہیں اور سلام پھرئے
کے بعد چھیننے والی نظرؤں کے تیروں سے یہ شخص چھلنی پڑھاتا
ہے۔

ایسے حالات میں اولیٰ بھی ہے کہ ان فروعی مسائل میں
جو فضیلت یا وجہ سے متعلق نہیں ہیں آدمی چکتے کام ۷

پڑھت کیا ہے؟ پڑھوں کے رد اور سنتوں کی اثاث
تو ای تصحیح الابرار کے رئے طبع۔ قیمت محدثین یوچے۔
کیا ہم مسلمان ہیں؟ غیر مطبوعہ شریاروں کا تجویز
سو زوگدا نہ و اہمیت، اخلاصِ درد اور دلکشی کا تجویز
قیمت محدث سوا درد ہے
هر قسم کی کتابوں کا بڑا اصرار

مکتبہ تخلیٰ دیوبند (بیو پی)

فارابی معلم ثانی حکیم ابوالنصر فارابی کے علم و فضل، اُن کی سوانح اور کمالات، تجدید فلسفہ و منطق کے عرض مکمل حالات۔ پونے دروپیے۔

محمد رسول اللہ مشہور مصری مصنف توفیق الحکم اندرازیں اسی بڑی حضوری میراث مقدسہ بیدار چھپ اور پرکیف۔ قیمت پانچ روپیے۔

ابو یکبر صدیق مصنفہ۔ محمد حسین بیکل۔ مصری قیمت پانچ روپیے۔

عمر فاروق عظیم مصنفہ۔ محمد حسین بیکل۔ مصری ترجمہ۔ حبیب الشعر۔ نو روپیے۔

اشرق البحار مولانا اشرف علی تھانوی کی طرف سے مکمل دو جھے ساٹھے چار روپیے۔

جیات اور تذکرہ آپ کے علمی کمالات کا نقشہ جیلی قیمت چار روپیے۔

منہاج العابدین (اردو) تصنیف جو آپ کی بوری ذندگی کی تعلیمات کا خلاصہ اور صفات کا سچھ طریقہ۔ مجلہ آٹھ روپیے۔

آیتیہ مناز اسلام کی تفصیل مع مسائل ضروریہ۔

قیمت دو روپیہ۔

حکیم الامت کی جملیں مولانا اشرف علی کی روح نواز احوالات کا پرکیف تذکرہ۔

قیمت دو روپیے۔

الفرقان شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے ایک روح نواز رسائل کا اندود ترجمہ۔ حسین کرامہ و بیرونگی کی علامات اور ولایت کی حقیقت پر لایاب تکلوکی کی گئی ہے۔

قیمت مجلہ مع حسین کوڑ چار روپیے۔

بہشتی نیلوہ مکمل غ مدل مولانا اشرف علی کی اس بیشتر بہادر مقبول ترین کتاب کا نام نہ شناہ ہو گا۔ ہر سلسلہ ان گھر کے لئے ایک نعمتی، عورتوں کا مشیر، مردوں کے لئے مستقر رہنما۔ اس کا عمرہ اور صاف تحریکاً طلبشیں ہم سے طلب فرمائیے۔ ڈا جبلدار مکمل۔ بارہ روپیے۔ مجلہ مکمل رہنے والی نماز اور اس کے متعلقہ اتفاقات لغتی و تصویری جمعت

نمایز اور صحیح طریقہ نماز کی تفصیل۔ ضروری مسائل و ہدایات۔ بچوں اور بڑوں کے لئے مقید۔ چھ آنے۔

بزم پیغمبر اختیاب احادیث رسول کا بخوبہ مقید ترجمہ و تشریح کے ساتھ۔ سیوا روپیے۔

اسلام تواریخ نہن مکھیلہ افراد میں کی شہادتی اور اعتراضات ہے۔

عمر بن العاص اس صحابی رسول ص فاتح مصر تواریخ دھنی اور بلند پایہ مدبر کی داستان

حیات۔ جسے خود اللہ کے رسول نے مدبر اسلام کی خطاب سے نواز۔ حبیب الحمد شیخ اور مسنند۔ قیمت مجلہ سوا روپیے۔

فائزان کا توحید نمبر اسیں بڑی شہرت پا چکا ہے۔ اب پھر

شائع کیا گا ہے۔ بدعت و نذر قرکے وہ اور سنت کے اثاث میں بے نظر ہر جیسے۔ چھ طیک علماء کے مضامین سیزین۔ ساٹھ چار روپیے (مجلہ چھ روپیے) شائقین فوراً طلب کریں درست پھر ہمیشہ کی طرح نہم ہو جائے کا اور فراشیں بیکار کرنی پڑیں گی۔

باندیوں کا مسئلہ الدشمن جمادیں بالآخر عورتوں کو باندی بنا کر رکھنے کی دینی اعلیٰ حدیث۔ کتاب میں مصنف کا ایک خط اور مولانا ابوالکلام آزاد کا جواب بھی شامل ہے۔ قیمت دو روپیہ۔

خلاصہ اشرف السوانح مولانا اشرف علی تھانوی کے حالات سوانح۔ دو روپیے۔

کھلاخت

سماں پر کی اقسام کا شمار شاید ممکن ہو لیکن ان فروعی اختلافات کا شمار ناممکن ہے جو شیطان نے ارتسلہ کے دریاب اور ہر سے اُدھر تک پھیلا دینے ہیں۔ عوام بچارے عوام بھیرے وہ کتنے اُدھروں اور اگر ہوں میں بت جائیں لیکن اُن کی تفسیری و انتشار کی ذمہ داری اُن خواص پر ہے جو اپنے آپ کو علماء کرنے کے اُدھر بھتھتے ہیں۔ علم الگ سند یاد اُوحی یا جسم و عالمے کا نام ہے تو بے شک ہندو پاک میں اس جنس کی کوئی کمی نہیں میکن اُرoclasm اس فرباطن، اُس عرفان و صرفت اور اُس بصیرت و تمنور کا نام ہے جو انسان کو حقائق کی سیر کرتا ہے تو کہنا چاہئے کہ علماء کی جنس اب تایاب سے نایاب تر ہوئی جا رہی ہے۔

بخلاف اُس شخص کو عالم کون کہے گا جو لٹلگ نگوت کس کر اس سلسلہ برآمدۃ جنگ ہو جانے کے رسول اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر حیات دنیاوی ہے یا حیات بزرگی۔ جو اس اختلاف پر مرستے مارے کا تیری کر سکا جھضور رضا حافظہ ناظر ہیں یا انہیں جو فوری اور بشری کے چکر میں اپنا اور دوسروں کا وقت برپا کرنا چاہئے۔

بے شک بحث و تجھیں کا بھی ایک مقام ہے۔ فروعی مسائل پر بحیدگی کے ساتھ گفتگو کرنے والہاں سے تعاقب کی علامت ہے اور یہ بات علماء کے فرائض میں داخل ہے کہ نوع بذوع مسائل میں عوام کی رہنمائی کرنے والیں لیکن ہر چیز صراحتاً سے گذرا کر فتنہ بن جاتی ہے۔ اہم ترین مسائل سے سخن ہو گر فروعی مسائل میں جنک مارتے رہنا اور علمی اختلافات کو جنگ و جدل کا مرکز دینا فتنہ اعظم ہے۔ یہ فتنہ موجود تو ہندو پاک میں پہلے ہی سے ہے لیکن کچھ دنوں سے پاکستان میں اس سے وہ زور پکڑا ہے کہ الامان و الحفیظ۔ ناظر سے۔ جملغ، امار پریشت، حشی کر قتل و خور تیری بھی ذہنی بے راہ رو ہی اور تاریک اُنی کی کوئی حد ہے کہ علماء جھضورؐ کی حیات قبر برداشتی ہیں۔ جبریلؑ اور ابو بکرؓ کی نسبت تفاضل پر بڑتے ہیں۔ اُنہیں بالآخر اور رفع یہیں پر بڑتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ کہان ہو کر لا تا چاہئے تھا اُس مادہ پر مستاذ تصور حیات سے جو ایک ہے کیا سبب تند کی صورت میں اسلام کی یہک ایک تقدیر اور ایک ایک بینیاد کو ہمائے لیئے جا رہا ہے۔ اپنی جنگ کرنی چاہئے تھی اس طبقی اقتدار سے جو دن: ہاؤ سے اسلام کی جڑوں پر کلمہ اٹا چلا رہا ہے وہ تھقیقی دسکن کو نظر انداز کر کے اُپس پریاں دست و گردیاں ہیں اور اس کا انجام شاید وہی ہو گا جو مصطفیٰ کال کے ترکی میں اسلام کا ہوا۔

اُبھی کچھ ہی دن ہوئے پاکستان کی فضائیں اس لایعنی بحث نے بھوپال پیدا کر کھانا کر ختمی مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الممات لکھی ہے دنیاوی یا بزرگی؟ بڑے بڑے عملاء والقیاء میدان میں اترے ہوئے تھے۔ تحریر و تقدیر کے رسول احمد ابشار اگر رہے تھے۔ اسی اہل لگتا تھا جسے یہ سلسلہ نہ ہوا تو زمین و آسمان ہیجن جنگ سے ہرث جائیں گے اور گردش دریاں رک جائے گی۔ شیطان مسرور تھا۔ مغرب پرستوں کے دلوں کی کلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ اسی زمانے میں مولانا محمد طیب صاحب مفتوم دارالعلوم دیوبند کا جانا پاکستان ہوا اور آپ نے کوشش کی کہی خواہ تھواہ کی جنگ بند ہو جانے۔ الحمد للہ کہ موصوف کی کوششیں خاصی موثر ثابت ہوئیں اور طوفان کی شدت کم ہو گئی۔

لیکن و قبی طور پر نزدیک کا بلکا پڑھانا صلح کا ہم سعف نہیں۔ صلح دلوں کی وحدت اور جماعتیہ رہداری سے جنم لسکی ہے۔ زہن و تلب تھب سے بیریز ہوں تو کہاں کی صلح اور کیسی اتحاد۔ افسوس کر جوں پیشہ علماء میں اب بھی اتحاد و اخوت کی کوئی خود نہیں ہے اور عناد و افتراق کے جراحت برا برپکر دش پار ہے ہیں۔ یعنی بات یہ ہے کہ فقط اور بر کی لیپاپوں سے پالدار اتحاد ہو بھی نہیں سکتا۔ پالدار اتحاد کے بنے مزروعی ہے کہ کسی شترک مقصد و منزل کا تصور ان کے دل و دماغ میں جاگریں ہو اور سب مل کر ایک شم کی طرح اس کی طرف گامزی ہوں۔ یہ مشترک مقصد وہی ہو سکتا ہے جسے جماعت اسلامی نے روزِ اول سے اپنایا ہے اور اسی مقصد کی لئکن امرت مسلم کو ایک بھی سہرت میں پلنے والے کارروائی کی شکل دے سکتی ہے۔ یہ مقصد سنائیں۔ مولانا مودودی یا کسی اور داعی کا وضع کر دہ نہیں۔ یہ تو وہی مقصد علیا ہے جس پر خاصی کائنات نے انسانوں سے اذل کے دن عہدِ اسرت لیا تھا جس کی صفات مخالفتِ الیقون و الیاذن اللہ لیتعبد وَنَ لے مقدس الفاظ میں گوئیجا ہی ہے۔ جو تمام انبیاء و رسول کا حاملِ زندگ رہا ہے اور جسکے سوا کوئی مقصد امرت مسلم کی بخات کا خدا من نہیں ہو سکتا۔ اس تہبید کے بعد "کھلاخت" ملاحظہ فرمایا جائے۔ اس کا تعلق اگرچہ پاکستان سے ہیکن دینی امور جغرافیائی حدیزوں کا سیر نہیں اس لئے خط بھیجنے والوں کی خواہش پر اسے شائع کیا جا رہا ہے۔

عامر عثمان

پہنام مولانا مفتی محمود صاحب و مولانا خوشنصر حزاروی ناظم جمیعت العلماء، اسلام پاکستان

اسلام علیکم و رحمۃ الرہب کائنات۔ کیا آپ حضرات سے اتنی بات دریافت کرنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ موجودہ زمان میں خاص طور پر پاکستان میں تفرقہ بازی اور گردہ بندی کی نعمت روز بروز گیوں جو پیکر کی جا رہی ہے۔ اہم افسوس ہے اس بات کا کہ اس حق جمیں دنیا کی قیامت کرنا تھی آج وہ ایک دوسرے پر پکج رچھان فخر سمجھتے ہیں۔ آپ سے غصی نہ ہو کا کر پھیلے دنوں حضرت مولانا قاری محمد طیب عاصم و اخلاق و ادب اور علوم دینیہ جب کہ پاکستان میں ماہِ جانشینی تحریف لائے تھے تو سلسلہ حیات انجی پر مابین علماء روند بند بھوکر کرائے تھے جسکے علاوہ ملکے تھے ان دنوں فرقیین نے منقصہ بطور پر خاندی کا اپنار کیا تھا اور حضرت تاریخی صاحب بھی خوش ہو کر واپس دیوبند تشریف لے گئے تھے لیکن اب علموم ہوتا ہے کہ فرقیین علماء، روند بند بدستور اسی سابقہ ضمیم براؤ سے ہوئے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کو اپنے جلسوں میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں یہ کیوں؟

جیکہ ایک بار سمجھوتہ ہو چکا ہے پھر ان دونوں اختلاف رکھنے کا مقصد کیا ہے؟ حالانکہ جمیعت العلماء، اسلام کی طرف سے مندرجہ ذیل شہروں میں ماہ مارچ ۱۹۶۳ء کے خلاف تاریخوں میں سالانہ جلسہ منعقد کئے گئے تھے۔ جن میں فرقہ نائل علماء، کو شرکت کے لئے ہرگز ہرگز دعوت نہیں دی گئی ہے اور اب تک بھی حال ہے۔ یا یہ کہو کفر قوی نائل علماء، اہلسنت الجماعت سے خارج ہیں جب یہ بھی نہیں تو پھر انہیں سے میں تیر علاسی کا کیا فائدہ؟ وہ مقامات — ذیل میں درج ہیں

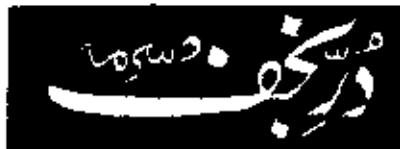
- (۱) خدمت جمیعت العلماء اسلام کامرکری مدسر قاسم العلوم ملتان (۲)، درس اسلامیہ قاروۃ قیم پکھڑی روڈ۔ ملتان۔
- (۲) جامع رشیدیہ مظفری (۳)، قطیم اول مسنت لاہور زیر صدارت مولانا محمد الحسن خان (۴) درس عربیہ فرعیہ کمالیہ
- (۵) احمد الدین شاہ خان گاؤٹھ خیڑہ۔

اگر معزز علماء حقیقتی حضرات کی ایسی کیفیت رہی تو خدا علوم اس قوم کا کیا حشر ہو گے علماء فروعی مسائل پر بڑی طرح سے

فرارین۔

اکیف دارالحدیث محمدیہ روچان
صلح فرید غازی خان - غرفی پاکستان

ابھر ہے ہیں جب کرم موجودہ ملکی حالات تقطعاً اس بات کی
اجازت نہیں دیتے رہا وہ فوازش ان بالوں کا حواب اپنی
جمعیت العلماء اسلام کے جریبہ میں تفصیل خذارت



آنھیں دُکھنے میں دُرِّ بخف کا کردار!

بینائی کے تحفظ اور امراض جسم کے ازالے میں تو آپ دُرِّ بخف کی اطمینان بخشن تاثیر دیکھی رہے ہیں۔ ایک اور بات نوٹ کیجئے۔ آنھیں دُکھنے آئے والی ہوں با آچکی ہوں سوتے وقت دُو دُسلانی سرمه ڈل لئے پھر آنھیں بند کر کے اسکی کے ذریعے اپنا ہی عابد ہوں دلوں آنھوں پر لگائیجئے اس سے پھوٹوں پر سمجھی آجائے گی۔ اس کے بعد انھی پر ذرا سا سرمه لیکر پھوٹوں پر مل لیجئے اور سوچا جائے۔ الشاء اللہ لگھے ہی روند جیتناک فائدہ پائیں گے۔ اس لیپ کی نوبت شاید ہی دو تین راتوں سے زیادہ آتے



کوئی سی تین سیشی یکجا خریدنے پر محسولہ ڈاک معاف

دار الفیض حمانی دیوبند

طلب کرنے پر خالص جستی کیمیائی سلطانی بھی بھیجی
جاتی ہے جس کی قیمت صرف دو آنے ہے

قابل قدر کتابیں

اصول دعوت اسلام :- قرآن و حدیث سے تبلیغ کے طریقے، اسکے آداب اور مبلغ کی خصوصیات کا دلکش بیان
سوار و پیریہ
علم غائب احمدہ اول و دوم :- علم غائب کی گنجی حقیقت اور تمام شکوک کے جوابات پر جیسا تھا یہ کتاب ہی شامل ہے
اسلامی آزادی حضرت دا آزادی کی حقیقت اور آزادی کی عائدگریہ ذمہ اریون کی عینظیر توہین فی ترتیب فتحت یکجا ہر در کتاب
چار روپے
کلمہ طیبہ :- نظرت کی ہر گروہ کا محرّک اسلام ہے۔ چاروں دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کی دھماحت
دو روپے
مکاہیس مولانا شاہ محمد الیاس :- جمع کردہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ مجلہ فتحت
ڈیڑھ و پیریہ
حدیث رسول کا قرآنی معیار :- قرآن و فتوحہ کیا ہر طبقہ حدیث اور بیانی اقسام پر قرآن سے حکیما نہ شتمہار
دو روپے
اجتہاد اور تقلید :- مسئلہ اجتہاد اور تقلید پر کامیاب فقہی، تشریعی تحقیق لطیف۔ مصنفو:- فاری محدث طیب صاحب، تہذیم الدلکم دو روپے
انسانیت کا انتباہ :- مقام انسانیت کی رفتہ داہمیت اور علم زکمال کا اس کے ساتھ اخلاص ہے ॥ دو روپے
اسلام کا اخلاقی نظام :- ایک سمجھی پادری کی طرف سے اسلام کے نظام اخلاق پر کئے گئے اعزامات کا جواب ॥
تین روپے
اور تنافے: مقول اخلاق کا قرآن بے استنباط

غفارہ اسلام قسمی :- اسلامی عقیدہ و تکریب کا صلیس اور عالم ہم بیان دو لانا محرر طاہر تھا کسی ٹھہائی روپے
الکلم الصیب حصہ اول و دوم مکمل :- جیسیں قرآن کی سیرت اور ہم قرآن یکلئے بنیادی اصول بتائے گئے ہیں چار روپے
حیثیت حدیث :- اسلام کے عقائد اور مکرین حدیث پر کمل و مدلل اور عمدہ کتاب
دو روپے
اسلام اور فرقہ واریت :- اسلام ہر ہرم کی اعلیٰ مالی، قیامتی و طبی سیاسی فرقہ وار ہیون کو شان کیلئے آیا ہے
سوار و پیریہ
ڈیڑھ و پیریہ
فلسفہ نماز :- اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان تربیتی تعلیم پر اکثریت ای جوادت نماز کا دلکش بیان
سوار و پیریہ
سائنس و راسلام :- روحانیت مقصود ہے۔ ماذیت گورو روحانیت کیلئے زیرِ نبانے ہوئے اس پر فائدہ اٹھا دو روپے
سوائی خواز و خطر خداوی :- حضرت ابوذر غفاری کی زادہت نذرگی سیرت رسول کا انشاع اور عشق بتو گی کا ذکر
سوائی خواز و خطر خداوی :- حضرت ابوذر غفاری کی زادہت نذرگی سیرت رسول کا انشاع اور عشق بتو گی کا ذکر
دو روپے
اسلامی انقلاب لی راہ :- ابوالانہ ہر فاضل عصری فتحت
پچاس سے
پچاس سے
کیا دین فائم ہے ؟ :- ایک مددہ کتاب شیدا قادری
تصویر علم و عقل کی روشنی میں :- مولانا مودودی اور رحیق سندریلوی
کیا دین فائم ہے ؟ :- ایک مددہ کتاب شیدا قادری
المصلح العقلی :- مولانا تھا ذی کی مرکزی ادارہ کتاب
چھوپیت اور مغربی تحریکیں :- مترجم عبد الوہاب نہجوری
ہوتی ہے سحرپیدا :- بیہد پاکیزہ اور چھپ نادل دین دنام (ریفعی)
تین روپے
سائنس نین روپے
دو روپے
تازکہ امام غزالی :- تصریح سوائی اور حالات
مقاریہ امام غزالی :- علم و معرفت کا ایک خزانہ
اکملتہ فی المخلوقات اللہ :- مصنفو:- امام غزالی (راہدد)